بتوفیق حاشیہ نشینی سخن کلام گرامی فن

نمک خوان فصاحت شور انگیز بلاغت طرازئہ پرزور دیگر



دیوان شور



من تصنیف شاعر طرفہ اندیش مسٹر جان بیلیس صاحب المتخلص بشور

در مطبع ممتاز المطابع واقع شہر میرٹھ طبع شد





بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھوں دیوان ثانی ہوں مطلع حمد داور کا
مرا ای شعر پھیکا جس سی ہو قند مکرر کا

اگر معنی سی چاہی تو لفاظی بنایں کر
ہی جس سی دو جہان ہیں منشئہ عالی سخنور کا

صفات ظاہری سی اوسکی اہل ذات کا ہو دل
گران ہوتا ہی آہن سی زیادہ ہول جوہر کا

قلم کی آب یاری سی ثمر افشان معنی ہو
حریر سادہ بنجاہی ابہی نقشہ مشجر کا

یقین ہی اہل معنی دیکھ انکھوں سی رکہیں سر پر
مری تحریر کیا ہی ایک نوشتہ مقدر کا

عجب کیا ہی نشان ایسا ہی دیوان سی اپنا
کہ جیسی آئینہ سی نام ہی روشن سکندر کا

دوئی کا میل جیسی کھو دیا سرمہ نی وحدت کے
نظر آتا ہی جوں ہم کو ہر جا تیری منظر کا

بغیر از بحر پایا ہی کسی نی ساحل معنی | جو ماری دست و پا اس بحر مین کہنا ہہ شناو

بقول شاعر اپنا ہی عقیدہ شعور ہی بی شک
جسی حق نی خداد یوی نہین محتاج زیور کا

پیش انگا وہ ہی لکہا جو ہی تقدیر کا	اس لئے قایل نہین بندہ کسی تدبیر کا
خون بہایا جسن نی ناحق عاشق دلگیر کا	جون شفق خون ہو کا دامن گیر اوس بی پیر کا
غرقہ دریا ہوا اوس زلف پیچان کا اسیر	موج نی نقشہ اوتارا صاف جو زنجیر کا
خاکساری سی سوا دولت کوئی دیکہی نہین	اسکی پانی سی ہہین رتبہ ملا اکسیر کا
غیر کی خط مین مجہی آیا ہی جو اونکا سلام	آگیا لکہا میری آگی میری تقدیر کا
عذر اوسکو کیا رہا جو جان و دل ہی دی چکا	کاٹ ڈالا تم نی سر مفت ایسی بی تقصیر کا
شیشہ سان جب سنج جبسا سنگدل پانی ہوا	کیون نہون مرہون مین اپنی آہ کی تاثیر کا
کہینچلایا جذب دل اپنا اوس بی مہر کو	سیکہہ لی ہم سی کوئی آکر عمل تسخیر کا
آگی پروانہ کی لی منہہ مین زبان شمع کو	ہم سی یہہ دیکہا نہین جاتا ستم گلگیر کا
کہینچلے جہہ زار جیسی کی اگر مانی شبیہ	تب مین جانون اوسکو ہی کامل فن تصویر کا
مین کہیچون دو سینہ پر اور دم و خم مجہ مین نہی	دو سر و آکر میری پہر جای شمشیر کا
آیا پہلو سی جگر مین کی جگر سی دل مین راہ	کیون نہ منت کش ہون تیر انداز کا او تیر کا

شعورہم نے جن دی حرفوں سے کاغذ پن تحریر
کام دیتا ہے تمہارا خامہ اکسیر کا

گھر ہرا اوس مہ جبین کے دل مین گھر ہو جائیگا
بخت ہی برتی اختر طالع قمر ہو جائیگا

سر سے جو گذریگا اپنی رکھتے ہی اول قدم
اوسکا بھی شک کوئی جانان مین گذر ہو جائیگا

یہ طرح ابر سرشک چشم طغیانی پر ہے
جس طرف برساوہان سنگ دگر ہو جائیگا

زلف کافر کی جو پیچ و خم بہت ہم سے ہے
کام اس سودا مین اپنا سر بسر ہو جائیگا

محو ہو گل کی نہ حسن بی نقاب پر عندلیب
آج کچھ رنگ اور گل نوع دگر ہو جائیگا

اوسکی کوچہ مین فرشتہ کا گذر جب ہو محال
پھر کہو کس طرح دخل نامہ بر ہو جائیگا

آئینہ مین روی تابان اپنا جب دیکھو گی تم
دیکھ لینا دوسرا پیدا قمر ہو جائیگا

تیر مژگان کا تصور جب کھنچیگی دل مین ہم
پھر کیون غربال سا اپنا جگر ہو جائیگا

شمع پروانہ کی جلنی پر نہ کر یہ سرکشی
تاج زرین صبح دم تک بار سر ہو جائیگا

جب تصور اوس لب شیرین کا بندہ جائیگا شعور
پھر مزا اپنی کا جون شیر و شکر ہو جائیگا

ساری جہان کے منہ سے تیرا ہی نام نکلا
تیری نعیم کسکا عالم مین کام نکلا

جس لب کو دیکھا اوس سے تیرا کلام نکلا
میری طرح سے شیدا ہر خاص و عام نکلا

گھر سی جو آج باہر وہ خوش خرام نکلا ۔ گویا زمین پر آکر ماہ تمام نکلا

تیرا مریض ہجران دم بھر کا تھا یہ مہمان ۔ دم اسکا صبح نکلا یا وقت شام نکلا

ساری جہان نی تم سی اپنی مراد پائین ۔ ناکام دل کا میری پر کچھہ نہ کام نکلا

اوس بزم مین ہی مشکل جانا ہر اک کو ہمدم ۔ جو اوس جگہہ سی نکلا وہ دل کو تھام نکلا

گردش کسی پہ ایسی ساقی خدا نہ ڈالی ۔ محفل سی اوسکی خالی جسطرح جام نکلا

کیا خاک زندگی ہی اوسکی جہان مین یارب ۔ جسکا کہ ہر زبان سی بدنام نام نکلا

قاصد نی خط تو میرا پہونچا دیا ولیکن ۔ منہہ سی نہ ڈر کی ماری پر کچھہ پیام نکلا

نالون کا ضبط ہرگز تجھسی نہو سکا دل ۔ سمجھی تھی ہم تجکو پختہ پر تو بھی خام نکلا

ہر جا پہ دیکھا تجکو اور کیفیت کو تیری ۔ بتخانہ کو جو توڑا کوثر کا جام نکلا

وہم و خیال کی ہی وان تک رسائی مشکل ۔ کچھہ عرش سی بھی آگی اوسکا مقام نکلا

کل تک تو شور سجن گرجا مین کر رہا تھا
پر آج بتکدہ سی کرتا سلام نکلا

دل اوسی دی راز کو افشا کیا ۔ حضرت عشق آپ نی یہہ کیا کیا

دل لیا تم نی اگر اچھا کیا ۔ جان کر جان لینا یہہ بیجا کیا

اوسکی در تک جا نہ سکتی تھی کبھی ۔ [illegible] نی کچھہ [illegible] کیا

قتل کی لذت کا کیا کیجے بیان
مین تو وقت نزع ہی تڑپہا کیا

وہان جفا ملتی ہی یہان ہم پس کیے
یہہ نیا رنگ آپ نی پیدا کیا

اوسکی مژگان کا تصور دل مین تہا
عمر بہر کانٹا سا ایک کہٹکا کیا

حال دل کہنی کو تہا حیرت سی پر
اوسکا منہہ آئینہ سان دیکہا کیا

بزم مین بیٹہی عدو کی پاس وہ
دل میرا سینہ مین کیا دہڑکا کیا

ہم شب وصل عدو کیا کیا جلی
تم نی ملکر اوس سی جی ٹہنڈا کیا

شاید اب نکلی کوئی رخنہ نیا
روزن در کو جو اوس نی وا کیا

دل دیا جسکو تہا اوسکو جان ہی دی
شور تم نی کام تو اچہا کیا

یقین ہی مجہہ کو کہ جیب و دامن میرا کبہو بہی نہین رہی گا
مگر یہہ دست جنون سمجہہ لی ہمیشہ تو بہی نہین رہی گا

نہ ناز کریا تو بلبل اتنا کہ گل تو جہان ہی کوئی دم کا
رہا نہ جب وہ چمن مین اگر تو رنگ بو بہی نہین رہی گا

یہہ باتین کہنی کی سب ہین زاہد جو دیکہہ پائی تو اوس صنم کو
تو پہر تیمم کی اصل کیا ہی تیرا وضو بہی نہین رہی گا

کیون آج کرتا ہی ایسی حسرت خبر ہی کیا کل کی تجکو ساقی
کہ وہ چرخ فلک سی دم مین تیرا سبو ہی نہین رہی گا

کبہی جو دیکہی گا اوس دہن کو نبات نکلی گی منہہ سی ہرگز
پہر اتنا شرمندہ ہوگا غنچہ کہ روبرو ہی نہین رہی گا

یہہ ہی اولجہنا ہی زلف پرخم تو آچکا اب وبال مجہہ پر
مگر سمجہہ لے کہ ایک دن خم یہہ مو بمو ہی نہین رہی گا

سرشک خونکی یہہ ہی ہی آمد جو چشم نم مین تو دیکہہ لینا
اجل سی پہلے ہی پہر بدن مین میری لہو ہی نہین رہی گا

یہی ہین مژگان یہی ہین ابرو تو قاتل اس تیغ و تیر سی پہر
چہدین گے سینی سپر کی صورت کوئی گلو ہی نہین رہیگا

نہ سیوی زخمون کو میری ہرگز کوئی یہہ کہدیوی بخیہ گر سی
کہ شور ہوی گا جب یکایک تو پہر رفو ہی نہین رہی گا

تلاش راحت کے آسمان سی تو ایک چلن پر نہ حال دیکہا
عدم سی ہستی مین ہی جو آئی تو جنبش کم تہا ملال دیکہا
فلک سی اوتری سر زمین پر کہ آب و دانہ سی پائین روزی

وہان تہی تہیدی قدم قدم پریہان جوانی توجال دیکہا
لٹایا انگارون پرفلک نی تمام شب مثل ماہ جل کر
شراب کیسی کباب کسکا نہ خواب تہانی خیال دیکہا
جو دیکہا سررشتہ کار اپنا تو سو گرہ مین بندہا ہوا تہا
جو غور کی تو بلا مین اولجہا وبال تن بال بال دیکہا
رسائی دست دعا کو کب ہی فلک سی برآئی کیا تمنا
چمن مین دنیا کی مثل غنچہ ہر ایک دہن بی سوال دیکہا
بلند طبعی سی آسمان پر برنگ مہ کر سواد روشن
بڑہایا مضمون کا جتنا پایہ کمال دیکر زوال دیکہا
فقیریون فیض یاب کیسی جو خود زمانہ بخیل ٹہرے
نشان یہہ ہی سرو بہریون کا امیر کو زیر شال دیکہا
دو روزہ اس گلشن جہان مین بہار جمعیت دلی ہی
جو ہنسکی غنچہ نی سر اوٹہایا تو سبزہ دسان پایمال دیکہا
ہوا ہی ای شور مجہہ پہ روشن خط بتان ہی سواد عالم
جو دیکہا یہہ نقطہ غور کرکے تو مدعا خال خال دیکہا

چرچا اگرچہ عشق مین گھر گھر میرا ہوا
پر حیف ہی کہ ذکر نہ وہان پر میرا ہوا

وہان امتحان جان تو اکثر میرا ہوا
اوس پر بہی حیف ہی کہ نہ دلبر میرا ہوا

سیماب کیطرح نفس گرم لی اوڑا
بیتاب اس قدر دل مضطر میرا ہوا

محراب ابروان کی ہوئی اور سربلند
جسوقت اوسکی سجدے مین خم سر میرا ہوا

شکوہ ہی اتنا خنجر قاتل کی آب سی
ایکدن کبہی نہ اوس سی گلو تر میرا ہوا

آئینہ جب اوٹہانی کی خدمت مجہی ملی
اقبال بندہ مثل سکندر میرا ہوا

دیکہا نہ انکہہ اوٹہا کی مجہی بہی اوسنی ایکدن
برگشتہ مجہسی جب کہ مقدر میرا ہوا

گہر سی نکل کی وادی وحشت مین جب چلا
مجنون کمال شوق سی رہبر میرا ہوا

مشہور گرچہ شور ہی پر بانمک بہی ہے
اسواسطے سخن نمکین تر میرا ہوا

چشم کی یاد مین جب وحشت کا دامن پکڑا
درۂ کوہ مین ہر آہو نے مسکن پکڑا

گل کی جب شاخ پہ بلبل نی نشیمن پکڑا
گل نی گلشن مین نہ رسوائی سے مسکن پکڑا

بار آیا نہ رقیبون کی رفاقت سی کبہی
ہم نی سو بار تجہی اوسب پرفن پکڑا

سایہ مین زلف کی تل دل کو چراتا تہا مدام
چاندنی مین گیا پر آج وہ رہزن پکڑا

مسی آلودہ دہن پر جو گیا اوسکی رشک
اس خطائی ہی کہ گوئی گل سوسن پکڑا

ب چھپا کوچہ دلدار تو ہاتھہ آنا کچھہ
گو کہ گر پڑتی کبھی گہر کبھی گلشن پکڑا

ہر کہیا کہیا کی رسائی ہوی کا کل تجہ تک
لا کہہ سر مارکی لی سر تیرا ناگن پکڑا

ای قسمت کہ گرا شیشہ نہ جام بلور
ہم نی ہر پیچ کی جو میخانہ کا آنگن پکڑا

اب یہہ چہیٹی کا نہین ہاتہہ سی جائی تو جائی
ہم نی دہرکی ہی اوس شوخ کا دامن پکڑا

جو آئی ہی خزان کی مگر ای باد صبا
گل چلی بلبلون نی گوشہ گلشن پکڑا

شور محشر کہ نہین اوٹھتی کی در یار سے اب
جان دیکر تو اونہون نی ہی یہہ مدفن پکڑا

نہ بلبل سان کیا غل اور نہ جون غنچہ پیچش پکڑا
کنارہ تو نی مجہسی کس لئی ای گلبدن پکڑا

نہ پکڑا شمع کا چو ایک نی بھی گل سر محفل
گیا بی چارہ پروانہ عبث بی رلگن پکڑا

دکہا کر ماہ نو دیتا ہی دہوکا اوسکی ابرو کا
نیا انداز تو نی اب یہہ کچھہ چرخ کہن پکڑا

نیا پہانسی کا پہندا فاختہ کی طوق گردن ہی
گیا دہوکہ مین جب شمشاد کی سرو چمن پکڑا

دل خسرو سمجہہ کر بی ستونکر رو ہمت سے
اوڑا دی پرزہ پرزہ تیشہ گر ہی تو نی کوہکن پکڑا

رہا مجکو خطر جہٹکا نہ آجائی کلائی مین
کبہی مستی مین جام گل جو تو نی سیمتن پکڑا

وہین جہٹکی سی ہہنکا رہگذر پر دامن ای ردی
غبار آسا جو ہم نی دامن اہل وطن پکڑا

ہو کیسکو دوری فرزند مین مم طرب حاصل
جو نور دیدہ یعقوب نی بیت الحزن پکڑا

بدلکر بحر لکھہ اور شور اس طرح شگفتہ مین
کہ تیری صفحہ دیوان نی اب رنگ چمن بگڑا

یہہ مجھ ہی سے سبب ان و زدون ہے اہل وطن بگڑا
زمانہ پھر گیا سب کہ تو ہی گیا سیم تن بگڑا

کہلی سر راہ مین جاتی ہو تم لاشون کو ٹہکرائی
روش بگڑی تو بگڑی تہی خبر لیجئی چلن بگڑا

کیا تیری دہن سے ہمسری کا دعوی غنچہ نی
صبا نی ہول اک ایسی جڑ دی منہ پر دہن بگڑا

سلیقہ باغبان کو نخل بندی مین نہین ہرگز
قلم کین اسقدر شاخین قد سرو چمن بگڑا

نہ کہائی بات ایک عاشق نے تیری چہرہ چلنی کے
یہہ منصوبہ تیرا ای ساطر چرخ کہن بگڑا

خدا کو مانکر چہرہ پہ زلفون کو نہ لٹکاؤ
نہین دیکہا کہ ماہ چرخ ٹھنی ہی گہن بگڑا

نہلائی ہی شہید تیغ قاتل کی بہلا حاصل
ادہر دہویا ادہر نکلا لہو ایسا کفن بگڑا

نہ جاؤ باغ مین اعدا کی انکہین ہین طرف وا ہین
نظر شاید لگی ہی طرح روبان کا گلبدن بگڑا

چلو گلگشت کو مستی کے بدلی پان ہی کہاکر
دو رنگی پن نہین ہنسی کا صاحب بانکپن بگڑا

اسیران محبت کے لئی گذران کافی ہے
بسین کے جا کی کلبہ مین اگر بیت الحزن بگڑا

غزل اچھی بری جیسی ہی منظور احبا ہو
کرین کیا شور صاحب خود ہی انداز سخن بگڑا

تیری صورت پہ کچھہ شیدا نہین ہی نیم جان نکلا
جو دیکہا غور کر تو مبتلا سارا جہان نکلا

تمہاری تیر مژگان کو دل و جان مین بہت ڈھونڈا
ولی کہہ کار یا اوسکا نہ یہان نکلا نہ وہان نکلا

نہ کیونکر چاک ہو گلچین کا دل دور خزان دیکھا
اوڑا یا گل گلستان سی قبا کی دھجیان نکلا

تصور بعد مردن بھی رہا زلف پریشان کا
جو شعلہ قبر سی نکلا تو وہ بنکر دھوان نکلا

نکالا کوچۂ جانان سی مجھکو ہی قسمت نی
زمین تھی مدعی اور حریف دشمن آسمان نکلا

قیامت ہی دل اپنا اس ستمگر کیون نہ نازان ہو
کہ آغوش عدو مین آج وہ بے بیجان نکلا

ہماری ناتوانی نی ہمین پیچھی رکھا سب سی
خدا پر چھوڑ ہمکو ہی سبھی آگی کاروان نکلا

صراحی شیشہ و پیمانہ اور نی تار چنگ و دل
تیری محفل سی جو نکلا سو با شور و فغان نکلا

بھلا کسطرح بہلی کا دل بیتاب یہان اپنا
نہ ہم نقشہ تیری کوچہ کا گر باغ جنان نکلا

زمین سی آسمان تک اک جہان کی سیر کی ہمنی
نہ تجھسا دلستان دیکھا نہ مجھسا خستہ جان نکلا

کلام شور شیرین سنکی سب شاعر لگی کہنی
کہ تو فن سخن مین طوطی ہندوستان نکلا

میرا دل ہی وہ مشرق آفتاب آتش غم کا
کہ دم گھٹتا ہی جسکو دیکھکر نار جہنم کا

رہی کیونکر نہ گردون پر دماغ اوس زلف پر خم کا
کہ دل باندھی ہوئی ہی ہر گرہ مین ایک عالم کا

شہیدان یون جاتی ہی آب تیغ خنجر کو
نظر آتی ہین حاجی جسطرح کعبہ مین زمزم کو

خیال یار بھی آخر لوا تو ہنس گیا اس سید
میرا دل کیا ہی گویا دام ہی اوس زلف پر خم کا

میرے سینے مین پیکان تیر کا جو رہگیا پہنسکر
نہین سمجہا کہ زخم دل کو بہیا یا ہی مرہم کا

عدم مین بہی شہیدونکا تیری ہی جوش ہے قاتل
زمین سی خون اوچہلکر بن گیا ایک نخل ماتم کا

ڈبویا سبزہ دیکہا شب فرقت مین آخر کو
یہی رونا تہا مجہکو ابتدا اس چشم پرنم کا

اگر دیکہی چمن مین چہرۂ خورشید تابک اوسکا
ٹہرنا ایکدم ہو پہر تو مشکل گل پہ شبنم کا

کہین کیا ناتوانی اب یہی ہین ہم سہی کے
کہ دل سی بار اوٹہایا جا نہی سکی نالۂ پیہم کا

ابہی سنکر ستونگی ہی پر ایکدم مین جل جایئں
کہون وہ ہی اگر افسانہ اپنی سوزش غم کا

تمہاری چشم میگون سی وہ کیفیت ہی حاصل
کہ آنکہون سی ہماری گر گیا رم تشنہ تک سم کا

جو گرد محمل لیلی ذرا تہہ آئی مجنون سے
اثر اوسکا وہی سمجہے کہ جو اکسیر اعظم کا

قیامت ہی جو آئی شور گہر دشمن کی وہ شبکو
ہوی ہی عید غیرون کو ہمین ہی محرم کا

جب سی ہی بت نظر آیا ہمین جلوا تیرا
کیا تسلیم خدائی کا ہی دعوی تیرا

ہو رہا پیچ کی دل زلف چلیپا تیرا
وہ سیہ بخت جو تہا گا نہہ کا پورا تیرا

جو یہان دیکہا وہی دیر و حرم مین پایا
اب تو شکوہ نہ رہا مجہسی کلیسا تیرا

دل عشاق کو رکہتی ہی گرہ مین جو مدام
زلف پر پیچ نہین کہلتا یہہ عقدا تیرا

کشتۂ عشق پہ قیم کا نہ اثر کچہہ سی ہوا
اوس پہ فقرہ نہ چلا یہہ تو مسیحا تیرا

جب خدا ہی تجہی یان دیکہیگی تجہو ہوگا
فیصلہ حشر مین ہو چکا میرا تیرا

نہین دیوانہ جو وصل اوس کا سمجہکر ممکن
بار احسان اوٹہاؤن مین تمنا تیرا

بعد مرنیکی چلی ساتہہ ہی غم لیکر
کس کو ہوئی گا ستم روز گوارا تیرا

اوس سینہ لفسی قصد اگر مقابل ہو تو
کالا جہنہ اوڑہی ہوگا شب یلدا تیرا

جان دیتی نہین مشکل بہت آسان ہی پر
ڈرہی اس ننگ سی ہو نام نہ رسوا تیرا

تاب کسکی ہی جو دیکہی کوئی ہوسی نکر
مشعل خور جب کہ تیرا نور ہی پردا تیرا

دہان حنا کی نیا رنگ نکالا اوس نے
خون ہوا مفت مین پہیان ہای تمنا تیرا

مرحبا کاوش مژگان تیرا اشکو مین عیان
بعد مرنیکی ہی دل مین رہا کہٹکا تیرا

ہم کو دینکے صفائی سی ہوا یہہ معلوم
آنکہہ غیرون سی لڑی کہل گیا پردا تیرا

یہہ نتیجہ ملا نرگس سی کسیکی ہو دو رنگ
سبزہ گیا جہنڈا ہر ایک جا گل رعنا تیرا

بخشی قسام ازل نی ہی جو قسمت جس کے
لی ہی شیرین سخنی شور یہہ حصہ تیرا

نہین تیرا سا سایہ دیکہی مین کوہی آنی کا
گدا کو شاہ کرتا ہی ہما ہی لوزمانی کا

سو یہہ ناتہہ آیا ہی اونکی رنگ گیا جہد لگانیکا
رگڑ کر اپنی تلوونسی دل عاشق مٹانی کا

عدم ہی کیا تماشا ہی چلی ہستی مین آنی کی
مگر جو غور کر دیکہا سبب تہا آپ وانی کا

جو آنا ہو تو آنا یا جواب خط ہی بھجوانا
وگرنہ فایدہ کیا نامہ کی آنی جانی کا

جسی نیچی نظر سی دیکھا اوسکو کر لیا اپنا
نہیں یہہ یاد ہی در پردہ اونکو دل چرانی کا

کسی کی چشم فتان نی ہمین مارا ہی در پردہ
ہی مرقد پر سبب یہہ شمع کی آنسو بہانی کا

غزل ایک اور بہی الفت سو پڑہی بزم یاران مین
یہی دن ہی تمہین اب زور شور اپنی دکہانی کا

مزا کیا خاک پایا جان ہستی مین آنی کا
نہ ہنسی کی خوشی ہی نہ غم ہی یہان سی جانی کا

کری ہی فکر یون وہ اُس لعین اپنی ٹہکانی کا
کہ جون کرتا ہی طایر شام کو عزم آشیانی کا

فقط کیا شمع کو پروانہ ہی نی جان دی اپنی
مزا ہی عشق مین اوسکو بہی ہر دم سر کٹانی کا

نہ دیکھا فکر دنیا وی سی خالی کوئی ای ہمدم
فلک کے سر مین بہی اندیشہ ہی چکر کہانی کا

نہین حاجت ہی مجکو سایہ کی کچھ پر اپنی
کہ دامن ہی مری سر پر فلک کے شامیانی کا

ہمین کچہہ وبال جان نہین لعلون نے ڈالا ہی
ہمارا خاندان کل بالکا ہی اس گہرانی کا

وہ شمع رو آئینہ مین منہہ دیکہہ کر پانی چہڑکتا ہی
نہیں یہہ یاد سیکہا ہی لگانی اور بجہانی کا

نظر آتا ہی ویسی گا دل آنکہو تو ایک دن
پڑا ہی ہیر اونکا بہی آنکہیں لڑانی کا

یہان تک شوق پا بوسی مین یہہ نسل ہوا اپنا
کہ آخر بن گیا ہی سنگ اوسکی آستانی کا

روان ہی شور دریا چہر کا گوہر نکال اس سی

حباب آسا نہین دم بہر کی فرصت پہر تو پاہیگا

جاکی گلشن سی پہر آیا جو وہ دلبر اولٹا
اوڑ گئی گل کی ورق باغ کا دفتر اولٹا

آیا ظلمات سی تشنہ ہی سکندر اولٹا
آبحیوان نہ ملا کیسا مقدر اولٹا

وای قسمت کا لکہا جان بچا کر اپنی
آیا نامہ جو میرا لی کی کبوتر اولٹا

وادی عشق مین چلنی کو جسی ساتہہ لیا
گردش طالع سی آیا وہی رہبر اولٹا

نزع مین آی عیادت کو میری صد حیف
راہ پر آکی پہرا اپنا مقدر اولٹا

کون بدمست خرابات مین پہرا ایسا
سرنگون جس سی ہی خم شیشہ و ساغر اولٹا

تیری در پر جو بنا نقش قدم کی صورت
پہر نہ آیا وہ وہان سی کبہی جا کر اولٹا

دیکہکر حال میرا غیر جو ترس آیا اوسی
میری گردن پہ لگا پہر کی خنجر اولٹا

سمجہا ہستی کو او سی دم سی سرای فانی
صبح اوٹہتی ہی مسافر نی جو بستر اولٹا

بات سیدہی ہی میری منہہ سی اگر کچہہ نکلی
تب ہی سنکر وہ ہوا مجہہ سی ستمگر اولٹا

اہل نظارہ کی عالم ہوا آنکہون مین سیاہ
اوس نی شوخی سی نقاب اپنی جو منہہ پر اولٹا

لاکہون سودای سر زلف مین جان کہو بیٹہی
پڑ گیا کتنی فسون سازون کا منتر اولٹا

[illegible] عمر مگر ہوگیا لبریز اپنا
آج ساقی نی جو پیمانہ کو بہر کر اولٹا

بیرمک شور کا دیوان جو دیکہا ہم نی

پھر تو ایک ایک ورق اوسکا مکرر اولٹا

جسم بتان تو حسن و نزاکت سی بنا
پر یہہ خدا کی شان کہ پتھر کا دل بنا

حاصل فروغ کیون نہ سویدای دل کو ہو
دود جگر سی جب کہ تیری رخ کا تل بنا

دیکھی نہ میری بعد بھی باقی کوئی اوسی
تصویر یار دل کی میری منفصل بنا

سن سن کی عرض حال کو میری وہ بول اوٹھی
باتین ہماری آگے نہ ای منفعل بنا

ہر دم مصیبتون کی جو ضربین اوٹھاتا ہی
گویا ہمارا لوہی کا ہی سخت دل بنا

گرمی جگر سی دور ہو اور دل سی آہ سرد
ایسی دوا طبیب کوئی معتدل بنا

سنگین ہون سی دل کی میری نقش حسن ہم
لوح مزار کی لئی مرمر کی سل بنا

پایا نہین فروغ کسی نی بغیر عجز
پہلی تو اپنی جاہ کو دل شل گل بنا

یہہ ضعف ہی کہ جاتا ہی جان تک انتقال
پتلا ہماری جسم کا کیا مضمحل بنا

طالب صفا و خوبی کی دنیا مین ہین تمام
ای دل جو تجھسی کام نہ ہو وہ سجل بنا

کھینچی ہی کر شبیہ دل شور زار کی
مانی پر اوسکی داغ بھی تو متصل بنا

نقشہ نہ ٹھیک ٹھیک دل تنگ کا بنا
مانی گیا شبیہ بنا ایک سنگ سل بنا

اک شمع ہی نہ ناز کری کیا رات بزم مین
ایا جو تیری سامنی ہر شمع خجل بنا

ٹھہرتی ہون لحظہ سی کروین گی خود بین

ای شور غدر نامہ ہے سنبھل بنا

ہی جو شہور روز محشر کا
وہ ہی خواہان ہی تیری ٹہیکر کا

جو کہ طالب ہو جام کوثر کا
چاہئی اوسکو آب خنجر کا

بس ہی میری کبہی جو وہ سر کا
بار پہر ہوگا جسم پر سر کا

حسن اور عشق مین نہین کچھ فرق
ایک سی دوسرا برابر کا

ناتوانی سی ناتوانی ہے
بار ہی دوش پر میری سر کا

ہو اشتگی دلی سی ثابت ہہہ
بت کو کہنا بجا ہے پتہر کا

وہ شب ہجر سی زیادہ نہین
جسکو کہتی ہین روز محشر کا

کوئی رخنہ نہ اور پیدا ہو
کل سی ہی بند روزن اوس در کا

لکھہ گئی نامہ مین جو سوز جگر
پر جلا اوڑتی ہی کبوتر کا

ایک نمونہ ہی چشم تر کا وہ
جسکو طوفان کہین سمندر کا

لب شیرین کا نام سنتی ہے
میٹھا پانی ہو گیا ہی کوثر کا

زخم دل پر ذرا چہڑک دو نمک
کام کیا ہی یہان رفوگر کا

شور شیرین زبان سی تیرے
پانی پانی جگر ہے شکر کا

غزل در تہنیت یوم کلان بابت سال ۱۸۷۳ع

ہی جلوہ گر جو آج بڑا دن ثواب کا
سب خوف دل سی اُٹھہ گیا روز حساب کا

جنت ملی گی ہم کو اسی دن کی فیض سے
ہی قول سچ یہہ عیسی عالی جناب کا

ساغر پئی جو یاد مین حضرت مسیح کے
محتاج خلد مین نہو جام گلاب کا

عیسائی ہو کی جو نہ پئی بادہ سرور
محشر تلک رہی گا وہ مورد عتاب کا

کیا کیفیت ہی آج یہہ بزم نشاط مین
پانی کی جام مین بہی مزا ہی شراب کا

اس روز جشن عام مین جب تک نہ مے پئے
قائل نہین ہے بندہ کسی شیخ و شاب کا

ایک ایک اشک اپنا بنی گا در حیات
روز شمار گر ہوا موقع حساب کا

اس دن کی فیض سے جو پئی لال نوش کی
لالہ کا داغ نقطہ ہوا انتخاب کا

شیشہ نہین ہے پری گلگون سی ساقیا
دل ہو گیا ہی خون کسی خانہ خراب کا

کہتی ہین جسکو شور وہ شیرین کلام ہے
مورد زبان حق سی ہوا اس خطاب کا

ایضاً در تہنیت یوم کلان بابت سال ۱۸۷۴ع

آئی سی بڑی دنکی ہی دل شاد ہمارا
پہر خانہ غمگین ہوا آباد ہمارا

اس دن کی برکت سی ہے امید یہہ ہم کو
دنیا مین رہی نام سدا یاد ہمارا

ہم جوش میں ہین آغوش سے زمین و زمان خوش — کیا موج میں ہی یہہ دل آزاد ہمارا

ساقی ذرا اس دور میں ہے دور مدام — ہوتا ہی کنایہ میں یہہ ارشاد ہمارا

مے بادۂ گلگون کے کھلے گا نہ کبھی رنگ — کھینچی ہی عبث خاکہ تو بہزاد ہمارا

اوڑتا ہی بلا بازو وپر طایر مضمون — کرتی ہین عدو شعر جو برباد ہمارا

ہی حضرت عیسی کی تولد کا برا دن — اس فخر سی ہی بستہ دل آزاد ہمارا

روشن ہوی اعجاز سی جب مردم دیدہ — اس نام پہ آنکھون سی ہوا صاد ہمارا

اس شور تخلص سے زبان شیرین ہی کیا خوب
مشہور یہہ عالم میں ہے ایجاد ہمارا

جس نے دیکھا ہمین پابند وفا کا دیکھا — اور ہمیشہ ہمین مشتاق جفا کا دیکھا

تیری آنکھون مین صنم سحر بلا کا دیکھا — اسکی بسمل کو نہ پانی کا پیاسا دیکھا

وار مژگان پہ چڑھا کرتی ہین آپ سے آپ — اوسکی کوچہ مین نہ کچھہ کام قضا کا دیکھا

زلف مشکین سے مقابل جو لگا ہوتی وہ — تو بتر اور خطا مشک خطا کا دیکھا

دیکھہ کر جسکو فرشتی سے امان مانگتی ہین — ہم نی وہ دہنگ نیا تیری ادا کا دیکھا

حسن کے کانون تک لگا ہاتھہ فلک سے دہرنے — اب کچھہ ہم نی اثر آہ رسا کا دیکھا

ماہ نے ڈالی ہی یہہ کالی بلا — ہم نی جان ہی نہ کبھی زلف دوتا کا دیکھا

ڈس لیا جسکو نہ مانگا کبھی پانی اوسنے
زلف کے سانپ مین کیا زہر بلا کا دیکھا

خون کا دریا نہ ہمین ای لب خنجر گشتہ دکھا
ہم نے رنگ آنکھون سے اوسکی کف پا کا دیکھا

بن بلائی وہ ادہر آپ کبھی آتی ہین
کشش دل مین اثر کاہ ربا کا دیکھا

شور کے حق مین بُری بات ہون کی ہی پہلی
مہر مین ان کی سدا قہر خدا کا دیکھا ✣

ملائی خاک مین جان اور جسم ناتوان پہونکا
فسون ایسا میرے کانون مین اوسنے تو دلستان پہونکا

چھپا نکلا نہین پیچ کا بہی کیا باغبان ڈہونڈہی
ہماری آہ سوزان نے یہان تک گلستان پہونکا

خزان آتی ہی گل کے بے ثباتی دیکھ بلبل نے
اوسی دم آشیان پہونکا اور اپنا خانمان پہونکا

میری سوز جگر کا چرچا ایسا گہر گہر ہی عالم مین
زمین پہونکی مکان پہونکا اور اوسنے آسمان پہونکا

الٰہی نالۂ سوزان کو اب لیکر کہان چہپون
کہ اس آتش کے پرکالے نے لوگون مکان پہونکا

میری سوز نہان سے شعلۂ آتش جب اوٹہتی ہے
تو غل مچتا ہی عالم مین جہان پہونکا وہان پہونکا

پڑا عکس شمع رو کا پرتو جام برانڈی پر
کہ جسکے تیزی و گرمی نے سب کام و زبان پہونکا

پڑین چہینٹے نہ کیون اس عشق سے فریاد کی میکہو
کہ اوسنے آتش الفت مین سب نام و نشان پہونکا

خدا جانے نظر کسکی تو دیکھی لگ گئی مجکو
کہ اوسکی گرمیٔ الفت نے میرا جسم و جان پہونکا

کیا جب عزم ملک شمع رو کا مین نے ای ہمدم
لگا دی آگ اوسنے سارا کاروان پہونکا

کہین کس سے حقیقت اس تب ہجران کی سوزانی
کہ دل پہونکا جگر پہونکا بدن اور استخوان پہونکا

زلف پر کب یہہ مبتلا نہ رہا
کب یہہ دل مورد بلا نہ رہا

میرے قدر اون کو میرے بعد ہوے
جب کوئی مجہہ سا باوفا نہ رہا

خوش خرامی سی اونکی گلشن مین
سرو پر حشر کب بپا نہ رہا

کب زمانہ کا دشمن جانے
ہای یہہ چرخ فتنہ زا نہ رہا

چین سی اس کے دور مین ایکدم
کوئی ہے بندۂ خدا نہ رہا

خوب بندہجاتی مشک کی بہی ہوا
پر وہ جوڑا ذرا کہلا نہ رہا

مے کشی اسقدر ہے میرٹہہ مین
دیکہنی کو بہی پارسا نہ رہا

چارہ سازون سے کب کیا درمان
جب کہ مین قابل شفا نہ رہا

دوست ای شور ہو تو غم سا ہو
کہ پس مرگ سے بے خدا نہ رہا

صور کا شور گہبرا کی جو افغان نکلا
اب تو ارمان تیرا او دل نالان نکلا

ہو چکا ضبط پہر اب نالہ و افغان نکلا
بعد مدت کی پہل سی غم پنہان نکلا

لخت دل خون جگر اشک کا طوفان نکلا
جو میری چشم سی نکلا وہ ہی حیران نکلا

خوش خرامی بجلوہ عشوہ و غمزہ برکاب
عجب انداز سی وہ سرو خرامان نکلا

آنکھہ نرگس ہے تو قد سرو ہی رخسار مین گل
یار کیا نکلا ہمارا کہ گلستان نکلا

کس سے مین درد کہون کون ہا ہی دلسوز
دل کو مین سمجھا تہا دانا یہہ بھی نادان نکلا

کچھہ نہ تہا سینہ مین جز تیری میری شرم رہے
دل کی جا ایک تیری تیر کا پیکان نکلا

ہو گئی دق آج طبیبون نے خدا پر چھوڑا
تیری بیمار کا جب کوئی نہ درمان نکلا

زلف کی دام مین پہنسکر کوئی نکلا نہ کبہی
اور جو سر مار کی نکلا تو پریشان نکلا

دہجیان دشت جنون نے ہین اورائین کیا کیا
نام کو تار نہ دامان و گریبان نکلا

بعد مرنی کی کسی نی نہ کیا غم میرا
ہان مگر نعش پہ گریان میرا ارمان نکلا

شعر ایک اور غزل پڑہی اسی بحر مین آپ
آپ کا شعر تو دلچسپ فراوان نکلا

جو ملا جان و دل و دین کا خواہان نکلا
بی غرض کوئی حسینون مین نہ انسان نکلا

ابر نیسان بہی ہوا شرم سی پانی پانی
آج ارمان تیرا دینے گریان نکلا

والضحی چہرہ کو اور زلف کو واللیل ہے
جس نے سمجہا وہ ہی کچہہ صاحب ایمان نکلا

پہنسکے اوس زلف کی جنجال مین ساری عمر
کوئی ہندو نہ کرسچن نہ مسلمان نکلا

فتنہ محشر کو دیکہا نہ تہا پر سنتی تہی
آج وہ غیب سی اوسکی تہ دامان نکلا

رو کی اوٹھا ہی جہان گہر بہی ہان بیٹھ گئی
اپنا یہہ دیدۂ تر نوح کا طوفان نکلا

جان دینا تو تیری عشق مین دشوار نہ تہا
اور جو تہا ہی تو میری سامنی آسان نکلا

آہ جب جان کو بہی تو نہین کر سکا
کچھہ نہ بن آیا فقط مونہہ سی میری ہان نکلا

خلد کی سنتی تہی اک عمر سی تعریف فضول
اس سی بیچپ کہین کوچۂ جانان نکلا

راستہ جانی کا وہان تک نہ صبا کو بہی ملا
اوسکی کوچہ مین اک انبوہ شہیدان نکلا

جسطرح شور کی ہمراہ گئی حسرت ختم
لیکی دنیا سی کوئی ایسا نہ سامان نکلا

دل عشق مین کھونا کہ پایا نہ جائی گا
ہرگز پہر اس کو راہ پہ لایا نہ جائی گا

ای طفل اشک کوچہ مین اوسکی نہ تو مچل
آخر کو پہر کسی سی اوٹھایا نہ جائی گا

دود جگر سی گر کوئی شعلہ بہڑک اوٹھا
تا حشر پہر کسی سی بجہایا نہ جائی گا

مرنی سی ہم اگر شب ہجران مین بچ گئی
پہر صبح اوسکو مونہہ بہی دکہایا نہ جائی گا

گر دام خال و خط سی یہ دل بچ گیا تو کیا
پہندی سی زلف کے یہ چہٹایا نہ جائی گا

دامن سی تیغ خون کو دہویا تو کیا ہوا
پر دل سی اسکا نقش مٹایا نہ جائی گا

حاضر ہی سینہ تیر لگانی کو آپ کے
پہ حیف ناز کی سی لگایا نہ جائی گا

فکر رفو ہی زخم جگر ہی عبث [illegible]
یہہ چاک وہ ہی جسکو سلایا نہ جائی گا

زاہد کی اب نہ ہونگی برائی مے کی بند
جب تک کہ ایک قطرہ چھپایا نہ جائے گا

شاید کہ پرسش آپ سے ہو اسکی حشر مین
داغون کا محضر ہم سے دکھایا نہ جائے گا

عصیان کا اپنے شور ابھی سے کرو شمار
جب ہوگا وہان حساب چھپایا نہ جائے گا

یہہ حکم عام ہے غنچہ دہن کا
گریبان چاک ہے ہر گل چمن کا

کیا جب وصف افشان جبین کا
مزا دونا ہوا میری سخن کا

خبر پہنچی نہ دے اکر اجل کے
کرو تیار سامان اب وطن کا

ہوئی معلوم ہم کو بے ثباتے
چپا جب باغبان نے گل چمن کا

اوڑائی جب صبا نے زلف کی بو
اتر جاتا رہا مشک ختن کا

کرامت سے نہین تنخانہ خالے
ہوا زاہد بھی پیرو برہمن کا

ہوا ہون عشق مین گلرو کی ہمدم
گلابی رنگ ہے میری کفن کا

چھپایا پان یہان غنچہ دہن نے
اوڑا ہی رنگ وہان لعل یمن کا

کبھی سید بہار آدہ بیت نہ ہم سے
نرالا ڈہنگ دیکھا بانکپن کا

دیا جھٹکا جو میری آہ نے رات
کمر مین آگیا گردون کی جھٹکا

تیرا دست جنون مشکل ہے محسن
نہ چھوڑا تار تک بھی پیرہن کا

قیامت وقتی ہی ٹھوکر سی دیکھو ۔۔۔ عجب انداز ہی اوسکی چلن کا

کلام شور ہو کیونکر نہ شیرین
کہ ہی وہ خوشہ چین اہل سخن کا

شعلہ نکل کے منہہ سے لو جاری زبان ہوا ۔۔۔ سوز نہان ہمیشہ سون مین اپنا عیان ہوا
تیری کرم پہ ناز نہین ہر زمان ہوا ۔۔۔ ہم سی ستم رسیدون پہ تو مہربان ہوا
دیکھی جو بی ثباتی گل گلستان مین آج ۔۔۔ گل توڑ کر کمال خجل باغبان ہوا
تم نی بنایا زلف کو اور ہم بگڑ گئے ۔۔۔ اس پیچ و خم کو دیکھ کے دل بدگمان ہوا
اب تو زمین پہ پانو نہین رکھنی دیتی ہے ۔۔۔ ہاتھون کو دھوکی دشمن جان آسمان ہوا
کوچہ مین اوسکی بیٹھ کے اوٹھینگی اب کہان ۔۔۔ تکیہ ہمارا اب وہی سنگ آستان ہوا
کنجی شراب خانہ کی میری حوالہ کے ۔۔۔ کیا مجھ پہ مہربان وہ پیر مغان ہوا
منہہ سے مری نکلی تہی کچھ بھی ہای پہلے ۔۔۔ بی جرم حکم قتل مجھی ناگہان ہوا

لکھہ اس زمین مین شفو رو اک اور بھی غزل
شایق تری سخن کا سب ہندوستان ہوا

جو کچھ تمہاری دل مین نہان تہا عیان ہوا ۔۔۔ وہ راز قتل کا کہ جو مجھ سی نہان ہوا
اوس سی عشق گل کا مری آنکھ خانہ کے ۔۔۔ آنا جیسی ہای بہار و خزان ہوا

سو سو طرح سے جانکو قربان کرونگا مین
منظور اونکو آج میرا امتحان ہوا

دلکو بھی جانکے ساتھ ہی چلنا اب پڑا
دنیا مین کوئی اسکا نہ جب قدردان ہوا

اس موشگافی مین ہے بسر عمر ہو گئی
پایا نشان کمر کا نہ پیدا دہان ہوا

دشوار کچھہ نہ تہا مجھے جان تک بھی دینا پر
راضی نہ میری مرنے پہ وہ بدگمان ہوا

لیا تیز قدمی رہ ملک عدم کی ہی
ہر چند ڈہونڈا اونکو نہ پیدا نشان ہوا

گردن پہ میری چلکے خنجر اٹک سی ہگیا
نکلین نہ حسرتین نہ وہ خنجر روان ہوا

ہمدرد اور کسکو زمانہ مین سمجھو گے
اک دل تہا اپنا سو وہ ہی جانستان ہوا

چشمون نے اشک کو در یکتا بنا دیا
لخت جگر کو لعل کا ٹکڑا بنا دیا

مٹی مین جان ڈال کی گویا بنا دیا
ہر دم یہہ سوچ ہے کہ مجھے کیا بنا دیا

مظہر تو ایک تہا ہی وہ تھے جہان مین
کعبہ بنا دیا کہین گرجا بنا دیا

اب کیا رہا تمہاری خدائی مین شک مجھے
تم کو خدا نے نور کا پتلا بنا دیا

جنبش سے لب کے ہوتی ہی مردونکی زندگی
سچ ہے خدا نے تم کو مسیحا بنا دیا

اس بت کی لٹ کا کیا پوچھتے ہو حال
سبکو خدائی اسکا دکھیا بنا دیا

اب تو خدا سی کی لگی باتین تم سے تو
کیا اسنے تم کو دوسرا موسیٰ بنا دیا

جب تک ہی جوانی تو کیا کیا نہ کچھ کیا
پیری نی ہای اب تو نکما بنادیا

کیا شان کبریائی ہی یکسان نہین کئے
اعلی بنادیا کوئی ادنی بنادیا

تہا گلشنی سرو چمن مین جو دمبدم
قامت نے تری خوب سے سیدہا بنادیا

آئینہ کو بہی دعوی تہا خود بینی کا مگر
اوس سے تری شکل کے جلوہ نی اندہا بنادیا

کوچہ مین اوسکی جاتا تو دل تہی منع تہا
پر آج ہم کو خواب نے رستا بنادیا

شکر خدا ہے شعور کہ تجھ کو بقول سخ
دس سے برا تو پانچ سے اچھا بنادیا

صبا نے بلبل سے جب یہ پوچھا کہ کیا سبب تیری بیکلی کا
تو گل کو حسرت سے دیکھ بولا کہ اب یہ مہمان ہے دو گھڑی کا

عدم سے ہستی مین جب ہم آئے نہ کوئی ہمدرد ساتھ لائے
جو اپنی یہان تھی ہوئی پیدائی اب آسرا ہے تو بیکسی کا

بہت نہ جینے پہ ہو تو شادان کہ موت کہتی ہے تجھ سے نادان
تو اب بہی کرلی اودہر کا سامان پڑیگا رونا کبہی ہنسی کا

یہ عمر برباد یون نہ جاتی نہ شرم روز جزا مین آتے
گنہ کی گٹھری نہ سر پہ ہوتی جو دہیان ہوتا بری بہلی کا

بہت اڑائی ہیں عیشیں دنیا ہوئی نہ ایکدم ہی فکر عقبی
پڑی گا اسکا جواب دینا کہ وقت آیا چلا چلے کا

کرو نہ ہرگز یہہ لن ترانی رہے نہ برنا پا نہ اور جوانی
کہ روز دنیا ہی آنی جانی قیام کس کو ہی زندگے کا

جہان میں جس دم کہ آدم آیا سفر کا پیغام ساتھہ لایا
اسی سبب سی نہ چین پایا خیال تہا جو دوا رمے کا

عجب یہہ دنیا ہی دار فانی ہنی ہی دو دن کی زندگانی
فقط ہی جینی ہی تک کہانی موئی پہ کوئی نہیں کسی کا

چمن کا دنیا کے رنگ بدلا صبا نی گل کا اوڑایا خاکا
ستم ہی گلچین کا اوس پہ طرا یہہ وقت آیا ہی ابتر ے کا

جہان میں رنگا ہی کارخانہ نکوئی اپنا نہ ہی بیگانہ
تلاش دولت میں ہی زمانہ خدا ہی حافظ ہی مفلسی کا

ہی عزم ملک بقا کا ہر دم رہیں جو دار فنا میں اب ہم
کریں یہہ کس کا شوق ماتم کہ غل مچا ہی فنا فنی کا

ہی لاکہہ میں وہ ایک دلآرام ہمارا	پاتا ہی جسی دیکہہ دل آرام ہمارا	

دل لینا ہو لیکو تو لے کیون دیر لگائی
گر نام تمہارا ہو تو ہو کام ہمارا

نظارۂ رخ دن کو تو ہی شب کو سر زلف
یہ ورد ہوا ہی سحر و شام ہمارا

آغاز مین الفت کے پڑا آنکھون کا رونا
اب دیکھی کیا ہوتا ہی انجام ہمارا

آتا ہی نظر جلوۂ کونین جو اس مین
بڑھ کر ہی بہت جم سی بھی جام ہمارا

ایسی ہی جو دن گذرینگی تنہائی کی اپنی
لی جائیگی جان گردش ایام ہمارا

ہم عشق مین برباد ہوئی خاک بھی جمع کر
پہونچا دی صبا اوسکو یہ پیغام ہمارا

دل ہم نی دیا جب سے کہ اوس جان جہان کو
جاتا رہا سب چین اور آرام ہمارا

آنکھون مین سما جاتی ہے اک نور خدا کا
آجاتی جو وہ شوخ لب بام ہمارا

رکھہ چھوڑ ہی اوسکو ابھی برباد نہ کیجے
کام آئیگا ایک دن دل ناکام ہمارا

بی ساختہ شعر اوسکی سخن کا ہو جہان مین
ای شور اگر لیوے کوئی نام ہمارا

کبھی جو باغ مین وہ سیر گل کو آجاتا
تو گل کو رشک یہ ہوتا کہ داغ کھا جاتا

کبھی جو بام پہ وہ بی نقاب آجاتا
تو آفتاب ندامت سی منہ چھپا جاتا

خدنگ غمزہ سی دل آج بال بال بچا
وہ اپنی جان سی جاتا تمہارا کیا جاتا

جفا و بیوفائی ہی نئی تمہین ہی ای ناصح
میری طرح سی اگر دل کسی پر آجاتا

بلا سی بہی اگر سر پہ میری گر پڑتی — مگر وہ جلوۂ رخ کو ذرا دکہا جاتا
اگر ہوتی رہائی کی کچھہ امید ہمین — تو ایک دن بہی قفس مین نہین رہا جاتا
ہزار طرح سی اوسکو بہلا سمجھتے ہم — کبہی برا بہی زبان سی جو وہ سنا جاتا
لگا دیا میری زخم جگر کو کیون مرہم — نمک چہڑکتی تو مجھہ کو مزا کچھہ آجاتا
ہم اپنی سر پہ ہی اوسکی قدم کو رکھہ لیتے — جو رہگذر کا تیری کچھہ پتا بتا جاتا
ہم انتظار سی او جان عذاب سی چھٹتے — کہین وہ خنجر بران کو آزما جاتا
نہ جای دیکھی مجھہ ناتوان کو محفل سے — کہ بیٹھتا ہون تو ہرگز نہین اوٹھا جاتا
نہ لیتی نام وہ سرمہ کا عمر بہر ہرگز — لپا ہوا جو نظر مین کوئی سما جاتا

نہ اپنی جامہ مین پہولا سماتا ہرگز شور
کبہی جو بزم مین اوس گل کی بار پا جاتا

دل بیتاب کو شکستہ ہی کیا پر نہ بنا — خاک پا سے تیری ای شوخ یہ بہتر نہ بنا
وای حسرت کہ تیری ہاتھون او سنگدل — دل میرا شیشہ نمط ٹوٹ گئی اکثر نہ بنا
جام جمشید نے جو رتبہ جہان مین پایا — ساقیا ایسا کبہی کوئی بہی ساغر نہ بنا
نقش اوس کوچہ کا جب کھینچی بیٹھا مانی — نہ کہچا پر کہچا اور نہ بنا پر نہ بنا
ابہی دم بہر مین اوڑا دیتا جہان کو ظالم — ای فلک خوب ہوا یہ کہ تیرا پر نہ بنا

کب تلک وا رہیں تیر مژہ کی ہی بے
خاک تو وہ تو میری دل کو ستمگر نہ بنا

کیا تیرا منہہ ہی جو اوس رخ کے مقابل ہو جا
سرخ وہ اپنی کو بولا لالۂ احمر نہ بنا

ہم تو بگڑے تیری زلفو کو بنی ہاتہہ سے
اب پشیمان نگران کو مکرر نہ بنا

تیر اکیا جائیگا سر پیری اینگا وبال
پنجۂ شانہ سی گیسوی معنبر نہ بنا

اور اس بحر مین ای شور کوے ریختہ ہو
شایق اس فن کا کوئی مثل تو بہرہ کر نہ بنا

بگڑا کام سی جو کبھی تو وہ ستمگر نہ بنا
آگیا شیشہ مین جب بال مکرر نہ بنا

چاند ہر چند چرہا چرخ پہ اس حسرت سے
پر تیری چہرہ کی ای ماہ برابر نہ بنا

خون عشاق مین بہکر یہہ بنا کی شناک
تیری ابرو سی جو تہہر کوئی خنجر نہ بنا

نقش مین نامہ بر سے کبھی نہ اوٹھا نامہ بر
ہائی افسوس ازل سی مین کبوتر نہ بنا

جب سی ہم وادی غربت مین ہوئی آوارہ
نہ وطن اپنا بنا اور کبھی گھر نہ بنا

سر سی تا پا ہی نزاکت ہی سراپا لت وہ بت
پر خدا دل کو تو اوسکی ہمین پتھر نہ بنا

کیون نہ شی گر رہا ہی تحت مین پیشانا کر
سعدی صورت قدرہ اپنی دل مضطر نہ بنا

اوسکی مژگان کی ہی وہ نوک نوکیلی ہیہ
ایسا ہر گز کوئی خنجر کوئی نشتر نہ بنا

اسکی پیشانی پہ افشان کی غضب سی چمک وہ
ایک بہی ایسا فلک پہ کوئی اختر نہ بنا

عیش و آرام سی دنیا مین گذر جاتے عمر
ایسا اپنا مگر اے شور مقدر نہ بنا

ردیف بای موحده

میری عیسی کو دی ملا یارب
ورنہ دنیا ہی سی اوٹھا یارب

جو کدورت سی تیری پھرا یارب
وہ دو عالم سی پھر گیا یارب

داغ عصیان میری جبین پہ ہین
لطف اپنی سی تو مٹا یارب

خاکپائے مسیح گر مل جاے
ہی وہ اکسیر سی سوا یارب

کعبہ و دیر و دشت و گرجا مین
جس جگہہ دیکھا تو ہی تہا یارب

پھر برانڈی کا نام لون نہ کبھی
جام کوثر اگر ملا یارب

سحر و شام یہہ تمنا ہے
اپنا جلوہ مجھی دکھا یارب

سر کو سمجھی ہی وہ وبال جان
تیری قدمون سی جو لگا یارب

شور لکھہ پڑھ کی غزل وہ جسی
سن کی ہنستی خوش ہین سدا یارب

مجھکو گرجا مین تو بٹھا یارب
پھر نہ وہان سی کہین اوٹھا یارب

آدمی تہا جہان مین مثل شرر
اوٹھتی اوٹھتی گذر گیا یارب

بحرِ حوت پہ چڑہ گیا جو شخص
تیری نظر دلسی گر گیا یارب

کفِ پا اپنا ہی دکہا کی مجہی
منہہ کسیکا نہ پہر دکہا یارب

سب مرنی ہی مزہ مین دنیا کی
ذائقہ موت کا چکہا یارب

دارِ فانی ہی وہ سرائی شتاب
ہی الگ جائی دوسرا یارب

شور کرتا ہی تیری ہجر مین شور
پاس اپنی اوسے بلا یارب

امتحان کو کوچہ جانان تلک آئی عندلیب
بید برگ اوس شاخِ گل کو دیکہہ جائی عندلیب

شاخِ گل کہتی ہے سر اپنی پہ پائی عندلیب
بندہ رہتی آج گل ایسی جو پائی عندلیب

آج پہندسی بچی صیاد کی پہانسی کا گل
اب کسی صورت نہین ٹلتی بلائی عندلیب

شادیانی بج رہی ہین باغ مین غنچونکی آج
چاہئی بالا کی شہنائی بجائی عندلیب

کب نظر صیاد کے آتا ہی بلبل کا خیال
بن رہی ہین پتیان گل کی ردائی عندلیب

کیون صبا کرتی ہے سنتون کو طبیبونسی طلب
شربتِ گل کی سوا کچہہ دوائی عندلیب

باغبان کا تو فقط کہٹکا ہی سب سے ہی دور
پہلی گلچین کو تو منت سے منائی عندلیب

ٹہیک سمجہی پہلی گل کی ہی بو کہ کو بہار
خار کی ستون سی گلتی گر بجائی عندلیب

ہی شگفتہ یہ زمینِ شور اب لکہو ایسی غزل

سنکے جسکو شاخ گل پر چہچہائی عندلیب

شاخ پر پایا جو ہر مصرع کی پائی عندلیب
بیت بیت اپنے ہوئی عشرت سرائی عندلیب

کب ہمین فرقت مین خوش آئی ادائی عندلیب
گل ہی ہی مشتاق چمن مین ہائی عندلیب

دل جلادیتا ہی اپنا ہر نفس فریاد سی
صاعقہ کا کام کرتی ہے نوائی عندلیب

کب تحمل ہو تمہین پیاری ہی گل کا دماغ
جو چمن مین سن رہا ہی نالہائی عندلیب

پہنچتی ہی ہوا ایک عالم دید کا محتاج ہے
ناظرون مین گل کی دیکھا ہے سوائی عندلیب

فصل خزان سی ہوگیا پامال ہائی
سبزہ بیگانہ تہا کچھ آشنائی عندلیب

دیدیا مین کیون نہ آنکہین نرگس بیمار سے
حال گل پر جبکہ شبنم کو رلائی عندلیب

جائی گلزار عدم مین اوٹہ لی گل کی ساتہ ہے
اسقدر پروانگر قسمت سے پائی عندلیب

چٹکیون مین غنچہ گل کو اڑادون گل کہیا
باغبان کہدی مجہسی راگ لائی عندلیب

بلبل بستان کے حاجت شور ہم کو کچھ نہین
اس چمن مین ہی قلم جب تک بجائی عندلیب

لایا غنچہ کی جو عقیدہ مین ہر گل آفتاب
تجھی ساقی آئی ہی ہمراہ بلبل آفتاب

سب غلط ہی لائی ہی کب ساتہ بلبل آفتاب
بجلیان پانو مین پانیر کا گل آفتاب

اوڑہ گئی وقت سحر جو اوسکی چہرہ سی نقاب
کر رہا ہی تب نکلنی مین تامل آفتاب

چاند کا ٹکڑا کہوں یا طور کا جلوہ اوسے
ہی سراپا نور یہ تو وہ گل آفتاب

یا نقاب زلف مشکیں سے ہی وہ چہرہ عیاں
یا بچھائی ہار لائی شاخ سنبل آفتاب

کیفیت وہ نوجوان کے عرق ہی نقش گل پہ جو
آج بہر دی جام جم میں وہ اگر گل آفتاب

جعد مشکیں پر ہی موباف طلائی یون عیاں
جیسی کی جلوہ پر بپا بیدی ہوئی گل آفتاب

کب تھی یہ وہ تجلی خنجر کا یا سنگ ہے
حسن کے میزان میں آیا ہی گو گل آفتاب

کسکا منہہ دیکھا ہی اس نے صبح و شام کے لقا
کر رہا ہی آج یہ جو چھلنی میں تماشا گل آفتاب

آج وہ منہہ چھپا اوٹھا فلک کے سیر کو
آیا مجرہ کو ہی اوسکی یا تجمل آفتاب

التفات ساقی مہوش سی ہی آپ بیہ
ایک دم میں کج ہی تو باہم کا قل آفتاب

خدمت ساقی میں ہی جسدن سے اوسکی ہم میں
ساغر زرین میں پیتا ہی لئی گل آفتاب

قلقل مینا نہ سمجھو شعور صاحب اسکو تم
بلکہ کرتا ہی یہ تسبیح دلو میں گل آفتاب

ساقیا دے ملا کی آب شراب
دل میں سوزش ہی لا شتاب شراب

دیکھ کیفیت اوسکی آنکھوں کے
ہوئی خجلت سی آب آب شراب

سوز ہجران کی خوف سی ساقی
دل کئی دیتی ہی کباب شراب

ایک جرعہ میں دل ہوا روشن
یوں ہی شہو آفتاب شراب

یار بن مین وہ لایہ سب بی کار ... ابر گلشن صبا رباب شراب

حشر مین دیہو کی نامۂ اعمال ... پاک کردیگی سب حساب شراب

ہم نہ کوثر تلک اسکو بہولین گے ... ہوگا ورد زبان شراب شراب

یار و ساقی بہم نہون جب شور ... پہر ہو کس طرح کامیاب شراب

ردیف پای ہندی

غم ہی کیا گو وہ گیا ہو کی خفا آپ سی آپ ... مین وہ پڑتا ہون قدمون اُسکی چلا آپ سی آپ

شکل آئینہ بدلتا ہی وہ صورت ہر دم ... گہہ مکدر کبہی ہوتا ہی صفا آپ سی آپ

ایک رکہنی سی تیری رک گیا ہر اک مجہسی ... ہوئی بی زار رقیبی رفقا آپ سی آپ

گر نہ جنبش تہی پہ قینچیکی تو کل کیون اوس نے ... قتل کا میری لیا بیڑا اُوٹہا آپ سی آپ

مین نے تو بات بگڑتی کی نہین کی از بس ... مجہسے کیون بگڑتی ہی وہ بہلا آپ سی آپ

یا تو وہ روز کے آمد تہی میری صحبت مین ... کیا ہوئی مجہسی خطا تو جو رکا آپ سی آپ

مین نے کچہ بات جو کی ہاتہ اوٹہا کر تو کہا ... کیون میری بی کہی تی ہو دعا آپ سی آپ

تجہسے غیرونسی شکایت نہ حکایت ہے تیری ... کرتا پہرتا ہی تو ہر اک سی گلا آپ سی آپ

شعلہ پہنچکا نظر آتا ہی یہہ رنگ الفت

وہ جو بن بن کی بگڑتی ہین سدا آپ ہی آپ

ردیف تای فوقانی

...ین آئی ہی کیا غیرت بہار بسنت
یہہ ہوئی شرط کہ ہم تم منائین یار بسنت

...لی ہین آج چمن مین ہزار لالہ و گل
دکھاتی ہی عجب لطف مرغزار بسنت

...یار دیکھی گی گر وہ بسنتی پوشون کی
تو دل کو اپنی وہ پان و سینہ دیگی یار بسنت

...م ہی گل کی نہ سبزہ و بہار اوسکی
بسنتی پوش سی ہوی گر دوچار بسنت

...ون مین یار جو چمپائی نہ وہ دیکھی
تو گلرخون سی گلی کی کیون یار بسنت

...ت ہی ساقی پر انڈیل تو جام نرگس مین
کہ زرد رو نظر آتی ہی بےخمار بسنت

...کی عشق مین ہی ننگ شور کا جو زرد
تو دل سی ہوتی ہی اسپر اشار بسنت

...ست گلرو ہی جب زبان ہی سی
ہوئی گی ہوش زرد پہ ہوئی لگی سوار بسنت

...ہوئی مقابل بسنتی پوشون کی
جہائی منہہ پہ سرسون جو لاکھ بار بسنت

بنائی خوب بسنتی یہہ شور نی ہی غزل
کہ اسکی روبرو ہون زرد رو ہزار بسنت

خف... کا سال جو کہی بیان قدر... ست
پہر وہ کسونکہ نہ کہی معنی قران درست

...لی صبا وقفا... کی سامان قدر... ست
نرگس ستی ہی گردون کی ہی سامان درست

آج وہ بزم مین آئیگی اوٹھا کے نقاب
رکھنا یارب میرا اوسوقت پہ ایمان درست

دستکاری یہہ ہے اگر دست جنون کے ہی مدام
پھر ہی ممکن کہ رہین جیب و گریبان درست

پہلی ہی زخم جگر بھرنی کی امید نہ تھی
تیر مژگان نی کئی پھیر پہ پیکان درست

باندہ کر تیغ و سنان آئین وہ جب مقتل مین
رکھنا شوق شہادت میرا ارمان درست

النسب جس مین ہو انسان وہی ہی بیشک
ورنہ تعلیم سی ہو جاتی ہین حیوان درست

پہلو و دل سی گذر چاک جگر سی نکلا
کس صفائی سی لگا تیر کا پیکان درست

حسرت و درد و فغان ساتھ چلینگی تب تو
اور کرنا تمہین کیا چاہیئے سامان درست

لایا قاصد جو سحر آپ کا پیغام درست
کیا مضمون غزل مین نے سر شام درست

ناتوانی تیری فرقت کی سہون کس قدر یہان
شاد ہوتا نقش نگین ہی ہی میرا نام درست

داغ نی اس دل ناکام کو کچا ہی کہا
ورنہ اس سنگ سی ہو جاتی ہین سب خام درست

آبلون نی میری اسد قدم پکڑی ہین
کہ اوٹھا سکتا نہین وہ سی اک گام درست

ہم تیری ہاتھ سی کیا خیر توقع کی مانگین
پہلی ہی ساقی ہر اپنا تو کر جام درست

دست و پا ایک ہی جلوہ مین گرم اتنی
ساغر مہر کو ای چرخ ذرا تھام درست

بہم فیض الہی سالک کی ہوا کیا ترتیب
جسکا آغاز نہ ہو خوب انجام درست

ہاتھ باستہ قلم کیون نہ شکستہ کہے | آسمان بن شکستہ مین ہے دیکھی ارقام درست

شوق رکھہ یاد کہ جب فضل خدا ہوتا ہے
دم مین ہوجاتی ہین سب بگڑی ہوی کام درست

ردیف ٹای ہندی

لگ گئی جسکو ذرا بادۂ گلرنگ کی چاٹ | پہونچی سرسبزی کو کیا پہر قدح سنگ کی چاٹ

کیون نہ وا تشنہ ہمیشہ لب سوفار رہی | لگ گئی اوسکو مری خون دل تنگ کی چاٹ

کیون نہ آمادہ کری جنگ پہ ترکون کو ستم | ہر لب زخم کو دیوانہ کے ہی سنگ کی چاٹ

اب وہ آتش سے کبابون کا مزا لیتی ہین | پر نمک کی ہین مچوار جو بارنگ کی چاٹ

اسطرح ذوق ہی اس دلکو تیری آنکھون کا | مغز بادام سے جسطرح دل زنگ کی چاٹ

رات بدمستی مین پایا نہ گزک کا موقع | رہگیا نغمۂ سرانگشتون کو چنگ کی چاٹ

شوق صاحب نمک شعر ہی از بس مرغوب
دیکہو لگ جاہی نہ دلکو کہین اس ڈہنگ کی چاٹ

شادی مرگ ایسی ہی ہی اوس سیم تنا کی لپٹ | جیسی پروانہ ہوا شمع شبستان سے لپٹ

لطف کیا آبلہ پائی ہی جو ہم کو نصیب | چلتی چلتی جو گئی خار مغیلان کی لپٹ

پہیاپا مرہم دل مجروح کو اپنی نہ کبہی | شوق ہی اپنی گیا زخم نمکدان کی لپٹ

عمر بہر ہم نی پریشانی و خواری کہینچی
مفت سودائی ہوئی زلف پریشان کی لپٹ

پیچ دل کا کی بلا سی ہین کہی دیتا ہون
داغ تو کہائیگا جون مہ شب ہجران کی لپٹ

خوف سی جسکی تڑپتی ہی چمک جاتی ہی ق
شعلہ وہ اوٹھتی ہی ہین دل سوزان سی لپٹ

خندۂ گل کو جو دیکہا تو کہا غنچۂ دل
یاد قامت مین گیا سرو خرامان کی لپٹ

آب سی بہی جو ہی دیکہا تو وہین اسپار
خوب سی گرگیا چشم گہر افشان کی لپٹ

شکر کس منہ سی ادا دست جنون کا مین کرون
تار باقی نہ رکہا جیب و گریبان سی لپٹ

آتی ہی فصل خزان گل ہوئی کافور تمام
روئی بلبل ہی بہت ہائی گلستان سی لپٹ

شور بی ساختہ ایک جامہ رانڈہی کا چڑہا
عید کو خوب ملی دلبر و جانان سی لپٹ

تیرونکی زخم سی ہی فزون ہی نظر کی چوٹ
جاتی نہین ہی نگہہ فتنہ گر کی چوٹ

ٹہوکر سی تیری اسکو کچہہ آرام ہوتا ہی
ورنہ وبال جان ہی پتہر کی چوٹ

دل ہی جی درد سی جگر مین ہی کیا کہون
تجہکو ستا رہی ہی ادہر اور ادہر کی چوٹ

جاتی نہین ہی اسکی کسک عمر بہر کبہی
ہر دم کسکتی رہتی ہی دل پر نظر کی چوٹ

عاجز ہوئی علاج سی اب چارہ گر تمام
جاتی نہین کسی سی ہی دل او جگر کی چوٹ

اسکو تو فتنہ ہی آرام ہوئیگا
کہہ سکتی کی نہین ہی یہی عمر بہر چوٹ

بیخود کیا ہمین نگہہ مست ناز نے
لا ساقیا شراب کہ سہتی ہین جگر کی چوٹ

بالون کی لٹ کی چہپی ہی وہ ماہ بیٹھی ہین
مشکل سی اچہی ہووی گی میری نظر کی چوٹ

تلوار سی بہی کاٹ فزون تر ہی بات کے
لگتی ہی گفتگو سی میری نکتہ ور کی چوٹ

بلبل قفس مین تڑپی تو مضروب ہوگی
بی برگ گل لگائی تہو اچہی پر کی چوٹ

ہاتہون او سکی رنگ حنا کیون نہو گران
پانو مین جہلکی لگتی ہی گلبرگ تر کی چوٹ

کیا ضرب نیک سی سی اوس گل کے چہوٹی
لگتی ہی میری دل پہ نسیم سحر کی چوٹ

تیر نظر کو وہ کون کہہ ابرو کی تیغ کو
حیران ہون مین کہ کہہ بچاؤن کدہر کی چوٹ

انسان تو چیز کیا دل فولاد نرم ہو
دنیا مین سب سی شور زیادہ ہی زر کی چوٹ

ردیف ث معجمہ

نہین لکہا مرقع گر دل دلگیر کیا باعث
بنا ہی جو سراپا غم کی یہ تصویر کیا باعث

پہونچتی آہ دم مین تو رہا ہی سینہ گردون
مگر دل مین تیری کرتا نہین تاثیر کیا باعث

نہین گر تیغ مین ابرو کی جوہر کامیابی کا
کرین ہیں ملک دل قبضہ مین لی شمشیر کیا باعث

خدنگ ناز شاید ان دنون کوتہ گیری مین
نہین قتل الک مین تیری جو اک نخچیر کیا باعث

ملا مین خاک مین سب کی نہ آیا شوخ مرقد پر
تیری تدبیر کی پہر وہین تقدیر کیا باعث

مبارک موسم گل ہی تجہی بلبل گلستان مین
جنون ہونی لگا میرا گریبان گیر کیا باعث

نہین مجنون کا بسکہ انتظار اوسکو تو کیون نکلی
کہلی ہتی ہی چشم حلقۂ زنجیر کیا باعث

ہوا ہی غرق دریا آشنا اوس لعل کا شاید
نہین تو موج سی اہرائی یہہ زنجیر کیا باعث

پڑا ہی شور کی خونکا جواب اک شور عالم مین
کیا قاتل نی اوسکو قتل بی تقصیر کیا باعث

ردیف جیم معجمہ

عہد جنون سی اپنی ہی زنجیر کا رواج
پہلی ہی تہا نہ عشق مین زنجیر کا رواج

آجائی موت ہجر مین قصہ تمام ہو
عاشق کی حق مین ہی یہی تاخیر کا رواج

دیکھی ہی چشم سی جو طفل و جوان کو
اچہا نہین ہی اس فلک پیر کا رواج

پہلی سی کوئی جانثار سوائی کو نہ تہا
میری جنون سی ہو گیا تشہیر کا رواج

بخشش کی جب امید ہی ہم کو مسیح سی
پہر قابل نجات ہی تقصیر کا رواج

ناز و ادا و غمزہ ہی کافی ہین قتل کو
قاتل کی عہد مین نہین شمشیر کا رواج

ابرو کمان جب آپکی ناوک فگن ہوئی
گویا جب ہی سی خلق مین ہی تیر کا رواج

پردہ کی رسم جب سی ہوئی اختیار دوست
مانی نی اس لئی کیا تصویر کا رواج

جب شور کو فلک نی تہہ خاک کر دیا

کشتے سے پایا خلق مین اکسیر کا رواج

چلو چمن مین ذرا آمد بہار ہی آج
خزان کا کوچ روان فوج لالہ زار ہی آج

مچا رہی ہین عجب شور طایران چمن
سنا ہی سبزہ صفت مست بادہ خوار ہی آج

کیا ہی حشر بپا کسکے چال نی ایسا
پڑی ہی جو کوچہ بزرین مین ایک پکار آج

تمہاری شرہ ہی کیا ہی مقابلہ شاید
کہٹک رہی ہی مری آنکھون مین نوک خار آج

اوٹہی گا آج کوئی بزم مین نیا فتنہ
ہر ایک جان تری قد پہ جو دو نثار آج

وہ بولی جاتی ہو دامن کو چہوڑ دو میرے
مین کیا بتاؤن جو دل پیش کار رہا ہی آج

لگی ہوئی ہی ایک چٹک مین گذری
ہر ایک راستہ مہروان بی غبار ہی آج

ہین کہیت پکی ہوئی آہو دوانے آئی ہی
اگر چلو تو برا موقع شکار ہے آج

ہین گل کی گیند لئی دو طرف سمت ہندوی زلف
ہر ایک طرف سی بچہ شور مار مار ہی آج

مالی خط شعاعی اگر تالی کی گونج
پر کہان وہ خم جو کہتی ہی تری بالی کی گونج

گنگری بکھر ہوا مین کہا جائی گی چکر سدا
گنبد گردون مین گی لپٹی مری نالی کی گونج

جہومتی ہین کسقدر مستی مین چہوکی رخت
سو رہا ہین ہستی مین جب کالی کی گونج

نقش عشق پہ عیان پہلو سی زلف کی
جا لگی گو گونج سی بالی کی قربالی کی گونج

گل کا جامہ چاک ہونا چمن میں اس قدر
سن لے اے ہمدم چمن کی نیرنگی بالی کی گونج

سنکی گھونگرو کی صدا پازیب دیکھو کہ ہوا
کھولتی ہیں پھر فسونگر چال سی تالی کی گونج

کو چوان کا کیون نہووے کنج گلیون میں ہجوم
کوچہ بندی کی ہی ہی بانسری والی کی گونج

بالی نیچی بالیان میں بیچ ان ساک دو بال
اونکی چھتی ہی یہ بادہ نوک سی بہالی کی گونج

قلقل مینائی می سی کیف ہی اسمین سوا
شور صاحب کب سنی تم نی متوالی کی گونج

ردیف جیم فارسی

چاک ہو جاتے ہیں ہو ایسی گریبان چار پانچ
دھجیان تک بھی نہیں ملتی ہیں ہیجان چار پانچ

ہنس رہی ہی ساعد کی یاد و ہی انکی پنجہ کا دہیان
اس لب پر آئین آہیں ہی میں مہمان چار پانچ

نہیں ہیں اعدا کی کثرت سے میری جان ہم کو کچھہ
وہان کھپ ہیں اگر دشمن ہیں تو یہان چار پانچ

بیسیوں کے سر ہوگی تن ثابت رہا
گر قفس کے پھونکی فدا ہیں ہی سہی وہان چار پانچ

ای قیامت اوسکی کوچہ میں بپا ہوتی ہی روز
روتی ہیں تن تنہا میں تو کرتی ہیں افغان چار پانچ

آگئی دیکھنا تم ہو گا کیا طوفان بپا
ہیں ابھی تک گھر میری گریہ سی ویران چار پانچ

کیا کہوں مطلب کے کہنی کا نہیں رہتا ہی وقت
سنتے کے قصے نہیں جاتی ہیں گھبرا جان چار پانچ

حور کا موقع نہیں جو آئی ہی صبر ہر کو
لیکن آ دو تین کو بچ پایان چار پانچ

شور جب ہم جانی تیری ہی طبیعت مین تیری
بی تکلف شعر لکھہ ڈالی اگر یہان چار پانچ

داغ دل روشن ہوئے سینے پہ جب یہان چار پانچ
کہان گل لالہ کہ ہے گیا کیا بہاریان چار پانچ

یاد مین لطف رخ و خال و خط و دندان کے
جاگتی ہی رات گذری مجھ پہ یکسان چار پانچ

شام تک اک تار بھی باقی نہین رہتا کبھی
صبح کو سلواتا ہون گر مین گریبان چار پانچ

داغ دل سوز جگر افغان و حرمان بیکسی
لی چلی ہم ساتھہ اپنی یہہ ہی سامان چار پانچ

اپنی وحشت کا تو ارمان ایکدن نکلا نہ شور
جہان ڈالی آج کل ہم نی بیابان چار پانچ

نہین ہے لخت جگر میری چشم تر کی بیچ
کنول کے پھول یہہ کھلے ہین نہر کے بیچ

بھٹکتا پھرتا نہ باہر ہی اور نہ گھر کے بیچ
مکان ہے دل کا میری مالک نظر کی بیچ

خدا سہی جو کوئی شک بلا ہی تباہ ہے
یہہ دیکھی ہم نی کرامات بال کمر کے بیچ

بہار آئی تو کیا ہم سی ناتوانون کو
نہین ہے طاقت پرواز بال و پر کی بیچ

کیا نہ رحم کبھی سنگدل کا دل اوس نے
ہوا نہ کچھہ بھی اثر نالہ سحر کے بیچ

تمہاری چہرہ سے ہم دیتی اسکو کچھہ نسبت
کلف کا دھبہ نہوتا اگر قمر کی بیچ

نہ آیا شور وہ گمراہ راہ پہ ہرگز

گذاری تم نی عبث عمر رہگذر کی بیچ

ردیف حای حطی

ہجر کی شب سے گئی انوار صبح — اب نظر آتی نہین آثار صبح

صاف طبعون سی فلک کو ہی غبار — دیکھ ہوے شمع کو آزار صبح

ساقیا پیری مین کر مے کش پہ لطف — وا کشائی گل ہی کار و بار صبح

گو فلک رہتا نہین اک چال پہ — ہی ولیکن ایک سی رفتار صبح

مہر کا ہو جای سب تب لرزہ دور — کاش پای شربت دیدار صبح

لطف ہی پیری مین چمکی داغ عشق — مہر سی ہے گرمی بازار صبح

ضعف پیری سے نہین ہوتی ہونکو چاہ — مہر بدلی کس طرح اطوار صبح

شور سے اہل دول ہین کیا ہی مست
رکھتی ہین خورشید کو میخوار صبح

عیان صفا سی جو ساغر مین ہی شراب کی روح — تو اسکو کہتی ہین می نوش آفتاب کی روح

گھٹا ہی شک نی ایسی خوشاب کی روح — کہ پانی پانی ہوئی شرم سی سحاب کی روح

اسی طرح ہی معانی کو لفظ سی تخصیص — خدا نی جسم مین جس طرح انتخاب کی روح

ہمیشہ طالب سوزش ہے آب و آتش مین — نہین ہے جان ہیولی مین کباب کی روح

نہ جام بادہ بنایا جو چرخ نی اوس کو
تو بند آنکھہ مین ہی رشک سی حباب کی روح

ہین زخم سینہ و شانہ کی جو ترقی پر
مگر اوڑاتی ہی زلفون نی مشک ناب کی روح

سدا سبو کی خرابات مین ہی شکست
تو نہین بچ سکتی اگر چھوڑی بجہہ شراب کی روح

عرق ہی آب حیات اوسکی روی نگین کا
بجا ہی عطر کو ٹھہرائین جو گلاب کی روح

نہین ہی موج کو اک دم بھی جو قرار کہین
بھٹکتی پھرتی ہی دریا مین کیا حباب کی روح

کیا ہی شور جو عالم کو شعر سی بیتاب
تو اپنی ہو گئی مستوجب اک عذاب کی روح

ردیف خای معجمہ

کیون یان سی منہہ کرتا ہی کی غنچہ دہن سرخ
ہان رنگ سی قدرت کی ہین لب لعل یمن سرخ

افسوس کہ گل کہلتی ہی بلبل کی اجل آئے
بہتر ہی کہ دین لالہ کی پتی سی کفن سرخ

رنگ اوسکا ہو کا سا ہوا پرتو افگن
یا دل کیطرح عکس شفق سی ہی چمن سرخ

کیا بادۂ گل رنگ نی عالم ہی دکھایا
ہی شیشہ و ساغر کیطرح سرو و سمن سرخ

یہہ بادۂ گلگون نی کہلایا ہی نیا رنگ
کب جامۂ گلنار سی ہی اوسکا بدن سرخ

کشتی سی پڑا عکس جو گل پیرہنون کا
آتا ہی نظر مثل شہاب آب چمن سرخ

نگین یہہ غزل جای جو شمس الامرا تک
ہو جای سخن مثل شفق تا بہ دکن سرخ

جھولین گے چمن زار مین آج اوسکی جسار ۔۔۔ لازم ہی کہ جھولی ہو ریشم رسن شاخ

اعجاز یہہ ہی شور کہ دیوان کی ورق مین
لکھی یہہ غزل جاتی تو ہو رنگ سخن سرخ

دیکھی جو اوسکی لف شکن در شکن کی شاخ ۔۔۔ بل کہا ہی ہے رشک سے اتبک چمن کی شاخ

تم نی چھری گلاب کی لی اسکی جو کیا ۔۔۔ لازم ہی دست ناز مین لیجی سمن کی شاخ

دیکھا جو اوسکی ساعد نازک پہ ہار کو ۔۔۔ پیچیدہ رشک سی ہی ہر اک نسترن کی شاخ

آہی باغ مین اگر اوس شاخ گل کی آج ۔۔۔ چھڑی لی ہوئی ہے گل نارونکی شاخ

صاحب بلند و سخت شجر کی تلاش سے ۔۔۔ کافی ہی اوسکی جھولی کو نازک بدن کی شاخ

بی برگ و بار ہو گئی کثرت سی ظلم کے ۔۔۔ پہوٹی ہی گر ہلال سے چرخ کہن کی شاخ

ہی دشت کہ یہان کا ہی یان ہی بہشت ۔۔۔ تحفہ کا ایک غنچہ بھی ہی لاکھہ من کی شاخ

جسدن سے آبیاری ابر بہار ہے ۔۔۔ موج نسیم دم سی ہری ہے سخن کی شاخ

حقہ کا دم لگا کی وہ نکلی وہان نکال ۔۔۔ سنبل کی شاخ کہتی ہی یا ہی دہن کی شاخ

یا ڈہی کا سینگ آتا ہی ہمایون مین کام ۔۔۔ کہتی تو کس صنم کی دوا ہی ہرن کی شاخ

ای شور لگاتی تجہی عریان بقول فوق
یہہ اور دوستون نی لگا دی کفن کی شاخ ؛

ہی یار ہم کو ہی یہہ برانڈی مدام تلخ | مانند لالہ خون سی ہی لبریز جام تلخ

ہیں میٹھی میٹھی باتین ان نا سپ بسی سب | نکلا پہ اوسکی غنچہ سی جواب پیام تلخ

مشہور کرچہ سب کہے ہیں شیرین کلامیان | پہ ہم کو خسرو کلیم تحمل کا کلام تلخ

دن رات ہمکو ایک سی گذری ہی ہجر مین | غم مین تیری سحر سی زیادہ ہی شام تلخ

ساقی بغیر تیری ہمین جون جگر سے کم | گویا کہ زہر ہی یہہ شراب حرام تلخ

ہی لوگون کو ایسی پند کا واعظ مقر یہان | گفتار تیری خاص ہی یا عوام تلخ

کیا وجہہ شور تجہہ سے وہ ایسا خفا ہوا
بولی سے گروہ کی تو لگی تیرا نام تلخ

لخت دل آئی نظر چشم گہربار مین سرخ | جیسی لعل یمنی ہو توپون کی ہار مین سرخ

سب یہہ سمجہین کہ مین بار لئی بیٹھا ہی | باندہی تعویذ جو وہ کاکل خمدار مین سرخ

غم جانان مین سی چشم سی خون برسا | ہو گئی رشتہ سبحہ کی چہ زنار مین سرخ

شرم سی رنگ ہوا لعل کا پانی پانی | دیکہہ کر لخت جگر دیدہ خونبار مین سرخ

ہی تصور جو مجہی دست حنائی کا تیری | آنکہین ہیں میری ہی حسرت دیدار مین سرخ

رخ پر نور یون نقون مین چمکتا ہی تیرا | ہو جیسا برق کی جون ابر دہوان دار مین سرخ

[illegible] نگاہون کہو [illegible] برق گہٹا مین اسکو | [illegible] جیسی [illegible] خسار مین سرخ

ایسی سنبل مین ہین گل ہین وہ ہوئین ہین پیچ | شعلہ جیسی ہین مری آہ شرربار مین سرخ

شعر کیا خون جگر کہا کے لکہی تم نے غزل
لعل گوندہی ہین مگر رشتۂ اشعار مین سرخ

ردیف دال مہملہ

ہی مری تشنہ لبی کو بادۂ کوثر پسند | کیفیت کرتی ہی اوسکی شیشہ و ساغر پسند

وادی وحشت مین مقصد دل کا جب حاصل ہوا | پسند آیا ہمکو ویرانہ اپنا گہر پسند

ہی تری ابر جبین افشان یا کہ انجم کا ہجوم | جو شناسا ہو کرے اس تیغ کا جوہر پسند

سر جدا ہوتی ہی مری اے شمع رہ مجروح ہون | مرہم کافور کو کرتا ہون زخمون پر پسند

اسقدر عشق بتان مین کہائے دل نے ہم گل | داغ کو کرتا ہی اپنی لالۂ احمر پسند

کوچۂ قاتل مین سب سے آگے وہ رکہی قدم | جان تیرے پر اپنی ہو جس شخص کو یا سر پسند

آتش دوزخ سے ہی تا حشر نہ پہنچی کچہہ گزند | یون تو ملتی ہی گلے ہمکو جیب و دامن پسند

دختر رز کو تو جنت مین لیے جائین گے ہم | پہر نہ ہوگی تو مکان پاس ہی گا وہ کیون کر پسند

سینۂ سوزان کو میرے دل کباب ہی بط | عود کو آتش ہی اور آتش کو مجمر پسند

خواب مین دیکہی ہی اوسکی چہرہ نقاب | چشم بد دور اوسکی افشان کو کرین اختر پسند

شعر صاحب اوس ہی اب کیونکر نہ ہی گی آپکی

ہم تو عاشق حسن سادہ پہ ہو دے ہی زیور سپید

...کلی ہین چشم سے یہ کیا گہر سفید | دیکھی سے جسکی ہو گئے شمس و قمر سفید

...یا ہے صفائی سینہ کی روشن دلیل اور | سبزہ تک اپنی قبر کا ہے بیشتر سفید

...تیری صفائی خاطر کو دیکھنا | مانند اشک ہو گئی لخت جگر سفید

...ہم شکل تیری دانت کے آنسو بھی ہین | دیکھی ایسی آب کی ہر گز گہر سفید

...دیکھا جو اوس نے ظلمت شب ہای ہجر کو | فق ہو گئی خوف سے ناچار وی سحر سفید

...من تیرے پہ کرے ہے تو بلبل گلون کی چاہ | کنج قفس مین ہو گئی اب بال و پر سفید

...یری مین اور رنگ کہلاتا دہ عشق کا | غم کہاتی کہاتی ہو گئی داغ جگر سفید

...پیا ہے اب پوی ہوتی سر شک کے | گریہ سے ڈہل کی ہو گیا تار نظر سفید

...ن قد و شن کا غم شب ابر مین یہان | پرتو سے جسکی ہو گیا سب میرا گہر سفید

...اری جہان مین ہے اسی جو روشنی کے | اسواسطی خدا نے کیا روی زر سفید

شہرت سی شور کی یہہ نمک پاشیان ہوئین
پیری سی پہلی ہو گئی سب موی سر سفید

ردیف ذال معجمہ

...اوسکی قند لب کا یہان تک بیان لذیذ | پوری سی شکر کی ہوا ہی زبان لذیذ

شیرین ہی ذائقہ میرا اُنکی شور سے
قلیان کشتون کے پوچھی ہی کیا دہوان لذیذ

کیون ہونٹ چاٹتی نہین سامعین مدام
باتین ہی تیری ایسی ہین شیرین ہان لذیذ

میٹھی میٹھی باتون سی ہو وصل کی تو خوب
طرز سخن سی ہوتی ہی ہر داستان لذیذ

ہر خوب دل سخن یہہ خداداد بات ہے
طوطی کا کب شکر نی کیا ہی بیان لذیذ

طوطی کی کیا پسند کہ ہی خود وہ جانور
صاحب شکر تمہاری ہین سی کہان لذیذ

ہر شی مین بہر اہل توکل ہے ذائقہ
سمجھی ہی نیشکر سی ہما استخوان لذیذ

تسکین درد کو ہی گوارا دوائے تلخ
کیون عاشقون کو ہون نہ تیری گالیان لذیذ

ہی شور تیری لب سی سخن مین وہ ذائقہ
جیسا نمک لگانی سے ہوا رغوان لذیذ

ردیف ڈال ہندی

پڑی ہی آج غضب کی جو پڑ گیا اولا ٹھنڈ
وہ چند سردی ہوئی ہو گئی دوبالا ٹھنڈ

پڑا ہی پالا یہین اُنہی سر دہرون سے
کہ پانی بہرتی ہی گہر اونکی روز جا جا ٹھنڈ

نکل کی جان ہوا جب کہ جسم سب ٹھنڈا
بنا ہون برف کا پتلا کری گی اب کیا ٹھنڈ

تپش سی دل کی مین جلتا ہون اوڑہن بسا
نہ سکیگی ستا نہین مجھکو ایذا ٹھنڈ

کسی نے اوڑہی دوشالی کسی نے ہین کمبل
نہ چھوڑا تو نی چھوڑا کسی کا پیچھا ٹھنڈ

تمام رات ہوئی ہاتھ پاؤن ستکتی ہی
ستاری ہی مجھی دلہنا یہ کیا کیا ٹھنڈ

پڑی یہ سردی فلک پہ کہ جم گئی تاری
زمین پہ کوہ نی برفون کا ڈھیر ڈالا ٹھنڈ

تہین ہی تار بدن ہی جھون کی ہاتھون سی
کریگی آج میری جان کو ایک لقمہ ٹھنڈ

ٹھٹھر کی سردی ہی سب شور شور کرنی لگے
تو دانت پیسکے کرتی ہی اسکا شکوا ٹھنڈ

ردیف رای مہملہ

ہستہ پہ پہنک سیر ابت بی پیر کاٹ کر
ارمان نکال یان دل جگر کاٹ کر

رہ اوسکی جب گیا کوئی نخچیر کاٹ کر
سینہ کو تو دل کو گیا تیر کاٹ کر

کرتی ہو کیون سپرد محافظ اسیر کو
عاشق گیا ہی کوئی زنجیر کاٹ کر

سلوائین گی قبا یہ پرند حریر سی
تسکین طبع کو تیری تصویر کاٹ کر

خبر دو دو گل کی اور ہی کچھ ہاتھ لگا
تیلا و سر کو شمع کی گلگیر کاٹ کر

بی شک ہو میری تپ کو شفا گر عطا کرو
دانتون سی اپنی قرص طباشیر کاٹ کر

دفتری عقل کے عشاق مین میرا
لکھتا ہی نام منشی تقدیر کاٹ کر

سر ہی جھکای بار ندامت سی آج تک
بی وجہ سیر اتیری شمشیر کاٹ کر

ہین شعر شور کے دل اعدا مین کارگر

شاید ترا ستا ہی عقل تیر کاٹ کر

نکلی نہ جب کہ سینہ افگار توڑ کر
جھنجلا کی پھینک دی ہی مین تلوار توڑ کر

ای چشم ضبط گریہ سی ہر دم یہ خوف ہی
سیل سرشک نکلی نہ دیوار توڑ کر

پھیر بلبلون کا کبہی رنگ لائیگا
گلچین نہ پھولیو گل گلزار توڑ کر

ہر چہالا رویا گل کی لطافت پہ پھوٹ پھوٹ
نکلا جو میری تلوی کو ہر خار توڑ کر

آخر تو ہر کہا دانہ تسبیح مین چھپا
کیا رشتہ جوڑا شیخ نی زنار توڑ کر

نزدیک محتسب کے نہایت ثواب ہی
دل خستہ کر نہ شیشہ میخوار توڑ کر

یون پھینکی تیغ سی رگ جان کا نگر ہی
دیتا ہی پھینک جیسی کوئی تار توڑ کر

کیا کاہلون نی نام توکل کیا خراب
بیٹھی کے پانو بیٹھی ہین ناچار توڑ کر

سر رشتہ ارتباط کا پھر کیسی ہاتھ آئی
جب دل کی آس بیٹھ گئی یار توڑ کر

کہتا مسافرون کو نہ باقی رہا ذرا
دامن مین جب سی ہم نی رکہی خار توڑ کر

ای شور شہ طبیعت خوبان کا جزو ہی
تم چپ نہ بیٹھو رشتہ گفتار توڑ کر

کیا ہی جب سی ہم نی شراب آب مین گھر
نکل کے پہلو سی دل نی کیا کباب مین گھر

رہا خوشتر مین سرشار صورت نرگس
بنایا ہی کیونکہ نہ ہو شیشہ شراب مین گھر

دلوں کو کھینچتا ہی تیری مونچھ قمع سے | رکھا ہی شوخ نے تسخیر کا نقاب میں گھر

بلا سی سخت ہوا میں نہیں ملی لذت | کروں گا دل کا اسی چاٹ پر کباب میں گھر

بسا ہی جب سے کہ دل اوسکی آنکھ میں جاکر | بنا ہی میری لئی خانۂ حباب میں گھر

رہا ہی قید علایق سی ہو نہ تا دم مرگ | بنا رہا جو اسی خانۂ خراب میں گھر

ہمیں ہے وحشت بیخودی سی ایکدم فرصت | بنایا کس نے میری پانو کا رکاب میں گھر

اودہر سی آیا ادہر اودہر سر شتاب آئی | الٰہی کیونکہ بچی چشم کا دو آب میں گھر

جو ایک شب نہیں آتا ہی اپنی آنکھوں میں | کیا خیال نے شاید ہماری خواب میں گھر

ہی اسکو مصحف رو کا مطالعہ شب و روز | کیا ہی دل نے میری گویا اس کتاب میں گھر

کرو مزار کی تعمیر شور تم جلدی
بنایا چاہیے کیا ہستی خراب میں گھر

جب جنوں نے میری پانوں میں پنہائی زنجیر | شکر کر میں نے بہت سر پہ چڑہائی زنجیر

سیکھ لی طرز اسیری کو ہمی اگر | شوق سی اپنی لئی آپ گڑہا بیٹھے زنجیر

پہنا اوس شوخ نے گردن میں سنہر تورا | چاہئے پانوں میں اپنی بہی طلائی زنجیر

پا بہ بیہوشی لغت میں پا بسر بلا ہو نازل | خواب میں مجھکو کسی نے جو دکھائی زنجیر

پا گرفتار ہو یا ہاتھ قلم ہوں اوس کے | جسنی اوس شوخ کی شوخی سی چرائی زنجیر

جرم الفت مین کسی ہم نی سہی کیا کیا ۔ طوق گردن مین پڑا پانوین آئی زنجیر

اپنی جامہ مین نہین پہولا سماتا گل چین ۔ شاید اوس غیرت گلزار کی پائی زنجیر

غیرفی زلف مین وہان شانہ کیا یہان ہم نی ۔ جوشش وحشت مین کئی بار توڑائی زنجیر

شام سی شور مچا صبح تلک زندان مین
شورفی شوق مین جسوقت ہلائی زنجیر

تیر ایسی مین ہیری نالہ شبگیر کی پر ۔ جسنی جلتی ہین ہر ایک رخ ہوا گیر کی پر

کیا قیامت ہے چمن مین شجر گل کی تئیں ۔ کتری صیادنی جب بلبل دلگیر کی پر

واہ اعجاز کہ جب کہینچے بہاما نی ۔ لی اوڑی دسکوفنات ہے تیری تصویر کی پر

اب تو کہٹکا ہے نہ ناوک مژہ کا باقی ۔ آلگی دل مین ہمارے ہے تیری تیر کی پر

بال و پر کے تو نہونی سی جہان ہے مضطر ۔ کیا غضب ہے تا جو ٹوٹی فلک پیر کی پر

بات کہتی ہین اوڑا لیتا ہی دل کو ظالم ۔ ہوئی پیدا یہہ کہان سی تیری تقریر کی پر

شمع و پروانہ کا رہتا نہ نشان تک روشن ۔ شکر صد شکر نہ پیدا ہوئی گلگیر کی پر

ہم سی بل کر کی لگی اب وہ ہوا پر اوڑنی ۔ آج کچہہ آئے نکلنی نفف گرہ گیر کی پر

شور اب اور غزل دہوم سی لکہو ایسی
جسکی ہر بیت بنی طایر تشہیر کے پر

خون دل میں جو ہی تر جو تیری تیر کی پر
بن گئی لخت جگر نالۂ شبگیر کے پر

سنتی ہیں دیتا ہی پر پڑ کی وہ بیماروں کو
کاش مل جائیں مجھے اوس بت بے پیر کے پر

واہ کیا شان کبوتر کے بڑہائی میری
کر دیا زلف پریشان ہر اک چیر کے پر

جسم بد کی لئی لالا کی جلاتی ہیں بعض
دی قسمت نے تو ایسی موئی تاثیر کے پر

مرغ بن بن کے اوڑی جاتی ہیں جنگل کے ہرن
لگ گئی ایسی تیری تیروں سے نخچیر کے پر

کی صیاد نے تیروں پہ لگا زینت کو
یہ ہی دو چار ہی بخشی ہوئی تقدیر کے پر

تیری عشاق کو دم دیکے اوڑاتا ہے جو رو
کچھ نکل آئے ہیں شاید فلک پیر کے پر

ایک دو لمحہ مرقع ہی سی کرتی دیدار
کاش مانی نہ بناتا تیری تصویر کے پر

قتل کی بعد تیری بہہ کر جو اوڑا ہیں قاتل
تھی یہ جوہر سی علاوہ تیری شمشیر کے پر

لی اوڑی آہ تیری ارض سما کو ای شور
رشک سیمرغ تھی اوسکی بڑی تاثیر کے پر

کہاں جاتا ہی دل کوچہ سی اوسکی تو نہاں ہو کر
زمین کوچی جاناں سر پڑی گی آسمان ہو کر

کیا برباد گلشن کو تم آئی گلستان ہو کر
چلا گل شل بو جہپک اوڑی بلبل فغاں ہو کر

گئے جا جا عدم ہستی سی اہل شادماں ہو کر
گرا دی قصر تن کو اور مٹ جا بنی نشاں ہو کر

اگر اوس نے بعنت چلیں کا گذر ہو بزم میں اک شب
گریں بار نظر سی قص دم تیلیاں ہو کر

نیا پایا ہے حیرت نے خاموشی ہوی ایسی
کہ ہیں تکتا رہا منہ ہے اون کا تصویر مکاں ہو کر

اب یا ہم آگے تم اونکا تماشا تو ذرا دیکھو
تمہاری مجرہ کو آئیں ہیں انکھیں پتلیاں ہو کر

کسی عاشق کا ہو کر غرق دریا دل تپ پیتا ہے
جو موج ین ہستی ہیں بیتاب ہے دم مچھلیاں ہو کر

اوجاڑا باغباں نے آشیاں جب اپنا گلشن سے
گئی ایسی کہ مثل بو نہ آئی پھر نشاں ہو کر

مجھے باتیں جو مشتی کی نہ سیرتی اونہی سننی ہیں
کہ منہ تکتا رہا غنچہ کی صورت بے زباں ہو کر

جواب نامہ کیا لاتا کہ جان تن سے گئی اوسکی
گیا تھا ہو کے خوش قاصد و آیا نیم جاں ہو کر

خفا غیروں سے وہ ہیں اور رہوا جاتا ہے کام اپنا
یہ گردش مجھ پہ آئی ہے نصیب دشمناں ہو کر

کسیکی لٹ مشکیں نے مجھے مارا ہے اہل عالم
جو شعلہ بہی اوٹھی ہی قبر میری سی دہواں ہو کر

بہلا جان کب رہائی زلف سی ہو کے گرفتار ہو
پڑی ہیں پانو میں کل یہ گو یا بیڑیاں ہو کر

کریں داغ سویدا سو رسینہ سی جدا کیونکر
رکھا ہی سنگ سودے میں ہم نے نجب جاں ہو کر

دہواں دہار اور لکہو شعور صاحب اک غزل ایسی
زمین شعر کو گہیرے محیط آسماں ہو کر

وہ آئی جب بہار آسا میری گھر مہماں ہو کر
نہ جامہ میں سمایا مثل گل میں میزباں ہو کر

نکلتی لا ذم نہیں کیا نت جی بیٹھی زباں ہو کر
کوئی دم چہچہالی طوطی ہندوستاں ہو کر

مضموں عکس اور معکوس کا باہم دیا نقشہ
او دہر طوطی ہے بتنگر او ہر من بے زباں ہو کر

بہا نا ینلا دو اکا تش میری جسم کو گردون
تو رہتا پا تو مین منت کی اوسکی بہر یان ہو کر

بین یا لو بھی اوسکی جب بکہر جاتی ہین غنچہ مین
لگی ہین سخت ال پر اپنی ہر دم چھپیان ہو کر

کہی اوس شاخ گل نے بد بیان غنچے جو ہو کے
نشان جھپکے سو بھی بہولی اپنی تن پر بد بیان ہو کر

بیان ہجر کے لیکے کیا کہون ہمدم
لگیا یا دل کے پہوی کو ہمیشہ برگ پان ہو کر

ہی پہلو مین دل اوسکی صورت کہیں نا افسردہ
جو آتش عشق مین جا وہ سب پیچان ہو کر

پڑی ہی عقل پر شمشیر ایسی ہی گر بیتر
تو پڑ رہتا در شیرین پی سنگ آستان ہو کر

ہمارے ہی طالع کا سینہ اپنے پہونچا اس حد کو
دعائین ہو حل کر دو دین تو نکلین گالیان ہو کر

یہ قربانی تمہارے سب کے مشتاق کشتن مین
لگا دو نا اک پر تیر جھکتے سو جوان ہو کر

جواب نامہ لیکر اونسی غیرون کو بہی کہہ لانا
پڑا جو کا تو اپنی قاصد یہان آیا نہ وہان ہو کر

میری گھبرائی اوسنے کر لوٹا یا خاک کے مجھکو
بڑی ور دو افغانی آپ نے کی مہربان ہو کر

شب وصل کبھی آ یہان مجھ سی مل لائی
وگرنہ کہا بگا اک آد مین جگر و ہوان ہو کر

تیری جامہ سی تہی خشت پخت خراب کیسی ہاتھی بیچا
اوڑی کیسی قبا ہی گل چمن مین دو ہجیان ہو کر

مجال گفتگو یہان کب وہان مانعی ہی کم گوئی
رکی ہم بھی یان غم کر چھپی دہی دہان ہو کر

تنہا پایا اوسنے صف کا نامہ سر عدم ہم نے
سرمہ کو بسر کی ہم گرد کاروان ہو کر

شب ہجر مین نشانہ کیو نکر چھپن ہو اوسکو
کرین نگاہ دو پہر پہلو مین جیسکی چہیان ہو کر

لگا کر خوب دل الیشعور جودت آزما اپنے
کہ جائے گی غزل یہ اکبرآباد امتحان ہو کر

داغوں سے کہل رہا ہے چمن جسم زار پر
اپنی بہار بھی ہے عجب اک بہار پر

بلبل کی طرح ہم نہیں مرتے ہزار پر
دل سے فدا ہیں ایک اوسی گلعذار پر

آمادہ زلف رہتی ہے یوں مار مار پر
وابستہ دل ہیں اسکی جو ہر تار تار پر

سبزہ ہے جوش گل ہے لب جوئبار پر
کیا آب و رنگ آیا ہے فصل بہار پر

ہو کیوں نہ جلوہ ناز دل داغدار پر
ہنستی ہیں میری گور کی گل لالہ زار پر

پہر زار گل سے ہو چمنستان سے پہری
بلبل فریفتہ جو ہوئی تیری ہار پر

روتی کٹی ہے ہجر میں اسکی تمام عمر
کیا حسرتیں برستی ہیں شمع مزار پر

ہر سوں اپنی وحشت بیخودی کا لیوں نہ بھون
معراج آبلوں کو ہوئی نوک خار پر

کون و مکاں کی سیر کو پرواز کر دلا
لیکن ہوا ہے عشق میں ہرگز نہ مار پر

تا نفس کے واک تو جاری ہے رات دن
آتی نہیں ہے دل کی خبر اسکی تار پر

میری وفا جفا تیری دونوں ہیں بے شمار
رکھا منحصر حساب یہہ روز شمار پر

سنبل کے اصل پر پہہلا کیوں نہ خندہ زن
طعنے ہیں جسکی زلف کے مشک تتار پر

نرگس ہے چشم سرو ہے قد رخ ہے شاخ گل
اوسکو بھی کیا کیا ناز ہے اپنی بہار پر

ماتم سرای بن گیا آخر کو گھر میرا ۔۔۔ یہہ غم کا ہے ہجوم دل سوگوار پر

ای شور عاقبت کی بھی اب فکر چاہیی
مغرور ہو نہ زندگی مستعار پر

ای دنیا مین کیا تھی ہم لیکر ۔۔۔ جائینگی صرف یہان سی دم لیکر
سب یہان چھوڑ جانا ہی اکدن ۔۔۔ کون جائیگا وہان حشم لیکر
ٹھہر یارو ہروان ملک عدم ۔۔۔ ہم بھی چلتی مین ساتھہ دم لیکر
جائیگا اس جہان سی ہر کوئی ۔۔۔ بار عصیان کو بیش و کم لیکر
دل تو دیویکہ مین نہ سکتی چکی ۔۔۔ جان دینگی پر اب قسم لیکر
ایسی طوفان اوٹھیگا جس جا پر ۔۔۔ بیٹھہ جائینگی چشم نم لیکر
پہنچی مانگی سی جب وہ صورت ۔۔۔ رہگیا ہاتھہ مین قلم لیکر
کس سی پوچھون مین اون کو ڈھونڈون ۔۔۔ چل دیا دل وہ اک صنم لیکر
کیفیت وہ جہان کی دیکھی جب ۔۔۔ رم گئی ہم تو جام جم لیکر
گھر اشک اور لخت جگر ۔۔۔ نذر کو آئی یہہ قسم لیکر

سبز رنگون کی عشق مین اب شور
کھائینگی آج کل مین سم لیکر

ل سے میری دل اپنے کو تو تا شاد نکر
والدے خاک اب اس پہ اسی پھر باد نکر

بون صبا خاک کے دشمن تو ہوئی ہے میرے
جانے دے پھر خدا اب اسے برباد نہ کر

لیسے بیداد کی ہاتھون سے ہوا خون میرا
قتل کرکے مجھے اب شاہے فریاد نکر

ہہ تو سب جور و جفا سر پہ اوٹھائے ہم نے
اب کوئی تازہ ستم او ستم ایجاد نہ کر

سر نخوت پہ چڑہا جو کہ گرا آخر کار
دعوے ہمسری اوس قد سے تو شمشاد نہ کر

دیکھہ کر فصل خزان کہتی ہین بلبل سے لہون
آشیان اپنا تو اس باغ مین آباد نہ کر

چشم فتان کا جسے دیکھا وہ ہے بسمل سے
دیکھتی آنکھون تو اس آنکھہ پہ دل صاد نہ کر

دم کا مہمان ہے یہہ دم بہر اسے ناہے ضرور
ایسے جینے پہ دلا اپنے کو تو شاد نہ کر

ہائے رے شوق اسیری کہ مین خوش ہو کے کہون
تجھکو صیاد قسم ہے مجھے آزاد نکر

فصل گل آتی ہے کم کردیا جواب خوش
ایسی بے رحمی تو مجھ سے بہلا صیاد نکر

رشک کے آنکھہ سے اے شور جو تجھکو دیکھے
اوسکو بھولے سے بھی اپنا کبھی استاد نکر

دل لیکے جان میری جان حزین چھیڑ
مین آپ ہی مر رہا ہون کیا اسکا یقین چھیڑ

سر پہ پڑی گا ٹوٹ کے تیری ہی آسمان
آغوش مین نہ پہنچ بھولی زمین پہ چھیڑ

دل کو تو ڈھونڈ خال رخ یار کے چھپے
تو ہم کو جان جان کے ای نکتہ چین نہ چھیڑ

تجھہ مین اور اوسکی کوچہ مین ارض و سما کا فرق
نام اوسکا تو نہ لی مجھی خلد برین نہ چھیڑ

زلفون کا دھیان رات کو جب سے پڑ گیا
مین نے کہا کہ بس مجھی مار آستین نہ چھیڑ

یہہ چھیڑ چھاڑ بات مین ہوگی تو ہم نہین
ہم کو خدا کی واسطی ای ہم نشین نہ چھیڑ

در پردہ تجھکو دیکھہ کی خود پس گئی ہین ہم
اب تجھی زیادہ ای نگہہ سرمہ گین نہ چھیڑ

از بسکہ اوسکی ہوا خون دل کا جب
جان لعل اوٹھی کہ مجھکو ذرا نازنین نہ چھیڑ

چھوڑی ہوئی وہ عشق کی باتین دلا نہ یاد
بیٹھی بیٹھائی ای دل اندوہگین نہ چھیڑ

اولجھا ہوا ہین آپسے بیٹھا ہون جان سے
بی چین کر کی مجھکو تو چین جبین نہ چھیڑ

واعظ کہان یہہ شور کہان تو کہان یہہ وعظ
مونہہ اپنا بند کر اوسی ای بد قرین نہ چھیڑ

ردیف زای معجمہ

قد چھوٹا سہی ہی تیرا نازک بدن دراز
کیا ہی ہوا جو باغ مین سرو چمن دراز

تیری کلائی جیسی نزاکت کہان نصیب
آب و ہوا سی گو کہ ہی شاخ سمن دراز

باد بہار سی ہی ثمر کی مگر امید
دامن جو کر رہا ہی گل نارون دراز

کاٹو نکی اوچھریان لگائی گا باغبان
دیکھہ اپنی حد سی پانو نہ کر نسترن دراز

کاٹی ہی باغبان جو لکتی ہی شاخ سرو
تا قطع کر دیگا نہ ہووے چمن دراز

ہم قیدیوں کو کچھ تو کشایش نصیب ہو — یارب رہی وہ زلف شکن در شکن دراز

ای شور مختصر ہی کی کہنی مین لطف ہو
کرتا ہے طبع کند اگر ہو سخن دراز

آپ ہر اک روز جو کرتی ہو نرالی انداز — دل اڑانی کی ہین یہہ خوب نکالی انداز

سانپ سی ناز سے شانی پی پہلو کیا ہین — تو ہی افعی کی سبب ہی زلف و قتالی انداز

چہرہ جیسی تو ہر اک شب ہی فلک کی روشن — تو بہی ای مہ دیدہ ترا وسکی اڑالی انداز

گہونگرو پانو مین وہان طرز دکہاتی ہین نئی — یہان ہر بتی ہین میری تلووں کی چہالی انداز

سرمہ چین کی سفاہان سی جو تنگ — کیا بدلی کی نہین آنکہون کی جالی انداز

نشتر مین جو ہتی مین می ہی جہلکتی ہین کہی — اور ہی آج دکہاتی ہین پیالی انداز

می کشی دعوت احباب سخن آرائی
ہم سی یہ شور ہین کب چہوٹنی والی انداز

ردیف سین مہملہ

اوڑہی ہی نام سی مطلب کی وہ کام سو کوس — کیسے آپ ہی دستہ کالی جنہ نام سو کوس

رکہی جب جی رحی کو ساقی گلفام سو کوس — ٹلی پہر جام مینا کا تو ابدام سو کوس

سیری کیسیری کیا حلقہ کاکل نہ کافی تہا — بچایا جہپا مین گیسوون کا دام سو کوس

رہی گرچہ نہ کیونکر دور دل سی اپنی آخر کو
کہ ہی عشق بتان مین اب خدا کا نام سو کوس

نہ جانو بیٹھنی پاس اپنی خال کو لب کی
نہین کہتا کبھی قران سی کافر کام سو کوس

نکلتا ہی نہین کینہ کبھی گردون کی سینہ سی
سحر سی وصل کی دن کی رکھی ہی شام سو کوس

ہوس تھی نیست مین رنگی بہر امتحان ہم کو
نہ دیکھا مرکی زیر خاک بہی آرام سو کوس

لگا دی آشیان کو آگ پھر فصل خزان آئی
اڑی بلبل گئی اب گل کی وہ ایام سو کوس

ہوئی سب سلسلہ بند اپنی قسمت کا لکھا دیکھو
نہ قاصد ہی نہ نامہ ہی نہ ہی پیغام سو کوس

الہی کون سی جرم پہ ٹوٹی بلا ایسی
کہ جس سی چھٹ رہا ہی ہر طرف آرام سو کوس

اگر اوس شعلہ رو کا عکس پڑ جائیگا مستی مین
پہر نکلی آتش شیشی سی چھٹکر جام سو کوس

پہری گھر گھر کا کری جو پہیا نقشہ ایسی کاہل کا
پتا لگتا نہین گر بھیجیی پیغام سو کوس

سواد زلف کا تیری بنا دیگا نشان ذرہ
کوئی چھپائی اگر خاک زمین شام سو کوس

کیا ہی [illegible] اوس زلف کی بہی کفر کو [illegible]
کہ ہندوستان سی ہی غلبہ اسلام سو کوس

کہان وہ اور کہان تم اور کہان امید وصلت کی
رکھو یہہ شور دل سی اب خیال خام سو کوس

[illegible] اونکا ہو گلبدن کی پاس
کیا لطف سیر جو چمن ہو چمن کی پاس

[illegible] وہان جب زبان شمع
پروانہ جل کی ڈہیر ہوئی سب لگن کی پاس

حسن جا بہ بجت حشمت و آوارگی کی ہو
مدفن بنانا اپنا اوسی انجمن کے پاس

جس دن سے ہی دور گردش افلاک نے کیا
پھر گرد باد سان نہ گئی ہم وطن کے پاس

قربان کیون نہ اپنی ہون کشتہ محبت کا
آگر ہین جو وہ میری بیت الحزن کے پاس

بلبل قفس مین ہای یہہ ہی کہہ کی مر گئی
مرقد بنائیو میرا ای گل چمن کی پاس

مارا ہی ہم کو ابرو و مژگان شوخ نے
رکہنا صرف تیغ و سنان ہی کفن کے پاس

مجہہ سخت جان کی جان نہ نکلیگی جسم سی
مدفن اگر بنا نہ تیری انجمن کے پاس

کیا کیا ہی لہرین اوٹہتی ہین دل مین ہای آج
موقع ملی تو جا بسین مچہلی بہون کے پاس

نیرنگی اپنی بہول کی جکر آگیا تمام
نالی ہماری جب گئی چرخ کہن کے پاس

شرمندہ بوی زلف سی نافہ ہوئی سبہی
بہیجین گے اس خبر کو ہم اہل ختن کے پاس

کیونکر بجہیگی تشنہ دیدار کے پیاس
جانا نصیب گر نہو چاہ ذقن کی پاس ؛

اہل زبان کی بہی نہی ہند مین ہی شور
شیراز کو چلو کسی صاحب سخن کی پاس

ردیف شین معجمہ

جب ہی پر زور کردیتی ہی سیاہ غم پاش پاش
ہو دل بہی چارہ مسکین کیونکر پاش پاش

نالہ شبگیر کو ای دل خدارا ضبط کر
ورنہ ہوگا یہ فلک کہا کی جگر پاش پاش

برق رخسار سے ساقی کی اگر پاوے فروغ
جام کیا خم کو بھی کر دے آتش سے پاش پاش

تیری آتی ہے چمن کے اسقدر اودھر ہوا
پتیاں بکھریں ہوا دم میں گل تر پاش پاش

عکس رخسار سے اسکی پڑ گئی گلشن میں اوس
یا خجالت سے ہوئی شبنم کی گوہر پاش پاش

دیکھا کس خورشید رو کے چہرۂ پر تاب کو
ہو گئی جو دل میں آئینے کی جوہر پاش پاش

حلق پر میری کی چلنی میں کے حسب دم تو وہ
بولی جی میں آ گئے ہی کر دیجے خنجر پاش پاش

شور ہیں وہ کوہکن ہوں بیستون ہی گر لڑوں
جا پڑے خسرو کا سر ہو کے پتھر پاش پاش

جس چمن کو ہے خود نہیں بلبل بہار عیش
دکھلائے کیا کسیکو سدا روزگار عیش

ہے چار دن کے چاندنی مشہور عندلیب
کرک تو ساتھ گل کے ہے جب تک بہار عیش

جو دم خوشی میں گذرے وہی عمر کا حصول
آکے دید گل کو سمجھی ہے بلبل ہزار عیش

کب نا بند کا غنچہ ہے اک چاک دل
اے کاش موسم بہار دکھا ایک بار عیش

غنچوں ہی کو چمن میں ہے حسن دل نصیب
کرتی ہیں جام مل سے سدا بادہ خوار عیش

سنبل کو باغ میں ہے پریشانیاں ہیں روز
پاتا ہی ہے جہان میں کوئی سوگوار عیش

جو کیف صاف بادہ میں ہے درد میں کہاں
کیا ہے جو داغ کھا کے کرے لالہ زار عیش

خوش بخت ہیں جہاں میں بلبل چمن کو چار چیز
فصل بہار ساغر گل سرشار عیش

ای شور نیک و بد ہی ملی ہی نصیب سی
دیکھا نہ ہیچ دوست کسیکا نہ یار عیش

بھیجا ہی اوسنی مجکو جو تحفہ قلم تراش
ایسا کیا ہی ہاتھون کو مشکل قلم تراش

نکلا ہی راستہ کو تیری کا شکر مرن
کیا دیکھتا ہی تیغ سی تو ہی قدم تراش

ای تاجدار حسن دو کر اس غلام کے
باقی ہین گنجفہ کی ورق بیش و کم تراش

انداز سب ہرانی ہوئی غلام جو ہر کے
خط زاہنی ذات سی کوئی ثواب صنم تراش

دیکھی ہی ہم نی ہند و خراسان صنع [illegible]
رکھتی ہین [illegible] ہی اہل عجم تراش

مقتل مین سامنی نہ جھکی تیغ کی فدا
گردن مری یہ تھی مری سر کی قسم تراش

یہہ وہ غزل ہی جسکی درستی کی واسطی
ہی شور حرف حرف پہ لازم قلم تراش

ردیف صاد مہملہ

خوبی قسمت سی پایا ہی ہی پیمانہ خاص
دیدہ ساقی مین جسکی طرز ہو رندانہ خاص

وای محرومی اب اونہی دو ہی [illegible]
دخل ہوگا عام کو کب جب نبی کا خانہ خاص

اس ظرافت کو تو دیکھو عیسی کی [illegible] خوش
دیتی ہین انعام مجھکو خلعت جانانہ خاص

مین ہزار [illegible] قیبون کی جو گل [illegible]
تھپتہا کر بولی وہ یہہ طرز ہی مردانہ خاص

شمع خونچیر طلائی سی سہری باندہو گی پانو
اور دیوانون مین ہو جائیگا یہہ دیوانہ خاص

اک دقیقہ بال سی باریک ہی اسمین چہپا
وہ جو دیتی ہین مجہی تحفہ مین اپنا شانہ خاص

مجہ مین محبوبون کی کواہی بسر کی عمر سب
کرلیا ہی ہم نی بہی جنت مین اک ویرانہ خاص

شمع جہلے کا دیا اوس شمع رو نی دل آج
خوب جلنی کا ملا پروانہ کو پروانہ خاص

شوق صاحب کے سخن کا رنگ کیون تازہ نہو
کرتا ہی ایجاد اپنی طرز ہر فرزانہ خاص ؎

کرتی پہرتی ہی جو مشہور ہر اک جا اخلاص
خوب صاحب نے یہہ منہہ سی نکالا اخلاص

اور یہی مرد خدا کرتی ہین الفت باہم
تم نی پر سب سی نکالا ہی نرالا اخلاص

اسمین ہوتی ہی کی جتنی چاہی ٹپتی ہین میان
سخت مشکل ہی نہین منہہ کا نوالا اخلاص

سیر میخانہ کی اک دن تہی دکہاوا اونکو
صاف کر دیگا برانڈی کا پیالا اخلاص

ہاتہہ اوٹہا بیٹہی تہی ہم تو میرجان پہلی ہی
پر یہہ ڈوبا ہوا گرنی نی اوچہالا اخلاص

ان سبہون کی نظر آتی نہین بگڑی تہی
دل مین ناحق میری اللہ نے ڈالا اخلاص

سینہ مین کاوشون سے رخنہ گری ایسی
کر دیا گہر کا میری تو نی اوجالا اخلاص

ہت گہنڈی ایسی بہلا غیر کو کب آتی ہین
شوق نی بانن کی ہر شعر مین ڈالا اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

کوئی آتا نہیں صاحب سا گمان مین فیاض
خلق کہتی ہی کہ حاتم تھا جہان مین فیاض

ذرہ ذرہ تیری انعام سی ہے نور افشان ہا
ہی تیری ذات عجب کون مکان مین فیاض

نکلی ہی مہر سپہر زرافشانے کو
ہو قی سے پوشش نہین اونچی مکان مین فیاض

تار کہی مثل صدف آب گہر پاشی سے
تا تہہ کہتا ہے سدا گنج روان مین فیاض

آئی گر چین جبین اوسکا تو کب دخل ہے وہان
بل نہین ڈالتی ابرو کی کمان مین فیاض

گرگیا سر سے بھی خاموش تو کیا ہی وہ نظر
عین خوبی سی رہی چشم بتان مین فیاض

جسکی اشعار سی ہی شور زمانہ کو ہو فیض
ایک ہی ہوتا ہی وہ اہل زبان مین فیاض

ردیف طای مہملہ

جب کہ آتا ہی کسی کا نظر یار مین خط
پہاڑ کر رکہتا ہی ہر روزن دیوار مین خط

نامہ بر شمع صفت اشک بہاتا آیا
موم ہو بہہ گیا جب گرمی رفتار مین خط

اسکی یہہ معنی کہ فرقت مین سدا گل کہاؤ
اپنی لکہا ہی جو جگو خط گلزار مین خط

شوق دیدار جو از بس تہا عبارت ہی میں یہی
مدتون اوڑتی رہی کوچہ دلدار مین خط

ہوا گلزار پر اسیم کا قصہ تازہ
جلوہ گر جب سے ہوا آتش رخسار مین خط

آئنہ سامنی رکھکر جو ذرا دیکھو گے	مثل طوطی کی خود آجائیگا گفتار مین خط
انتظار ایسا خطِ یار کی آمد مین کیا	بن گیا تارِ نظر دیدۂ خونبار مین خط
اب یہی ہی نام خدا اونہین لڑکین کی ادا	چاٹ لیتی ہین جو لکھتی ہین کبھی پیار مین خط

حرف مطلب کا جو ہی شور روو رہ جاتا ہی
ختم ہوتا ہی رقیبون ہی کی تکرار مین خط

کیا ماجرا ہی بھیجی ادھر سی ہزار خط	آیا نہ وہان سی باری خدا ایکبار خط
مدت سی ایک پرچہ تک آیا نہین یہان	کہتی ہو تم روانہ کئی ہم نی چار خط
دیکھا نہ ہوگا ایسا گلِ لالہ شاخ پر	لایا ہی گرد چہرہ کی جیسی بہار خط
نامہ کو میری پھاڑ کی جھنجلا کی یہہ کہا	نچ کر دیا ہی لکھہ کی مجھی بار بار خط
آخر کو نامہ بر سی خفا ہو کی یہہ کہا	لکھا ہی جس نی سر پہ اوسی کی یہ مار خط
اک رقعہ آپ ہی یہہ کہا ہو کی مہربان	پہونچیگی تیری پاس بلا انتظار خط

ای شور دیکھہ اتنی نہ کر اوسکو خط رقم
لاتا ہی دل مین سادہ رخون کی غبار خط

ردیف ظای معجمہ

اتنا تو میرا چاہیی ای گلبدن لحاظ	بلبل کا جتنا گلبن غنچہ دہن لحاظ

غربت میں حال شہ ہی نہیں پوچھتا کوئی
گھر میں گریں گدا کا ہی اہلِ وطن لحاظ

ترکِ مژہ کی آنکھ جھپکتی نہیں ذرا
کرتی ہیں معرکہ میں کہیں تیغ زن لحاظ

ہر انجمن میں شیشہ کی چشمک ہی جام پر
پیاری چمن میں کہتی ہیں سرو و سمن لحاظ

لپٹی ہی شاخ شاخ سی کیا مستِ تو ہوا
دل سی اوٹھا دیا جو گلِ نسترن لحاظ

کرتا ہی بینت اپنی ستارو نسی رات کو
رکھتا ہی چشم روز سی چرخِ کہن لحاظ

ہی پردہ پوش خلوتیوں کی شبِ سیاہ
کرتا ہی پر صبح سی ہر مرد و زن لحاظ

دل کو ہماری کعبہ نہیں جانتا تو خیر
ناموس ہی کا چاہئی شیشہ شکن لحاظ

ای شور چاہئی شکر ہی حسن سخن کی تیری شعر
رکھتی ہیں ہر گروہ کی اہلِ سخن لحاظ

کہا جو دل کا میری رہنا دلربا حافظ
وہ بولی چاہئی دونو کا ہی خدا حافظ

حصارِ خط کا عبث کھینچا گرد چہرہ کے
یہ خیال کیا نہیں قرآن کا ہر بلا حافظ

گذر سکیگا کہاں سنگ آستان تک سے
بیٹھا رکھی ہیں کہ ایک تنی جا بجا حافظ

کیا نہ غیر کو لاحول پڑھ کی ایک شب دفع
تمہاری ڈیوڑھی کا دربان ہی کیا حافظ

ہماری پاس ہی دیوان لا دیکھو فال
سنا ہی کہتا ہی اظہار مدعا حافظ

ثواب ملنی کی ہی صورتیں نرالی ہیں
ہزار طوطا اگر پڑھ کی ہو گیا حافظ

قبول خاطر اہل سخن خداداد ست
بجا ہی شور یہی خوب کہہ گیا حافظ

ردیف عین مہملہ

فروغ پائی ہی کب جان و اعدا رپہ شمع
عبث جلاتی ہین ہین مردہ دل مزار پہ شمع

گرا جو قطرہ مژہ سی ہوا وہ روزی خاک
نہ کیونکہ روئی میری چشم اشکبار پہ شمع

بلا کی دایرہ مین نقطہ سان ہے عاشق زار
لگن مین جل کی ہوئی خاک اسی مدار پہ شمع

ہی حق کی نام سی روشن نشان منصوری
رکھی وہ یا نہ رکھی اہل نذر دار پہ شمع

حیات پائی گی ہرگز نہ ایک شب کی سوا
کری ہی خندہ عبث ہستی شرار پہ شمع

نہ داغ مونہہ سی گیا مدتون مین ساری عمر
چڑہائی ماہ فی کو چرخ زرنگار پہ شمع

خموش تک رہی ہی تک ٹکی لگائی ہوئی
نظر لگائی گی کیا جل کی روی یار پہ شمع

جو اوج ہی پہونچی ہین وہ چاہتی ہین اپنا فروغ
جو اور لا کہو نہ پہ رکھین تو بہہ مزار پہ شمع

فروغ باغ کو بخشا یہہ اپنی طرح کی شور
جلی ہی رشک سی تا صبح وضع خار پہ شمع

ہوئی خوشی و طرب ہم سی دو نو یار وداع
چلی جوانی ہوئی خواہش بہار وداع

خزان نے پائی شکست آئی فتح مند بہار
ظہور گل ہی ہوا شجر سی بار وداع

صراحی ہچکیان لے لیکی کیسی روتی ہی
ہوا جو بادہ و ساغر سی بادہ خوار وداع

نہیں ہچکتی ہین شاخین گلون کی گلبن پر
کرین ہین بلبلون کو گویا بار بار وداع

گئی بہار خزان آئی باغ مین جس دم
چمن سپرد خدا کر ہوئی ہزار وداع

صبا کی ساتھہ اوڑی رنگ و بوی گل باہم
ہو جس طرح تن عاشق سی جان زار وداع

بپا تہی ایک قیامت چمن مین جب کہ ہوا
وداع خار سی گل اور گل سی خار وداع

ہوئی ہم ایسی احبای شہر سی رخصت
کہ جیسی کنبہ سی ہو کوئی خانہ دار وداع

غزل تمام ہوئی شور لکھہ یہہ ہی مصرع
چمن مین آئی خزان اور ہوئی بہار وداع

ردیف غین معجمہ

روشن ہے داغ کا دل بیتاب مین چراغ
حکمت سی یہہ جلایا ہے سیماب مین چراغ

قطرات خون کی سر پہ ہین مژگان کی یون نمود
آتی ہین جیسی تیرتی گرداب مین چراغ

اوس شمع رو کا شام سے بندہا تہا جو خیال
اوس نے دکہایا وصل کی شب خواب مین چراغ

کالی کی مونہہ مین موتیا ہی جسطرح سن کا نور
روشن ہی جیسی انت سیہ تاب مین چراغ

یون تیرتی ہین لخت جگر چشم تر مین آج
جیسی جلا کی چھوڑ دین تالاب مین چراغ

رفیقین جو اوسنی جانسی جہم پہ چھوڑ دین
محفوظ باد سی ہوا جلباب مین چراغ

اوس رخ کو دیکھہ مہر کا مونہہ زرد ہوگیا
بی نور جیسی ہو شب مہتاب مین چراغ

حیرت سی بولا عکس بنا گوش دیکھکر
آیا کہان سی جام می ناب مین چراغ

ایسا عرق ہی کہ حافظ شیراز کی طرح
رکہتا رہا مین قد و محراب مین چراغ

اندہیر کا ستم ہہ گری انحصار سے
روشن نہ ہوتا خانۂ قصنا مین چراغ

ہمراہ اشک آنی لگی لخت دل ہہی شور
روشن ہوئی ہین دیدۂ پرآب مین چراغ

ردیف فای

باغ ہستی مین برنگ گل ہی جو ساغر بکف
ہی خط جاگیر موج بادۂ احمر بکف

زاہدا الکبدانۂ تسبیح سی حاصل ہی کیف
خوشۂ انگور سی کر سبحۂ گوہر بکف

دیکھہ خون فصل بہاری مین گہ گل سی کلی
گرد گلبن کی نہ پہرای خار نوک نشتر بکف

گر تیری عشاق مین داخل نہین ہین مہر و ماہ
پہرتی ہین خانہ بخانہ روز و شب کیون ساغر بکف

ہی گہر کیون سی تقیہ وقف محتاجون کی فیض
کیون نہ ہو دنیا کی بخشش سی صدف گوہر بکف

آجتک اوس کلی سی ناامید ہلکی دیکھکر
مستعد ہی قتل پر سوسن لئی خنجر بکف

گر عدم مین تہا نہ یوسف کی خریدارونکا شوق
آیا بازار جہان مین کس لئی گل زر بکف

قدر و قیمت علم کی ہی اپنی موقع پر درست
سادہ لوحی سی رکہی آئینہ کو جوہر بکف

شعور یہ اپنی تمنا ہی خدا سی روز و شب
باغ جنت مین ہی دیکھین ساغر کوثر بکف

پھر بہار آئی چلی بلبل گلستان کی طرف
پھر وہ ہی نظارہ ہین گلہای خندانکی طرف

بانٹ حق حق سے وہ دیکھین گے روئے زلف سے
ہم نہ ہین ہندو کی جانب نے مسلمان کی طرف

حال اپنی ہی دل سودا زدہ کا پوچھنا
ای صبا جاوی اگر تو زلف پیچان کی طرف

چہرہ گل رنگ سے اوسکی مگر اوٹھی نقاب
بلبلین آئین چمن اور کوئی جانانکی طرف

جب خم و پیچ اوسکی زلفونکی مجھی آتی ہین یاد
دیکھتا ہون پیچ پیچکی عشق پیچان کی طرف

کرتی ہی خاطر پریشان یاد زلفونکی تیری
جب گذر ہوتا ہی اپنا سنبلستان کی طرف

واکشائی دل اگر سبزہ مین صحرا کی نہین
کس لئی دیوانی جاتی ہین بیابان کی طرف

مصلحت ہی جی کا بہلانا ہجوم یاس مین
چاہئی میلان خاطر شعر دیوان کی طرف

شعور دل پر جب غم و اندوہ کرتی ہین ہجوم
دیکھتا ہون گردش گردون گردان کی طرف

ردیف قاف

دکھاسی پہ نہ لا کہا چاکی یار شفق
کہ جل کی ہوگئی ہی داغ لالہ زار شفق

سجاف اطلس سرخی کی دیکھ دامن پہ
ہوئی ہی زیر فلک کتنی شرمسار شفق

گلال ایسا اڑایا اوس نے ہولی مین
کہ تا بہ دامن گردون بنا غبار شفق

تمہارا چہرہ خورشید رشک دیکھا ہی
جو صبح و شام نکلتی ہی بار بار شفق

دکھایا رنگ یہ ابرو کی تیغ نے تیری
لئی ہوی ہی مہ نو سی جو کٹار شفق

اگر ہو کوچہ قاتل کی خاک سی رنگین
ہو برگ گل کی طرح رونق بہار شفق

فلک کے ہاتھ سی اک رنگ پہ نہین رہتی
کبھی خوشی مین ہی اور گاہ سوگوار شفق

ہو تیری جامہ گلگون کی سامنی رنگین
پتنگ کالئی اک رنگ خام وخوار شفق

کیا سواد فلک شعر شستہ نی روشن
اوٹھای چشم جہان سی اب اعتبار شفق

کیا یہہ نرگس ہی ہر اک گل ہی تمہارا مشتاق
جسطرح خار ہی گلشن مین ہمارا مشتاق

وای کیا عشق کہ دامن کو لگایا دہبہ
کر گیا دیکھہ کی قاتل کو کنارا مشتاق

ہر طرف عین عبارت مین ہی عین وا آنکھین
بن گیا نامہ مرا ساری کا سارا مشتاق

آب آگ سی اوڑا اور کی سدا گریا ہی
ہی مگر جوہر آئینہ کا پیارا مشتاق

بولی جھنجھلا کی تو کرتا ہی ہمین کیون رسوا
خط مین اک کافی ہی لکھی جو اشارا مشتاق

گل کو بلبل سی ہی اور آئینہ سی طوطی کو ہی ربط
اپنا اپنا ہی ہر اک شخص کو پیارا مشتاق

جان آنکھون مین اگر شل حباب آئی ہی
پہ تیری دید کا رکھتا ہی سہارا مشتاق

حلقۂ در کی طرح دور نہو اک پل کو
پای گر ابروی جانان سی اشارا انشقاق

شور ہی کم سخنی مین ہی شرارت تیری
بن گیا وہی غزل کہہ کی ہمارا اشتاق

ردیف کاف فارسی

پہونچی پستی سی بلندی کو جو اکسیر سی خاک
آئی ہی دیکھی کس پای مین تیری خاک

خاک در آپکے عشاق کو ہی خاک شفا
کیونہ دعوی مین ہو ہی قرص طباشیر سی خاک

خلد کو جب کہ زمین سی گیا آدم نی عروج
بولی قدسی کہ کہان پہنچی ہی تقدیر سی خاک

کر دی اکسیر صفت سی نی کی دم مین اوسکو
کوچۂ یار کی چہو جائی جو زنجیر سی خاک

ماہ کی گردنی ہالی کا چکر فورا
گرد ہ بنکر جو اوڑی یار کی تصویر سی خاک

سر دہری کا ہر اک جا ہی تجوبنی جو نہور
شاید ان پیکر دن لی پائی ہی کشمیر سی خاک

خاک تو دو پی لگایا جو نشانہ اوس نی
تجہ سی اوڑنی لگی یہ پہنکی تیر سی خاک

دہان مین اختر تو جواہر مین یہان بیج روشن
پست تہ مین نہین کچہ فلک پیر سی خاک

شور کیا کہتی ہین وہ طرز نکالی تونی
کہ بندہی ایسی کبہی در دسی نی میر سی خاک

کر لیا دل جس نی مثل غنچۂ گل چاک چاک
کیون نہ جامہ کو کری وہ بی تامل چاک چاک

دیکھکر گلشن مین اوسکی جامہ زیبی کی بہار
رشک سی کر دی قباے گل کو بلبل چاک چاک

خون دل ہوتا ہی غنچہ دیکھکر رشک شگوفہ کا رنگ
ہو گیا گل دیکھتے ہی ساغر مل چاک چاک

زینت جامہ دری اہل دل ملتا نہین
گو قبا اپنی کرین صاحب تغافل چاک چاک

نالۂ عشاق گر دون کو ہلائین کیا عجب
کوہ کو کر دیتی ہی اکدم مین زلزل چاک چاک

ہچکیان لیتی ہوتی ہی صراحی پھوٹ پھوٹ
دل کو مینخوارون کے کر دیتی ہی قلقل چاک چاک

حال کیا چاک گریبان کا مین لکھتا خط مین شور
کاغذ نامہ ہوا پہلی ہی بالکل چاک چاک

ردیف کاف ہندی

قاصد جو گیا نامہ کو لیکر کئی فرسنگ
تہا پیک نظر بہی پیہ ہمراہ کئی فرسنگ

یاد آتی ہین اسباب وطن کی جو مدارات
پہر آتا ہون منزل سی نکل کر کئی فرسنگ

تہی گرم روی وادی وحشت مین جو اپنی
جلتی ہی زنجیر کی چکر کئی فرسنگ

آتش تیری رخسار کی ہی جو لگائی
مینخانہ ہی اوڑ گئی ساغر کئی فرسنگ

طوفان جو ادہرسی رہائی نہین ممکن
پہلائی ہی کشتی سی جو لنگر کئی فرسنگ

وہ کلبۂ احزان جو میری نالون نی پہونکا
ہر بانس گیا شعلہ سا جلکر کئی فرسنگ

وہ باغ کو آئی تو بچہاتا ہوا آیا
فراش صبا پہولون کی چادر کئی فرسنگ

اوس غم سے شاد فی لگی گشت چمن جب | سبزہ پہ بچھا فرش مشجر کئی فرسنگ

ای شور تیری نالون مین ہی شور غضب کا
غربت مین ہی ہم سنتی ہین اکثر کئی فرسنگ

بلبل چمن مین گل کو جو جا ہی سنائی راگ | پر باغبان یہ کہدی مجھسی وہ لائی راگ
گلشن ہی اور بہار ہی ساقی ہی ابر ہی | قوال سی کہو کوئی رنگین اوٹھائی راگ
اس فن موسیقی کی جو پہونچی کمال کو | ہو لب پہ اوسکی نغمہ مین ہی نائی کا راگ
نغمونمین عندلیب کی ہر چند سے اثر | پر کیا کری جو کانمین گل کی بجا بے راگ
اوّا مین بہی ہی درد کا جب تک نہو لگاو | کیا ہو جو تال سم سی کلاونت بجائی راگ
صوفی کو وجد و حال مین لاتا ہی کیا کمال | سبزہ کو جبکہ صحن چمن مین لٹائی راگ
موجود جبکہ ساقی و فصل بہار ہو | بکر نسیم غنچۂ دل کو کہلائی راگ
کس کس طرح حراری لئی شیخ شاد فی | مطرب نے اوسکی سامنی جس وقت گائی راگ

انشو بس جو گذری ہی وہ جانتا ہی خوب
پر حق ہی یہہ کہ جی کسیکا دکھائی راگ

ردیف لام

دکھلا دی کلی مین نہ لالہ کے بار گل | آتا ہی مجھکو یاد وہ رشک بہار گل

بلبل ہزار حیف کہ ہووی وہ دو چار گل
اور یہ صفت میں صبا یہہ اوڑا ہی بہار گل

ازبسکہ فی ثبات ہی گلشن جہان کا
بلبل کا کچھہ قیام نہ ہی اعتبار گل

ہی دست و پا نہو کی گریبان کرتا چاک
کچھہ بھی چمن میں ہوتا اگر اختیار گل

آتا ہی کون آج یہہ گلشن میں گلعذار
ہی سر نگون سلام کو ہر شاخسار گل

ہر دفعہ اوسہا کی آگے چمن میں جو گل میں ہن
نظروں سی ہی عندلیب کی کم ہو وقار گل

شبنم کا یہہ گمان ہو کرتا تو عندلیب
انجم گئی ہین چرخ کی اپنی نثار گل

روتی تہی عندلیب ہوا خواہی سی فقط
دیکھا خزان میں اور نہین دوستدار گل

اک عمر سی ہی جن میں ہوا خواہ باغ کا
دامن کو چہوڑتا ہی نہین میری خار گل

شاید خزان کی آنی کی لائی خبر صبا
بلبل جو آشیانہ میں ہی سوگوار گل

ای شور کہہ دی ساقی لالہ عذار سے
جام شراب سرخ سی دکہلا بہار گل

ای طفل اشک کہہ نہ اتنا اوبل کے چل
اک اک قدم کی خیر منا او سنبہل کے چل

گو ٹہوکروں سی شیشہ دلونکی گئی ہین چور
پہر شوخ بادہ مست نہ اتنا تو چل کے چل

مل جائیگی یہہ کشتی اک دم میں خاک مین
فوارہ سان نہ ایک قدح مین اوچہل کے چل

نرگس ہی تیری چشم سی چشمک سے باغ مین
ای رشک گل ذرا تو نظر کو بدل کے چل

السرخ روی چاہی عشاق میں دلا
سینہ سپر ہو سامنی تیغ اجل کی چل

پروانہ وار جلنی میں خوبی نہیں دلا
مانند شمع راہِ وفا میں پگھل کی چل

مان شکل مدعا کا اگر ہے بگاڑنا
تو ہم طریق گھر کسی اہل عمل کی چل

نورِ خدا کا دیکھنا چاہی تو ایک دن
دہلی میں دل کو تھام تو انور محل کے چل

اک جام شیر ہاتھ سی اوس گل کی پیکی شور
اتنا نہ اپنی جامہ سی باہر نکل کے چل

خوشنما وہ ہیں میری آہ شرربار کی پہول
جیسی خوش رنگ سی افسردہ میں گلزار کی پہول

سینہ پر داغ میرا اوس گہڑی گلزار ہوا
جب کہ مرقد پہ چہڑی اوس تری ہو نار کی پہول

داغ پر داغ دیا تو نی یہ صیاد اوسے
رکھہ قفس میں دئی جب مرغ گرفتار کی پہول

خار کیا آج رقیبوں نی بہی کہائی دل پہ
ہم نی جب سونگہ لئی رخنہ دیوار کی پہول

صبح اوٹھکر تیری رخ پر سی فلک ہی سرزد
پہینک انجم کی دیا کرتا سب وا کی پہول

موتیا کی نہیں یاسیلی کی چہپر باں سجھہ
شاخ مژگان پہ ہیں جیسی اشک گہربار کی پہول

گر طبیعت کی سبہہ ہی شور شگفتہ تیرے
سنبل سطر سی کہل جانیکی اشعار کی پہول

اوڑتا ہی رنگ دیکھہ کی لالہ رخان کی شکل
آئی بہار سامنی تیرے خزان کی شکل

بیچ قفس میں چہرہ سی آوے تا ایسا ناگ
ہر دم بدلتی رہتی ہی مجھہ ناتوان کے شکل

تھی یاد ہم کو شب کو جو اوس ماہرو کی مانگ
آنکھوں میں ساری رات پھری کہکشان کی شکل

روتی میں ہی جو کہ سوی آسمان گئے
آتی نظر نہ ایک نام و نشان کی شکل

نقشہ مکان یار کا دل میں سما گیا
ہم کیا کہیں کہ دیکھی کہ باغ جنان کی شکل

ہوش و حواس اوڑ گئی ضعف اپنا دیکھکر
جب آنکھہ کھل گئی تو نہ تھی کاروان کی شکل

ملتی نہیں ہے ایک سی یہاں دوسری سے یہہ
دیکھی عجب ہے ہم نے طلسم جہان کی شکل

روشن دلیل کو رخ جانان نی کر دیا
دیکھی وہ آگی دیکھی نہ جسنی جہان کی شکل

ہی صاف آئینہ کی طرح شور کا کلام
اسمیں دکھائی دیتی ہی کون و مکان کی شکل

صندلی پوشوں کے ماروں کے گرے ہیں کسکی پھول
درد سر جانان سی جو لگتی ہیں یہہ کسکی پھول

کیوں نہ ہو بلبل کو رشک اس بات کا ای باغبان
ہاتھہ میں دیتا ہے جب تو توڑ کر جس جس کے پھول

کونسا گذرا چمن میں رشک گل دیکھو تو آج
خاک میں سب مل گئی جو زیر پا پس پس کے پھول

کسکے آنکھوں کا بسا رہتا ہے دل میں یہہ خیال
دیکھتا ہوں جب چمن میں جا کے نرگس کی پھول

اپنی جامہ میں نہیں پھولا سماتا اوس گھڑی
جب نظر آتے ہیں ٹوپی پر مجھے اوس کس کے پھول

کیوں نہ پہونچی عالم بالا پہ اوس گل کا دماغ
خود بخود دامن میں آپڑتی ہوں ہر شب جسکی پھول

کیا غزل لکھی معطر شعور رقم نے کر دیا
بس گئی دل اور دماغ اپنی مین کیا کیا اسکی پھول

ردیف میم

عشق کیے گھر سے نہ ایسی گئی ناکام تمام
جیسا دل لگتی ہی یہان اپنا ہوا کام تمام

نہ ہمارا ہی فقط اس مین ہوا کام تمام
قیس و امق ہی گئے وصل سے ناکام تمام

گھر سے معشوقون کے جاتی نہین ناکام تمام
کستی ملتی ہی دعا لیتی ہین دشنام تمام

نقش پا کے طرح ہم راہ گذر مین اوسکی
بی نشان ہو گئے ایسی کہ ہوا نام تمام

عرض عشق سے یہ حال ہی اپنا کہ بس اب
صبح تک کام ہوا یا کہ سر شام تمام

مین ہون اس لام کی صدقہ کہ باین کفر و بلا
ہو گیا زلف پہ اب غلبہ اسلام تمام

تو ہی وہ مہر درخشان کہ نظارہ کو تری
صبح سی جمع ہی اک خلق سر بام تمام

تہی قسمت ہوا صیاد کا اوس وقت گذر
ٹوٹتی ٹوٹتی ہوئی کو تہا جب دام تمام

مین وہ کامل ہون کہ ناقص نہین ہی دنیگا
بہر دی جب تلک شیشہ پیر مغان جام تمام

اب خدا کی ہی اک عرض ہے بندہ کی شعور
کر چکی آپ کی کوئی تہی جو احکام تمام

اسکی کیا معنی کہ تم چل دیے اوٹھکر خاموش
مجلس عیش کا ہوتی ہی سر انجام تمام

بس کی گلا نہ اوسکو کہون یا کہون مجھکو گی گرہ
بلکہ افعی سی ہی وہ زلف سیہ فام تمام

تو وہ گل ہی کہ گلستان مین تجھہ بن — بیکلی رہتی ہی ہر گل کو گل اندام تمام

اور ہی تھی جو ہوئی تیغ سی قاتل کے نہ بچ — اپنا اک جنبش ابرو ہی مین ہی کام تمام

شور کیا طول کلامی سی غرض یہہ لکھدی
پہول ابہی سی گئی تم نامہ و پیغام تمام

کیا پہنسی دام زلف یار مین ہم — صید خود ہو گئی شکار مین ہم

آمد فصل مین تو کیا غل ہے — رنگ لائین گی کچھہ بہار مین ہم

قافلہ تو نکل گیا آگے — اب ہی کون سی قطار مین ہم

کاش پہونچا دی اوس گلی مین صبا — مر گئی اب جا ملی غبار مین ہم

دل کو کر اختیار مین اون کے — نہ رہی اپنی اختیار مین ہم

خون دل پینا اور غم کہانا — مر مٹی ایسی کار و بار مین ہم

قبر مین ہی کہلی رہین آنکھین — مر گئی کس کے انتظار مین ہم

سوکہہ کر ہو گئی ہین کانٹے سی — پہر ہی کہٹکی ہین چشم یار مین ہم

زندگی سے بے مزہ نہین گر شور
کیون ہین بے چین بار بار مین ہم

اک جام کو جامہ سی گئی بیکل نکل ہم — پہر دیکہہ کے کیفا وسکا ہی پہسل ہم

گر یہہ ہی تڑپہہ ہی دل مضطر کی تو صیاد
رہتی نہیں ہے ٹوٹی قفس آج یا کل ہم

پروانہ صفت جلتی مین دیکہی جو یہہ خوبی
جون شمع گئی آتش الفت مین پگہل ہم

کرتی ہین اشارہ تیری ہمارسی ابرو
بچتی ہو کہان ہم سے کہ ہین تیغ اجل ہم

اوس لف کے لہرائی جو دل مین تہہ دریا
پہر ڈوب کے مردہ کی طرح آئی اوچہل ہم

دیکہی جو پریشانی گل بوی کی مانند
آئی گلستان سے گئی ایسی نکل ہم

اوٹہین گے در یار سی تا حشر نہ ہرگز
جون طفل سرشک ابہی گئی کچہہ مچل ہم

مانند حنا اوسکی دکہلا ہین گے کچہہ رنگ
جون غنچہ گئی پانو مین جس وقت کچل ہم

دیدے کی صفائی تو ذرا دیکہنا اون کے
یہہ شور سہی کہتی ہین گئی آنکہہ بدل ہم

پیتی ہین فدا بر اندہی کا جام ہم
کر شکر کو اب کے کرتی ہین ساقی سلام ہم

اوس لف رخ کی شوق سے حاصل ہی گفتگو
دام بلا مین صبح پہنسی یا کہ شام ہم

ہی لعل لب کے یاد مین صہبا ہمین حرام
ساقی کا چشم تر سے لیتی ہین کام ہم

صحرا مین جا بجا نہ اوڑین کیسی دہجیان
دامان جیب کر چکی اپنی تمام ہم

اوٹہی گا پہر ہی فوج کا طوفان ایکدن
کب تک کہینگی اشک کو آنکہہ مین تہام ہم

ہم کو ہی اوسکے قید مین کہنی کا ہی خیال
تا نفس کے اپنا بناتی ہین دام ہم

دست جنون سی کام گریبان نکلتا هے
کہتی ہین اوسکو اہلِ شفق مدام هم

آخر تمام کام کیا هجر یار مین
لینگی قضا سی اپنا کبھی انتقام هم

اتنی غرض ہی شعر کی کہنی سی ہم کو شور
مرنی کی بعد چہوڑ چلین اپنا نام هم

کیون لکہون مین تیرا اس دل ناکام پہ نام
بیٹہی بیٹہی لیا کرتا ہون ہر گام پہ نام

گو کہ ہم شکل ہی پر اوس مین یہ شوخی ہی کہان
اس لیے چشم تیری رکہتی ہے بادام پہ نام

جام جم کا نہ ہی خلق مین شہرہ باقی
لکہدی ساقی جو برانڈی کا خطِ جام پہ نام

مہِ تابان کی طرح دل ہوا روشن میرا
دیکہہ جب چاند لیا اوسنی میرا بام پہ نام

تیری گردش سی فلک ہی یہ چکر مین پڑا
بلکہ رکہتا ہی جہان تیری بد انجام پہ نام

ہم تو دونو کی ولا خیر منافی ہین مدام
نہ تو کچہہ کفر پہ رکہتی ہین نہ اسلام پہ نام

پیچ مین دل جو پہنسا پہر وہ نکلتا ہی نہین
اس لیے رکہتی ہین سب زلف سیہ فام پہ نام

کشتۂ خط کا ہی سبز نشان یون شاید
کندہ ہو جای جو فیروزۂ خوش فام پہ نام

ہو نشان سی کبہی جوہر ذاتی روشن
سیم و زر سی کوئی لکہا کری صمصام پہ نام

نامۂ حسرت سی لفافہ پہ نہین لکہتا مین
کہ عدو رکہتی لگی نامہ و پیغام پہ نام

لام کی شکل سی گو پہر ہی کجی ہی باقی
اس لیی رکہتی ہین ہم زلف کی اس لام پہ نام

شور اور کوہکن و قیس کی دیکر دل و جان
کیا کیا پائی تیری الفت مین صنم نام بہ نام

جب سے زخمی ہوئی اوس نرگس مخمور سے ہم
روز ہی کہنچتی ہین زخم کی انگور سے ہم

کچھ نہین ہی پاس سوغات تو پذیرا کیجے
نذر کو آپ کی لائی ہین یہ چھپا دل دوری سے ہم

تاب جلوہ کی نہ لائی تو یہ بولی موسیٰ
گرچہ پیدا ہوئی مجھ تیری نور سے ہم

وعدۂ وصل وہ کر جب کہ مکر جاتی ہین
منہ تکا کرتی ہین اونکا کہڑی مجبور سے ہم

پڑگیا عکس سراپا رخ انور کا تیرے
اب نہین جلوہ مین کم ہین شجر طور سے ہم

بند ہو جاتی ہی پہر اسکو ہی جینی کی امید
جاری جبتک کہ یہ ہی زندہ مین ناسور سے ہم

دیکھی دل جان کو کیون مفت مین کہو بیٹھی
ہوتی آگاہ محبت کی جو دستور سے ہم

کچھ بھی بدلا نہ مزاج اپنی مرض کا اب تک
عاجز آئی ہین بہت اس دل رنجور سے ہم

شور کا شور وہ سنکر یون کہا کرتی ہین
کیا یہ تنگ اسکی شرارت سے ہین اوس روز سے ہم

اب تم سے بھی وفا کو نہ جتایا کرینگی ہم
دل ہی کو اپنی قابو مین رہا کرینگی ہم

لو اور شمع رو کوئی پیدا کرینگی ہم
جلوہ سی اوسکی تم کو جلایا کرینگی ہم

جتنی بگرتی ہم سے ہو اتنی ہی بنتی ہو
اب تم کو جان جانکی چہیڑا کرینگی ہم

کہان لینگی گر ضبط نہ ہوگا اگر ہمین
ہرگز نہ سبزہ رنگون کی پروا کرینگی ہم

پہلو مین سنگ رکہینگی پاس اپنی ہم نشین
سر ہوگی سنگ در پہ نہ تکیہ کرینگی ہم

مانگا جو بوسہ ہم نی تو کہتی ہین غنچہ پہ وہ
بی جا ہی ایسا کام نہ ہرجا کرینگی ہم

دولت سی جب وصال کی ہم ہاتہ دہو چکی
پہر کس لئی تمہاری تمنا کرینگی ہم

اک دن ستایا چین چہری ہاتہ سی فلک
آگی خدا کی حشر مین شکوا کرینگی ہم

سودائی ہو کی کیا کہا بلاؤن مین پہنس گئی
زلفون کی پیچ مین نہ اب آیا کرینگی ہم

اک دل تہا پاس اپنی سو بہیجا تمہاری ہاتہ
باقی ہی جان اسکا ہی سودا کرینگی ہم

جب نذر دل کی شوخی کی پیش تو کہا
یہہ رسم یہان نہین ہی اسی کیا کرین گی ہم

جب سی اسیر ہوگئی زلف دوتا کی ہم
رہتی ہین روز سامنی ہر دم بلا کی ہم

دل کی خبر ہی اور نہ کچہہ جان کی ہمین
کہوئی گئی ہین ایسی تمہین آج پا کی ہم

جاتی گی سر دہری شمع رو کی کب بہلا
پہر کیا کرینگی جان کو اپنی جلا کی ہم

سر کچہہ ستون کا چہاہی پہر سنگ در بت
کہدینگی یہہ بتک بہی آگی خدا کی ہم

اکدن جو چین جبین پہ نی مین دیا فلک
کس جا گی سہم پہنک دین نگہی سر اوہہ بہا کی

ساقی [illegible] لیا میرا خون کیا
بگڑین گی ہاتہ حشر مین دیدہ حنا کی ہم

اٹھ بیٹھی جب جدائی دیا صبر و شکر بھین
ہرگز نہ پاس جائینگی شاہ و گدا کی ہم

کوچہ مین اوسکی خاک ہماری لائی حیف
پیچھی پڑینگی ہاتھ کو دھوکر صبا کی ہم

جاتا نہین ہی عشق کا ہرگز غرض کبھی
قایل نہین ہین کسی کی دوا اور دعا کی ہم

صیاد یاد رکھنا کہ بےپر تڑپین گے
لیجائینگی قفس کو بھی سر پر اڑا کی ہم

ای شور کیا غضب ہے کہ آتا نہین وہ شوخ
جاتی ہین جسکی واسطی منہہ مین قضا کی ہم

عاشق ہین تجھہ پہ ای صاحب جمال ہم
مشہور دو جہان ہین ہوئی باکمال ہم

جب تک جوان تھے کہتی تھی کیا کیا کمال ہم
پہر کیسی آتی ہی ہوی نذر زوال ہم

اوس زلف پرشکن مین پھنسا جان و دلکو حیف
لی بیٹھی آپ سر پہ یہہ اپنی وبال ہم

چھٹتا یہہ کیون نہین ہے تیری پیچ سی کوئے
اوس زلف سیہ بلا سی کرینگی سوال ہم

کسکا گذر ہوا ہی پاس اوسکی کہ ہائی
جو نقش پا کی طرح ہوئی پایمال ہم

اگر جانتی کہ دیگا نہ یہہ قبر مین بھی چین
رکھہ دینگی ہی دفن سی دلکو نکال ہم

کس سرو قد کا سایہ پڑا ہم پہ آج کل
باہر ہین اپنی جامہ سی ہوکر نہال ہم

مدت سی پایمال خزان نے نہین کیا
لینگی نہ مول کو بھی بہار ایک سال ہم

تیر نگہہ سی شوخ کی گر اب کی بچ گئی
کہینگی ہر تھا اسکی بہت دیکھہ بھال ہم

دل کر چکی تھی خنجر ابرو کی پہلی نذر — تیر مژہ سے بچ گئی پہ بال بال ہم

پہلی تو درد ہجر سے کیا حال غیر تھا — ہین کچھ امید وصل سی اتنے بحال ہم

اوسکی رحم کا شور ہی الٹی سو عام ہین — پر کیا کرین گناہ مین ہین بے مثال ہم

ردیف نون

تفاوت ہی سراسر چشم جانان اور آہو مین — وہ اک وحشی کی آنکھین ہین انھین ہے فخر جادو مین

بھرا ہی کیف کیا ہی دیکھنا چشم پری رو مین — مژہ صہبا کا ہی پرتو اوسکی ہیری آنسو مین

مژہ پر اشک اپنی بی سبب آکے نہین تھمتی — گران قیمت جو گوہر ہین وہ تلتی ہین ترازو مین

دل بیصبر کو ہر چند سمجھاتا ہون مین لیکن — انہین جب دیکھ لیتا ہی نہین رہتا ہی قابو مین

نگاہ شوخ مین ہم نی اثر جو تھی وہ دیکھی — نہ پائی ایک دن بھی ساحری نے اپنی جادو مین

رہائی کی توقع اب سر مو بھی نہین باقی — پھنسا ہی جیسی دل اوس طرۂ طرار گیسو مین

کیا جب شیخ کو سجدہ اک وہی جلوہ نظر آیا — رہا کیا فرق پھر کعبہ مین اور محراب ابرو مین

تمہاری زلف مشکین جیسی ہم نی بو نہین پائی — نہ گل مین ہی نہ نسرین مین سمن مین ہی نہ شبو مین

چلا سینہ سی جب باہر نکل کر تیر کا پیکان — تو دل بولا کہان جاتی ہو ٹھہرو میری پہلو مین

کبھی سر پر چڑھا لینا کبھی تلوون تلی ملنا — تفاوت آج کل پایا بہت ہم نی تیری خو مین

غزل مین شور نرگس بلا کا سحر و افسون ہے
پری رو باندھتی ہین مثل جوشن اسکو بازو مین

غضب شوخی بھری ہے اوس کی چشم و ابرو مین
ہے جس سے نہ دم آہو مین نے تاثیر جادو مین

بہت اوڑتا ہے واعظ ساقیا اپنی تصرف سے
مزہ جب ہے کہ تو الو بنا دے ایک چلو مین

بہار آئی ہے لا شیشون کو دہو دہو کے لب دریا
لگا دے آتشین گل رشک سے سرو لب جو مین

کہلی جاتی ہین جو کونپل ہوا کی زخم افسردہ
بہار آئی مگر آنی لگا جو خون ہے آنسو مین

روان ہوتے نہین ہے انتظار اوس مست کا ہے شاید
صراحی ہچکیان لیتی ہے اور شیشہ ہے آنچو مین

کیا ہاروت زہرہ نی بابل کتنی جادو سے
اوڑا لیتا ہے دل وہ شعبدہ باز اک ہے چہو مین

وہ جائی مشک ہے اور یہ محل ہے شاہد دل کا
تفاوت اسقدر ہے کاسۂ زانو سے پہلو مین

نہین سر مین تصور جب کہ اوس میکش کی آنکھون کا
بجا ہے شیشۂ مے کو رکھنا طاق ابرو مین

بھلا انکی کیا نسبت ہے اون انکھونکو آہو سے
تفاوت ہند سے چین تک ہے مشک و بوئے گیسو مین

رنڈوا شبی ہین ہین البعد جو ساری ہاتھ پاؤن
ہین گر سایۂ مہر تلے ہی تمہاری ہاتھ پاؤن

ازبسکہ ابرو کو ہرن پہ کس لئے
کیا نہی جو رنگ اوڑاتی کو ہماری ہاتھ پاؤن

تہا نصیب اعدا اعضا مین گشت سی
کیون صدقہ مین ہی صاحب اوتارتی ہاتھ پاؤن

ین جگر اور دل کو سینہ مین ہیں پلٹین مدام
پہنچ سکتا ہی مصور کب کوئی اونکی شبیہہ
کیا شہادت کو ملی رونق مری جرنیکی بعد
اک اکدن آگے ٹھہرائیگا وہ فتنہ کبھی
جب سلام اوسکو کیا ٹیکر تو ہنسکر یہہ کہا

پتلی پتلی انگلیان وہ پیاری پیاری ہاتھ پاؤن
صانع قدرت نے ہین ایسی سنواری ہاتھ پاؤن
خونین قاتل کی ہوئی ہر جسکہ ساری ہاتھ پاؤن
رنگ مہندی مین [illegible] ہم ہی ہیں پیساسکی ہاتھ پاؤن
شکر ہی تم نی ہلائی آج باری ہاتھ پاؤن

ہاتھ پاؤن ایسی خوشی مین اپنی پہولی کیا لکھون
شستہ جب دیکھی کہا داد ہو ہماری ہاتھ پاؤن

مونہہ کبھی ہوتی جو وہ غنچہ دہن دریا مین
شرم سی سب مین کیونکر نہ گہر ہو پانی
بحر الفت مین جو ڈوبا وہ نکلتا ہی نہین
پہول جاتا ہی رقیب اوسکی موحون ایسا
بحر غم نی ہمین پیری مین ڈوبایا ایسا
منقلب روز زمانہ ہو تو پہر کیا ہی عجب

کہلی آئینہ کی مانند چمن دریا مین
جب کہ وہ ندان ہوئی [illegible] عکس فگن دریا مین
جان لیتا ہی کہ اب ٹہر او وطن دریا مین
بلبلا جاتا ہی جون بادہ سی بن دریا مین
جیسی بیٹھی کہیں کشتی کہین دریا مین
مچھلیان شست مین ہی پہولتی پہرتی دریا مین

ہی یہی سب زمین شستہ لکھا او غزل
جسکی جدول ہی پڑی موج سخن دریا مین

آج آئی ہی جو خوشبوی چمن دریا مین
غسل کرتا ہی کوئی سیم بدن دریا مین

عکس آنکھون کا تیری پڑتی ہی سلوٹی کشتی سا
جلوہ گر ہوگئی ماہی سی ہرن دریا مین

پہونچی خوشبو تیری کاکل کی تو ہو شرم سی آب
ڈوبی یون نافہ کی مانند ختن دریا مین

تا نشان ہی نہ ملی اپنی کہین مرقد کا
رہ گئی ڈوب کی پی گور و کفن دریا مین

گر کسی بزم مین روی تیری شوخی سی بہہ شمع
بنی گرداب کنول شمع و لگن دریا مین

مزہ لیتا ہی کیا کیا یہ دل اکسیر پہلو مین
کیا کرتی ہین جب وہ بیٹھکر تقریر پہلو مین

بھلا چاہی تامل کیا ہی ارباب معنی کو
ہی خط سی مصحف رخسار کی تفسیر پہلو مین

اوٹھین اکدم مین جیسی ہر طرح خورشید سی شبنم
رکھی جرأت سی آئینہ تیری تصویر پہلو مین

مقدر بن نہین ملتی کسیکو دولت دنیا
رکھی خورشید سان کون نسخۂ اکسیر پہلو مین

اشارہ ہی فقط ابرو کا نازک بدن بس تہا
لگائی تو نی ناحق قتل کو شمشیر پہلو مین

کہلی گا جب سیہ کارونکا دفتر روز محشر کو
تو یہہ بند رکہی گا نامۂ تقدیر پہلو مین

کیا ہی ناتوانی نی مجھی ازبسکہ کاہیدہ
کہ آجاتی ہین پائی حلقۂ زنجیر پہلو مین

کرون نازک مزاجی سی تمہاری ضبط گر دم بھر
کری شور آہ جون نالۂ شبگیر پہلو مین

بہارستان ہستی مین گل و سبزہ کا عالم
کہین گل خط سی گلرو مان خط جاگیر پہلو مین

خیالات بتان سے ایک دم خالی نہین رہتا
کرے ہے کس طرح پریون کو دل تسخیر پہلو مین

اگر تکبیر تک بہی فتح کی آتی نہی تم کو
دبا بیٹھے تھے یون ہی دور کر نخچیر پہلو مین

شب وصل ایسی لائے اوسکو آغوش تمنا مین
شکر شور کہینچی جنبش سے شیر پہلو مین

جب سے دیوانہ ہوا ہے یہہ جبین پر آسمان
تنکی جیتا پہر رہا ہے اشک نے بین پر آسمان

جو خدائی مین تجہ بکی لائے شک تو باخدا
ٹوٹ پڑے پہر سر پر اوسکے یقین آسمان

دیکہہ انجم اور مہر و ماہ کو دن رات تاب
ناز کرتا اپنے ہی نقش و نگین پر آسمان

سہہ سہی بیتابی رہی تیری دل مضطر کو گر
آپڑیگا ایک دن جان حزین پر آسمان

دیکہہ آیا ہے کسیکی روی تابان کو مگر
پانو رکھتا ہی نہین جب سے زمین پر آسمان

چال متوالون کی سی چلتا اس پر یہین ہے
گہہ مکان پر گر پڑا اور گہہ مکین پر آسمان

جو نگاہ بد سے دیکھے نیک خصلت کو کبہی
گر پڑے فوراً مین اوسکے قرین پر آسمان

کیون نہ گردش مین رہے ہر روز قسمت سے دلا
دمبدم باندہے کمر رہتا ہے کین پر آسمان

اژدہی پیدا ہوئی شانۂ ضحاک مین
ہاتہہ رکھتا کچہہ جو ہے آستین پر آسمان

تو محیط ارض ہی ہو پر یہہ ممکن ہے نہین
پہنچے جا کل کرے عرش برین پر آسمان

جبشیون کے طرح اقبال سکندر ہے میری
یہہ نہین داغ غلامی ہے جبین پر آسمان

دشمن بغلی اگر کہی اسے تو ہی بجا ۔۔۔ رکہنا ہی ترجیح مار آستین پر آسمان

شعر تیری آبرو دارین مین رکہے خدا
گہہ جہان پر مہین ستاری گہہ جبین آسمان

دل ہی افسردہ مگر کم نالہ بہا ہوتا نہین ۔۔۔ خلق کہتی ہی کہی آتش دہوان ہوتا نہین

سینہ مژگان سی مرا چہن جسکے چلنی ہو گیا ۔۔۔ زخم لگتی ہین تماشا ہی نشان ہوتا نہین

حال ہو دل کا بی خستہ دلی پاتا ہی کون ۔۔۔ بی اثر ہرگز لب پر فغان ہوتا نہین

ہی مری رنگت پریدہ سی پریشانی عیان ۔۔۔ شمع سان گو سوز دل مین ہی بیان ہوتا نہین

کشتی ہستی سفلہ مثل خار کب بنتا ہی سرو ۔۔۔ فرط و مباری سی شیشہ آسمان ہوتا نہین

ایکدن جاکر سنادو جو پریشانی کا حال ۔۔۔ کیا گذر یا صبا بہتر ہی وہان ہوتا نہین

مجکو وہ رسوا کیا کے حضرت دل آپ نی ۔۔۔ کونسی جا ہی مرا چرچا جہان ہوتا نہین

کہتی ہین وہ راز دل اظہار گر مشکل ہی یہ ۔۔۔ راز جسکا نام ہی وہ خود عیان ہوتا نہین

نکلی جان اسی کب آہ بی سوز جگر ۔۔۔ کاروان میں بی گرمی روان ہوتا نہین

ہی اگر دعوی خدایی کا تو وعدہ کر عیان ۔۔۔ ای صنم بی گفتگو ثابت دہان ہوتا نہین

شعر صاحب سود کا ہر شخص طالب ہی مگر
کون سا سودا ہی وہ جس مین زیان ہوتا نہین

دور اسواسطی ہی مجہسی دلارام کہین
تا نپاوی کبہی دم بہر کو دل آرام کہین

بزم مین آتی ہی اوس مست کی ہلچل پڑتی
ہی کہین شیشہ کہین ساقی کہین جام کہین

زلف و عارض کی تصور مین دل سودائی
پہرتا ہی قیس صفت صبح کہین شام کہین

روز و شب حضرت دل کو ہی تپان مین ہی درد
کر نہ تم پہر خدا مجہکو نہ بدنام کہین

کیا کیا چکر مین پڑا غصہ سی قاصد اوسکے
صدقہ یوسف کا لکہا ہین جو پیغام کہین

پہرا ساغر کو تو مینا گیا ہاتہون سی نکل
چین فرقت سی ہی نہین گردش ایام کہین

پہول کی پہنکڑی آنکہونسی بچہاؤن سر راہ
گر قدم رکہی کبہی ادہر وہ گل اندام کہین

کیون نہ خاطر ہو پریشان سر زلفکی تیری
جب ہون آپکی کہین دانہ کہین دام کہین

حضرت عشق سی ہی شوق پہی رہنا مدام
اسکا آغاز کہین اور ہی انجام کہین

پاپہ پہنچا نہ اوسکا ہی وہ کمر کہان
جسکی کہ مبتدا نہو اوسکی خبر کہان

ہی عشق شعلہ رو کی سی سوز جگر کہان
دل مین اگر دعا ہی نہین تو اثر کہان

ہی مانگنی ہی حصول تمنائی کہان
دل چاہتا نہو تو دعا مین اثر کہان

[illegible] ہی ہم سی نہین اوٹہتا یار کا
پہلا اسا اپنا دل نہ رہا اور جگر کہان

[illegible] ہی کچہہ خبر
شور و فغان کہان ہین اور آہ سحر کہان

ب سے رکھا ہے کوچہ صفا میں قدم
اب جائے یاد ہے ہمیں پروائے سر کہاں

ہ اس لیے ستاتے ہیں دل کو لگا کے بھی
یہہ جانتے ہیں میری دعا میں اثر کہاں

جب سے اسیر کنج قفس میں ہوئے ہیں ہم
مطلق خبر نہیں کہ گئے بال و پر کہاں

ار نفس کے ڈاک میں نکلی سے ہے کم
گم گشتہ دل کی اس میں پہ آتی خبر کہاں

چہرہ جائیں چرخ پہ بھی اگر بہر روشنی
شمس و قمر کہاں وہ رخ جلوہ گر کہاں

مٹ جائیں اوسکی راہ میں نقش قدم کی طرح
پر اتنا دو پتا کہ وہ ہے رہگذر کہاں

و وہ ہی بخشی نوح کی طوفان کو آبرو
تیرا حریف ہے بھلا چشم تر کہاں

دل مانگ سے گذر گی چاہ ذقن میں آ
آب حیات ادھر ہے بلا تو ادھر کہاں

اختر شناس کہہ تو بجز عکس روے دوست
دیکھی اک آئینہ میں ہیں شمس و قمر کہاں

تدبیر کارگر نہیں تقدیر پہ کہیں
تیر قضا کی روکی لیے ہے سپر کہاں

موسیٰ ہی کو تھی تاب تجلی کی دید کی
پھر کی روئے مہر دیکھی نظر کہاں

لیا جائیں سیر گل کو کہ دل چاہتا تو ہے
بار و ہیں اپنی طاقت پرواز پر کہاں

ہتے اٹکیں چلیں آنکھیں میری انتظار میں
دیکھوں شب فراق کی یارب سحر کہاں

اے شور اوسکی ہجر میں کچھ بھی نہ تو مشکل تھا
شور و فغاں بغیر ہمارے گذر کہاں

ہماری قتل کی اب وہان جب سامان ہوتے جاتی ہین
فراہم یہان شہادت کی ہی سامان ہوتے جاتی ہین

تمہاری جو عدو سی عہد و پیمان ہوتے جاتی ہین
ہماری نقش مہجانی کی سامان ہوتے جاتی ہین

سہی ہی جس کی پیچھی جعد مشکین اک بلا بکر
وبال جان مین ہہ کرده پریشان ہوتے جاتی ہین

پڑی ہین ڈھیر مقتولون کے ادہر سینکڑون بسمل
تیری کوچہ مین اب گنج شہیدان ہوتے جاتی ہین

عجب زنجیر پھیلایا جہان مین زلف پرخم نی
مطیع اس کام ہندو مسلمان ہوتے جاتی ہین

حنا ملکر دو ہاتہون کو لب دریا جو دہوتی ہین
تو روشن آب مین سو سو چراغان ہوتے جاتی ہین

خدنگ ناز جو آتا ہی وه رہتا ہی پہلو مین
کہ اب غنچہ دل کی وسکی پیکان ہوتے جاتی ہین

میری درد جگر کو اب شفا ہوتی نہین ممکن
کہ برسون سی اسکی بزور درمان ہوتے جاتی ہین

لکہی ای شور اک ایسی غزل تم اور بہی رنگین
کہ پیدا ہند مین اب نو سخندان ہوتے جاتی ہین

جو اس صحرا مین وحشی گرم جولان ہوتے جاتی ہین
تو ان کی ہمرا خار مغیلان ہوتے جاتی ہین

چمن مین آ دامن صبح سی کس رشک گل کی
جو بلبل اور گل دست و گریبان ہوتے جاتی ہین

تمہاری مصحف رو کی تصور کا اثر یہہ ہی
کہ اکثر مدرسون مین حفظ قران ہوتے جاتی ہین

تیری مژگان کی پیکان اور نگاه شوخ کی ناوک
ہدف دل کو بنا کر بار احسان ہوتے جاتی ہین

خدا جانی کہ آئینہ کی جوہر مین اثر کیا ہی
جو بت دیکہی اپنی منہہ کو اب حیران ہوتے جاتی ہین

جو روتا ہون تصور مین لب رنگین جانان کی
تو اشکون کی گہر لعل بدخشان ہوتی جاتی ہین

جبین و رخ کو اپنی آئینہ مین دیکہتی ہین جب
تو ماہ و خور بہی ہر دم اون پہ قربان ہوتی جاتی ہین

الٰہی تو غنی ہین آبلی کس دشت کی دامن کی
کہ جسکی فیض سی جاری گلستان ہوتی جاتی ہین

سنا شور تکلم جب سی اوس کان ملاحت کا
خوشی سی شور زخم دل نمکدان ہوتی جاتی ہین

فراق یار مین اب کس سی ہم کلام کرین
بجا ہی عمر کو اس غم مین اب تمام کرین

خیال زلف مین ہم ربا و رخ مین لیی ہم
ہزار شکر جو مر کر سحر سی شام کرین

لگا و تیر فرقہ ایسی دل مین جا بیٹہین
ہمارا کام نہی اور تمہارا نام کرین

ہم اپنی جذبۂ دل سی کیونکہ یاران سی ملن
خدا کی فضل سی جن کو چاہین رام کرین

مرض مین ہجر کی اب ایسی مبتلا ہم ہین
سفر عدم کا کرین صبح یا کہ شام کرین

پلاوی ہم کو جو خوشگوار وہ ساقی
کہ تیرا نام کرین اور ثنائی جام کرین

لب مسیح جو اونکی ہین پہن جان و دل
تو پہر بلا سی کہین جا کی انکی دام کرین

سوال بوسہ پر اس نی ہی یہہ فرمایا
کہ نخچہ منعکب ایسا خیال خام کرین

ہزار رنگ بدلتا ہی تو جو یہہ دن رات
خدا سی شکوہ تیرا چرخ تیرہ فام کرین

ہزار بار یہہ کہتا ہون یا دکہی گا
رقیب مین جو وفا ہو تو ہم سلام کرین

	جدا پہ جب کہ توکل ہے خاص اپنا شعور تو کس امید پہ پھر التجائے عام کرین ؛	

بہلا مجہہ سے ہی ہوگا یہہ کب روا تو جفا کری مین گلا کرون

رہ عشق مین ہی یہہ ہی بجا تو برا کری مین بہلا کرون

یہہ مزہ ہی او نہی ای میان کہ نہ مجہہ سے سکا ہو کچہہ بیان

جو بدام شوخی سے گالیان وہ دیا کری مین ثنا کرون

تیری زلف کا جو کہ ہی مرا کبہی پانی سے بہی نہین مانگتا

ولی سخت جان ہون مین برا وہ ڈسا کری مین جیا کرون

ہی جہال کب یہہ روا تجہی کہ دلائی مات رقیب سے

جو برنگ نرد حریف کی وہ جیا کری مین موا کرون

ہی جو ربط ناز و نیاز مین وہ کہان معنی کی سمائی مین

نہین چہ محل خنجر کو رائین وہ جفا کری مین دعا کرون

کبہی مات چرخ کی رنگ کا یاں تو کبہی جان ہی پہ گیا

کوئی ایسی چال بہلا ہی کی کہ مثال پیادہ جیا کرون

ہی اگرچہ شور لقب ... ضبط کہتا ہون ...

کبھی اسکا دل سی پڑا مزہ وہ کہا کری ہین سنا کرون

کبھی جو اپنی وہ تیر نظر کو دیکھتی ہین
تو ہم بھی شوق سے دل و جگر کو دیکھتی ہین

اسیر دام محبت جدہر کو دیکھتی ہین
تو اوسکی کوچہ مین اک شب پہ سو کو دیکھتی ہین

دکہائی دیتا ہی مشت غبار مین دریا
بدن مین اپنی جو ہم چشم تر کو دیکھتی ہین

تمام عمر کٹی اپنے آہ و نالہ مین
ہوا نہ ایک اثر اس اثر کو دیکھتی ہین

خبر بہار کی جسدم نسیم لاتی تہی
قفس مین بیٹھی بال و پر کو دیکھتی ہین

عدم کی راہ سی ہی ہی زیادہ وہ باریک
جو غور کرکی ہم اوسکی کمر کو دیکھتی ہین

جو حال لکہتا تہا جب کبھی تو چہرتی
کبھی تو نامہ کبھی نامہ بر کو دیکھتی ہین

ہزار شکر سی اوس مین جان کی قربان
لگا کی تیغ وہ زخم جگر کو دیکھتی ہین

جب اشک شان نکلی میری آنکہ سی کہا کر
نگاہ مین اپنی وہ سلک گہر کو دیکھتی ہین

تمہارا دوست چلنی کو تیار ہوتی ہین ہمراہ
وہ فال جب کبھی عزم سفر کو دیکھتی ہین

اوٹھینگی بیٹھ کی ہم بہی نہ ایکدن اپنی شور
اسی نظر سی بغور اب شہر کو دیکھتی ہین

نہ جرم جو کچہہ اونسی سزا پائی ہو گئین
تو حضرت دل وہ بہی گہبرائی ہوئی ہین

مردون کو جلایا کہین زندون کو مارا
انجام یہ کیا اپنی وہ اترائی ہوئی ہین

ہمراہ عدو کی جو وہ جاگا کئی شب بھر | چار آنکھیں نہیں کرتی ہین شرمائی ہوئی ہین

شاید کہ گلستان مین خزان کا قدم آیا | دو روز سی گل جتنی ہین کملائی ہوئی ہین

کس طرح لگاؤن تری تیرون کو جگر سی | مدت کی یہ مہمان میری گھر آئی ہوئی ہین

دل ہی لیا ایمان ہی لیا جان ہی حاضر | اب دیکھی کس بات پہ شک لائی ہوئی ہین

لو وصل کی امید ہی اب قطع ہی اون سی | معلوم ہوا اس کی قسم کھائی ہوئی ہین

ہل جہسی تری دین نہین ہی تو ستم کش | کیون بال تری زلف کی بل کہائی ہوئی ہین

اب شور کا کچھہ شور نہین سنی مین آتا
دل دیکھی کسی شوخ کو پچھائی ہوئی ہین

حشر پیدا ہی تری رفتار مین | ہی مسیحائی عیان گفتار مین

دل کو تنگ اگر مین بیچون گا ضرور | ہی تلاش مشتری بازار مین

خال دن مین دل کو لیتا ہی چرا | ہی یہہ اندہیر عشق کی سرکار مین

سرخ موباف اوسکی چوٹی مین نہین | شمع روشن ہی دنبال مار مین

قم کی قدرت جس نی دیکھی ہو اوسی | ہو نہ شک پازیب کی جھنکار مین

ملک دل شاید ہوا غارت خبر | آ رہی ہی آنسوؤن کی تار مین

آمد آمد کس کی ہی جو صبح سی | بیکلی ہی سی گل و گلزار مین

آبلہ کس شوق سے کہتے ہیں آج
کچھہ مزا دیکھا نوک خار میں

بعد مردن ہی ہمیں آنکھیں کہلیں
مرگیا ہون حسرت دیدار میں

کیون نہ مست جاون فلک تک دوستو
ملتی ہی خو اسکی خوئی یار میں

رند مجھہ کو دیکھہ کر بولے کہ شور
مبتلا ہے عشق کے آزار میں

صبا کو سبزہ گلشن کو وہ پامال کرتی ہین
چمن مین جب کہ آتی ہین نئی [illegible] کرتی ہین

مزا اسکا بہلا پوچھو جان کی تقصیر کرتی ہین
بگڑتی جتنی وہ ہمسی ہین اتنی ہی سنورتی ہین

مسیحا کو فقط قدرت تھی مردونکی جلانی کی
تمہین مین صفت وہ ہین مار کر پھر زندہ کرتی ہین

خدا کی شان آتی ہی نظر یا طور کا جلوہ
وہ جسدم رخ پہ [illegible] کرتی ہین

کسیکے نقش پا کو حسرت سے ملتے جو دیکھا ہی
تو مٹکر یکبیک اپنی ہستی ہی گذرتی ہین

نہ روز وصل ممکن ہی نہ شب ہجران گذرتی ہی
قیامت ہم پہ نازل ہی جیتے ہین نہ مرتی ہین

نکیونکر رشک آئے مجھکو اب [illegible] انکی
کہ وہ دیکھہ اپنی صورت آئینہ مین آپ مرتی ہین

نہین ہی کچھ پتہ کیونکر عقل ان لوگون کی ہمدم
نہین پاتی ہی ایک [illegible] اجل کو نام دھرتی ہین

جفاؤن کا تمہاری شکوہ کس منہ سی کرین صاحب
تمہین دل دیکی ہم اپنی کئی کو آپ بہرتی ہین

[illegible]
[illegible]

نظر کس شمع رو کی لگ گئی ہی شور صاحب کو
جو ہر دم شور کرتی ہین اور آہین سرد بھرتی ہین

نہیں ہوتی نظر آتی ہین اوس خوش رو کی بالی مین
بلا یا صبا ہین عقد ثریا مہ کی بالی مین

اثر بہرا آہین بہری کی اور تاثیر نالی ہین
نہین آتا ہی دم دو دو پہر تک سسکی آتی ہین

جو دو دو جہان کی ایک شعر مین چھپتی ہی
یہ کیفیت عجب دیکھی رباعی کی سہالی مین

ہماری سینہ پر داغ ہین وہ داغ حسرت ہین
نہ دیکھی ماہ کامل مین صفائی ایسی لالی مین

تمہاری خنجر مژگان کی نوک ایسی نوکیلی ہی
نہ دیکھی ایسی نشتر مین سنسنی ایسی بھالی مین

نہ کیون لخت دل و خون جگر پر جان دیتی ہین ہم
کرو تو ہین سمر یک اپنی پیا اور تو لیتی ہین

نہیں بیکی اوٹی وحشت مین اپنا ہما کوئی
اگر دیکھی ہی ہمت لی اسی پانو کی چھالی مین

تعجب ہی نج الودہ خال و خط کی دیکھو ہی
قدم کیون ان ٹپکی نچون کا آیا اس او چھالی مین

نگہ ہی قتل کرتی ہین زبان سی پہر جلاتی ہین
ہنر ادا لی کسی کو ان نچون کی ہی بالی مین

نہ رکھنا تا نپکا کل ہی نچھو یا اس بلا کو دل
بہر ہیچی ہم قاتل وہ کہنا اس ناگ کالی مین

سنبھل کر تو قدم رکھو تنگنا راہ عشق مین پہچ تو
اگر مین بچکیا ای ہیون ایکی سنبھالی مین

اوٹھینگی ناوک جا کت سی ملک زنگ کی
اثر شمشیر کا ہوگا کہین ترچھی کی کالی مین

کلام شور سن لی یار ہی اتنی کہتی ہین

تخلص شوقی لیکن تمام ہی کہی والی ہین

کبھی ہم جو آہ و فغان کھینچتی ہین
طناب مین آسمان کھینچتی ہین

یہ برقعہ ہمین خبر ہی ہی فقط
کہ وہ اس مین دل و جان کھینچتی ہین

چھپاتی ہی دونو جہان کی خبر یہہ
برانڈی کو دل سی فغان کھینچتی ہین

مشاقی ہین ہستی کو ہم اپنی او سیہ
وہ نقش قدم کو جہان کھینچتی ہین

بلا سر پہ آتی ہے او ستم ہائے
وہ چٹی کو جب بستان کھینچتی ہین

کمر کا نشان جب بنایا کہین ہی
تو نقاش اوسی بی نشان کھینچتی ہین

گلا کیا عدو کا کرین فی زمان ہم
کہ اپنی کو اب مہربان کھینچتی ہین

کمان ابرو مین دل ہوا گوشہ گیر
یہہ ہی چلی ہم جا و دان کھینچتی ہین

بچی گا کہین شوق تیر دل کا
کہ ابرو کی اب وہ کمان کھینچتے ہین

تمہاری کان بالہ مین موتی لٹکتی ہین
فلک پہ گرد یہ جیسے تارے چمکتی ہین

میری سینہ مین داغ دل ہر سو سے لٹکتی ہین
کہ جون سانپ کی شب مین کہین جگنو چمکتی ہین

ہمین خنجر لگی جب کہ اوس زلف جانان کی
تو کیا کیا رات تکیہ پہ اس کو ٹپکتی ہین

اونہین انکہین ملائی سی جو ہر قدم آتی
ابھی کم سن ہین ہوا آئی ہم جھجکتی ہین

تمہین کیا کبھی جان مین کچھ ابھی کم تصدیع ہے
کہ دل دیکر تمہین پھر اوسکی لینی کو جھجکتی ہین

تمہارے تیر مژگان کا وشین لیتی ہین چمن بھی
تو مثل خار آنکھون مین ہمارے کھٹکتی ہین

چمن مین یون ہی گل خجلت سے اوڑ کر [illegible]
پہنکر سیم تن پوشاک گل حسد [illegible] ہین

[illegible] راست سے ہوی جاتی ہین سیکڑون ٹکڑی
گہر اشکون کے آنکھون سے ہماری جب ٹپکتی ہین

ہمین پی کہا ہی ساقی تو نے مر یاد [illegible] ساہی
پلا دی جتنا دل چاہی کہین میکر بہکتی ہین

چمن مین بلبلین ہے شور سن خاموش ہوتی ہین
کبھی جب شور صہبا پہنچی ہی وہان پر چہکتی ہین

وہ میری قتل کا سامان کئی بیٹھی ہین
ہم بھی مدت سے یہ ارمان کئی بیٹھی ہین

شکوہ قتل مین کس منہ سی کرون لوگو
وہ تو کہتی ہین ہم احسان کئی بیٹھی ہین

جان پر کیون نہ بنی حضرت دل [illegible]
یہہ تو دو دن ایک انجان کئی بیٹھی ہین

ہمین مقتل مین جو آوین قدم لین اونکی
سر کو یہان پہلی سے قربان کئی بیٹھی ہین

داغ دل ہم نے دکہائی تجہی ای گلچین
اپنا گہر ہم بھی گلستان کئی بیٹھی ہین

حال بیکا کبھی ہوویگا نہ ہرگز اون کا
مصحف روی پہ جو ایمان کئی بیٹھی ہین

ہاتہ ہم کو نہ لگا دست جنون سے کی قسم
خود بخود چاک گریبان کئی بیٹھی ہین

[illegible] کہاتی ہین [illegible] خون جگر بیٹھی ہین
بد تون بھی نہین [illegible] کئی بیٹھی ہین

خانہ آبادی کہان جب سی دیا دل اونکو
ایک ہی گہر تہا سو ویران کئی بیٹہی ہین

داغ دل حسرت و غم ساتہ چلینگی اپنی
توشۂ راہ کا سامان کئی بیٹہی ہین

کسطرح تیر کی پیکان کو نکالین دل سی
اوسکو تو جان کا مہمان کئی بیٹہی ہین

کام صحرا سی نہ کچہہ اور نہ جنت سی غرض
اپنا گہر آپ بیابان کئی بیٹہی ہین

مصحف رخ پہ ہوئی جب سی فدا حضرت شنو
وہ تو اب سی مسلمان کئی بیٹہی ہین +

تہنیت یوم کلان بابت سال سنہ ۱۸۷۷ع

نہ تہا سب دن سی نورانی بڑا دن
کہ رشک ماہ و خوبی شان تہا دن

مسیحائی قدم دنیا مین رکہا
بزرگی سب نی پائی سر چڑہا دن

نہین کون و مکان کی کچہہ خبر آج
کہ شب سی شب برات اور عید کا دن

ہوئی روشندلی عیسائیون کو
مبارک اونکو ہو یہہ نور کا دن

چمن مین گل نہین پہولی سماتی
بہار تازہ پر ہے آج کا دن

حساب شمسی قمری سی جو دیکہا
کبہی رات آج سی اور کچہہ بڑہا دن

غرضکہ خوب یک عالم مین دیکہا
نہ پایا کوئی ایسا دوسرا دن

پلا ساقی مجہی گلگون کا اب جام
کہ بعد اک سال کی پہر یہہ ملا دن

تمنا ہے کہ سال آئینہ کو سے ہے
دکھائی شور کو پھر یہ خدا دن

ردیف واؤ

وہ نہیں جان کہ جسے خواہش شراب نہو
وہ دل نہیں کہ جو ہم لذت کباب نہو

وہ بزم کیا ہے کہ جس میں شراب ناب نہو
ہے ایسی مجلس ویران کہ آفتاب نہو

سحاب مہر کی ہے جسکی قلعی کھل جائے
جو مایل اوس رخ پر نور پر نقاب نہو

دہان کھا وہ دو بوسہ آئینہ دیکھو
میری سوال میں تم اتنی لاجواب نہو

ہزار بار اگر چرخ پر بھی چڑھ جائے
تمہاری رخ کی مقابل پر آفتاب نہو

وہ داغ دل میں میری لالہ زار سی افزون
کہ جن کا روز قیامت بھی حساب نہو

نہ بیٹھی کس لئے گرداب سان دل دریا
نہ کیون اوسی غم بربادی حباب نہو

جو دیکھ لی قدح دل کی میر ناکامی
تمام عمر وہ جوش شیشہ کامیاب نہو

بسو قول پیر مغان پر عقیدہ گر واعظ
کبھی حساب نہوئی کبھی عذاب نہو

بھری وہ شیشۂ دندان کی گر صفا کبھی
ہو خشک تشک سی ایسا گہر میں آب نہو

رہے جو کیف کشش رشتہ تشانہ میں الجھی
میں یہ طرف سی اگر دل میں پیچ و تاب نہو

پھر کیا کل کی آج ہمیں جسمیں اوڑہی ساقی
گلاب سی بھی وہ مادم اگر شراب نہو

نہ رکھو دیر سے پا باہر قدم خودی میں ہو
تو واعظا نہیں کیوں بنتا مجھسا دیوانہ

تو خدا کے لیے آہی بے حجاب نہو
کہ روبکاری محشر سے اضطراب نہو

جو آبرو سے یہہ مٹی ٹھکانے لگجائے
تو شور خانہ ہستی کبھی خراب نہو

نہ لگتا نقص کا گر داغ مہہ جبینوں کو
صنم تو کیا کہ خدا کہتے ہم حسینوں کو

جو لخت دل کے مری دیکھہ لے نگینوں کو
وہ بھول جائے گا یک لخت سب دفینوں کو

دیا ہے رتبہ خدا نے یہہ مہہ جبینوں کو
کہ دیتے چاند کے نسبت ہیں سب حسینوں کو

ہماری چشم کے اشکوں میں ہے وہ طغیانی
بہا دیا ہے انہوں نے بہت سفینوں کو

تمام عمر میں آئے تھے اک دن وہ رات
غش آ گیا مجھکو گئی بات بھر مہینوں کو

ہم اپنی جان سے گذرے وہ بدگمان رہے
کسی میں دیکھا نہیں ہم نے ایسے کینوں کو

یہہ داغ اور دیا دل پہ چرخ کجرو نے
گرا شریفوں کو اور سر چڑھا کمینوں کو

بچا لباس اک اوسکے ہاتھہ سے جسنے
چھپا ہے جامہ اصلی کی آستینوں کو

نہ تجھہ سا گل نہ ستارا جہان میں پایا
بہت سا چھان لیا چرخ اور زمینوں کو

نظر سے دو جہی گر عدو کا پاس کیا
بھلا میں کیونکہ کہوں ایسے بد قرینوں کو

تمہاری خال رخ کی چرا لیا دل حیف
عبث لگایا ہے تہمت نے نکتہ چینوں کو

پہنچا ہی داغ شوقون کے وہ بی نوائی دولت سے | گر نہ پہونچیگا ہرگز نہ ان خزینون کو

جو نامہ شوق کا آئی تو جائی واپس جلد
پڑہا دیا ہی اوہون نی یہہ ہمنشینون کو

عاشق تو نامرادی مین ہمسا ہی پر نہو
مرتی ہین اوس پہ جسکو ستم کی خبر نہو

ساقی کو کاش بی خبری کی خبر نہو
شیشہ چڑہائی جاؤن مین جب تک سحر نہو

یارب کسی کو ایسا ہی درد جگر نہو
ہردم نئی دوا و دعا کا اثر نہو

سہرہ لگا کی سوی خیابان نہ دیکھئی
نرگس وہ ہی کہ تاک ہی ہی نظر نہو

تیری سی سنگ شیشہ دل جائیگا پگھل
ساقی شراب پیتی ہین شیشہ اسقدر نہو

خط کی جواب کی تو رہی فکر کیطرف
آفت مین مبتلا ہی کہین نامہ بر نہو

رخ سی نقاب اوٹہا ہین تو سوی کبھی شام
جو اگر وہ کہین پہر گر سحر نہ ہو

بلبل قفس مین عمر کی ہی یہہ کہہ گئی
یارب کبھی خزان کا چمن مین گذر نہو

راہ عدم کو وہ ہی بتا سکتی ہین مولا
جنکی کہ خود کری ہی سی ملتے گذر نہو

ارض و سما کی خاک اوڑاتی ہین ہم مین یہ
نالون سے عاشقون کے کوئی بی خطر نہو

ای معدن جوش لا پہر سرشک کو
گریہ کی آبرو سے کہو بام و در نہ ہو

آتی ہین دل تہون کا ہی تیری ہی سوا
ورنہ جواہ مین کہون اس مین اثر نہو

ہم جان نثار ہیں جو دل چاہی آپکا
یہہ کام دوسری سے مگر عمر بھر نہ ہو

سودے میں اوسکی نقد کو سمجھا ہوں نفع
ارمان نہیں کچھ ہو سود اور ضرر نہ ہو

مین شیشہ گر غم ہجران میں بن گیا
اس پہ کیا کرون جو تیری لین گہر نہ ہو

کبھلا ہار بار جھپڑ کتا ہوں یون نمک
ارمان ہے کہ اچہا یہہ زخم جگر نہ ہو

خستہ دل کو شورش تکلم سے ہے مزا
کیا لطف لب ستا ہو شوخ اور شکر نہ ہو

بی تیری بگڑی غیر کا دامن نہیں بچال
خاک اپنی بعد مرگ بھی گرد سفر نہ ہو

ہی کیا عجب جو بزم میں اندھیر ہو بپا
ہنگام رقص پھر خدا انگی سحر نہ ہو

ای شور طرز داد سخن خوب ہی یہہ ہی
ہو شور آفرین پہ کتاب میں شر نہ ہو

نہیں چہوڑی ہی تپ ہم کو رفاقت ہو تو ایسی ہو
حقیقت میں اگر سچی الفت ہو تو ایسی ہو

یہہ سوزش سینہ سوزان میں جا پہنچا رمہ سے ہی
نہ کم تب دق سے بھی ہو حرارت ہو تو ایسی ہو

ہوا ہے جسم بیمار ناتوان اور چہرہ زرد ایسا
کہ ہوویں میں بھی سرسون کی جو رنگت ہو تو ایسی ہو

پھر تپ آتی ہی بنکر شعلہ رو آتش لگانے کو
جو شوخی ہو تو ایسی ہو شرارت ہو تو ایسی ہو

میں تنگ آیا ہون بخاری سے ایسا درد ہی ہر دم
کہ وقت ہو تو ایسی ہو قباحت ہو تو ایسی ہو

طبیب اور ڈاکٹر بھی کرتی ہین اب دست برداری
طبابت ہو تو ایسی ہو جو حکمت ہو تو ایسی ہو

بغیر از حکم شافی کب شفا ہوتی ہے ای ہمدم
جو حکمت ہو تو ایسی ہو جو قدرت ہو تو ایسی ہو

ہوئی مایوس صحت سی تو چھوڑا فضل ہولی پھر
اطبا سب یہ کہتی ہین قباحت ہو تو ایسی ہو

لکھون ای شور اس تپ کی شرارت کا بیان کب تک
مثل سچ ہی اگر صاحب سلامت ہو تو ایسی ہو

ناز فرما اور نگاہون سی گرانا ہم کو
ٹھوکرین کہا کے تو آجای سنبھلنا ہم کو

گھر بنا اور سر زلف چلیپا ہم کو
تو کوئی روز مین ہو جای گا سودا ہم کو

اپنی ہاتھون سی بھرا جام پلایا ہم کو
ہم وہ میکش ہین کہ ساقی نی نہ ٹوکا ہم کو

ناتوانی سی تیری در پہ پہونچنا تہا محال
جرأت دل نی مگر خوب پہنچایا ہم کو

جب کہا مین نی تیری چاہ مین یہ حال ہوا
ہنسکے فرمایا کہ کیون آپنے چاہا ہم کو

کام آیا نہ بری وقت کوئی دل کی سوا
تہا مگر پہلی سی کچہہ اسکا بہروسا ہم کو

دل پہ ہنستا تہا اوس زلف گرہ گیر مین کیون
نہین کہلتا ہی سر موئی یہ عقدہ ہم کو

بت ترسا کی تجہے کچہہ خوف قیامت ہی نہی
دیکہہ اتنا نہ ستا اور نہ ترسا ہم کو

دار فانی مین کیون مرتبہ اپنا ہو بلند
دیکہنی آئی جو وہ دار پہ لٹکا ہم کو

ہم تو سب کام کی تہی تونی کیا صد افسوس
آرزوئی دل ناکام نکما ہم کو

کوئی ہمدرد جہان مین نہین جز حضرت دل
ہی قلق اون کو ہمارا تو اونکا ہم کو

نہ رہی دو جہان کی تو ہمین کچہہ بہی خبر
ایسی مرتبہ پہ دیا عشق نی پہونچا ہم کو

اک غزل اور بہی اس بحر مین لکہہ ڈالی شعور
یاد مین اسکی اسی قاضی صمد یا ہم کو

اوس نی کوچہ سی نہین غیر اوٹہایا ہم کو
دل گیا دیس مین پردیس نکالا ہم کو

اسقدر فرقت جانان نی گہلایا ہم کو
کہ پر کاہ سی بہی کر دیا ہلکا ہم کو

گر شب ہجر مین ہم سب سی نہ کہتا ہم کو
تہا یقین صبح کا بہی نا شنا سمجہا ہم

کوئی کہتا ہی کہ لو وہ بہی چلی آتی ہین
ای اجل لینی دی تہوڑا سا سنبہالا ہم کو

بیخودی قبر مین سوتی ہوی اوٹھہ بیٹھین گی
دی گی آواز اگر قلقل مینا ہم کو

غوطی دریای محبت نی دئی ہین ایسی
گھہ ڈبویا ہمین اور گاہ اوچھالا ہم کو

ہم تو ہون وعدہ و پاس سی ہی انکی بدام
جو نہ دیکھا تہا وہ آنکھون نی دکھایا ہم کو

پہر ہی کیا دیکھنی والون مین ایسی گل کی
آنکھین کہلا گئی نرگس نی گلگشت ہلا ہم کو

یا تو وہ دن تھی کہ وہان جانی نہ دیتا تہا کوئی
یا تصور کی سبب خود ہوا رستا ہم کو

صبح پیری گئی ہین جان حزین شمع صفت
ہر نفس باد فنا کا ہی پنکھا ہم کو

نزع کی وقت عیادت کو وہ آتی ہین سنا
دم آخر کا مبارک ہوا چرچا ہم کو

خوب ہوتا کہ وہین ہی حیرت ہوتی
دیکھتی جب کبھی محو تماشا ہم کو

ہو گئی بہول کی ہم چشم عنایت پہ فدا
نرگسی آنکھہ نی کس پیار سی دیکھا ہم کو

چشم گریان سی نہ تہی شور رہا امید کبھی
کر دیا اسنی غضب پانی سی پتلا ہم کو

کیون نہ مرغوب ہی صحرا دل دیوانی کو
دی گیا قیس مجھی بات مین ویرانی کو

فرقت جانان مین ہر روز یہی روزی ہی
خون دل پینی کو اور لخت جگر کہانی کو

ہاتہ کو کہنی کی کلیجہ پہ وہ رکہتا ہی
جب کوئی سنتا ہی ہر شخص میری افسانی کو

حضرت ناصح نصیحت تو بجا آپ کی ہی
پر یہہ دل سمجھی گا کیا آپ کی سمجھانی کو

ساقیا دورہ ہو کس کا خدا جانی یہان / چاہتی ہی آج تو دل بہر کی تو پیمانی کو

کیفیت وہ تو جہان کے نظر آتی ہی ہمین / رکہی آباد خدا مد تون میخانی کو

جس جگہ بیٹہی وہی دیکہہ کی جلوہ اوسکی / فخر کعبہ کو نہ تو زنبیل ہی بتخانی کو

دم مین جب تک ہی اسدم کو غنیمت جانو / دیر لگتی ہی نہین ملک عدم جانی کو

جی اوڑ گئی لگا یہان ہو کبہی کا زلف وقتا / ہوئی مصروف وہ جب سے تیری سلجہانی کو

جتنی ہی ختم سی ناتی کبہی ہو فنی کی نہین / ایسی خلیق شرف کہتی ہین جانی کو

شور کا شور وہ سنکر یہہ فرماتے ہین
کوئی سمجہا نہین اس ہوئی دیوانی کو

نہان اسرار یہہ کیونکر عیان ہو / تمہی تم ہو جہان ڈہونڈا وہان ہو

بنا جس دن نشان جسم خاکی / ابہی دم ہی یقین تہا بی نشان ہو

عدم کا ہی سفر بہی رہنما سے / مقام اپنا خدا جانی کہان ہو

ادہر آئی ادہر چل دی تو افسوس / بہروسہ کیا تیرا عمر روان ہو

تمہین ڈہونڈی گا جو پائی گا ہر دم / نہان سب سے ہو لیکن پہر عیان ہو

حرم مین دیر مین گرچہ مین ہی ایک / یہہ بہید اہل ہوئی پہر کب عیان ہو

کوئی بہری نہ رنگ بوسی خانے / چمن ہو گل ہو او یا باغبان ہو

تصدق نام پر تیری ہی جان ہی
اگر منظور تجھہ کو امتحان ہو

لذاہی عمر سب حرص میں ہین
بیان عصیان کے کیونکر داستان ہو

کہان ہین کنہ اسرار حقیقت
کسی کا منہہ نہین جس سی بیان ہو

خبر لو میری اسے عیسی مریم
کہ تم ہی ہادی غیبا ئیان ہو

بقا تم کو ہی اور سب کو فنا ہے
کہ تم باسے لئے ارض و آسمان ہو

کسی کا خوب ہی یہہ قول ای شور
عدو ورد ہو خدا جب مہربان ہو

تمہاری چشم سی نسبت نہین ہے چشم آہو کو
کہ وہ وحشی کی آنکھین ہین یہہ شرماتی ہین جادو کو

ستم ہے دل دیا ہم نی اپنا ایک پریرو کو
پہ پیرو ہو کے کیون سکھایا دیوانون بدخو کو

نہین نکلی ارے یہہ چپی زبان کبھی اب سہا و تم
کہان تک ہم اوٹھاوینگی تمہاری رعد کے تو کو

الہی دیکھی صد ہین وہ کیونکر نبی اونسی
یہان ہم ہین پریشان ہان بناتی ہین وہ گیسو کو

تیری رفتار کی کبک دری سی طرز اوڑائی ہی
کہلے جاتے ہین گل لیکر تیری لبونکی خوشبو کو

نہ تیری دل نہ تیری دل نہ تیری دل نہ تیری دل
اگر ہم جانتی پہلی ہی ہمدم اونکی بدخو کو

ہزارون حسرتون کے ساتھ ان آنکھین اشکون سی
بیری دل میں تہا مقتل جسکو دیکہا جو پہلو کو

تمہاری قسمت کی خوبی وقت فکر شب صحبت
سمجہا ہول جاتی ہین تجاسی گہنکی دہارو کو

وہ جو دیتی پاک سب کو ایک سا کیونکر نہ جہوٹی گا
یہودی کو مسلمان کو کرسچن کو ہنود کو

وہ سنرا تو یہ کہنا اونکا جسدم یاد آتا ہی
کبہی ہم پیٹہتی ہین اپنی سر کو گاہ زانو کو

نکلنا چاہتا ہی سینہ سی دل بیتاب گہبرا کر
کوئی بہی درد سی تہا جہپتا ہی میری پہلو کو

تمہاری تیر مژگان کو نہیں کچہہ ان سی نسبت
چہری کو نیزہ کو نشتر کو اور اس کی چاکو کو

ذرا فرقت میں آجائیگا تم کو دل لگانے کا
نمک تہوڑا سا بہر دو شور دل میں جس پہلو کا

کفن میری نہ بعد مرگ کوئی گر لگا جگر کو
ہوا ہون ساقی کی دیکہہ آنکہین شراب جگر کو نشتر اب جگر کو

تمہاری ہنسی کی جو بجلی دل سی شیشہ میرا جام
عوض گزک کی اسی سمجہو نمک پہ دوئی کباب جگر کو

کہلا او جون کا میری گلشن بہار سی کچہہ و ہم سا کی آکر
تپش دل کی بیٹہہ جہنجہلا تم اپنی ہاتہوں سی آج جگر کو

تمہاری فصلت ہی نی نگین و تہہ او را جب سپارہ
بہار آئی کہا و صبا کر و ہی نشان سے نہا جگر کو

دکہائی کسی نی دو چشم میگون کہ ہوش جاتا رہا ہی میرا
پڑا ہون کن میں خبر نہیں کچہہ دو ہی ہی شراب جگر کو

لگی ہی اک ایک دل مین میری محبت کی ہی میں لی
تمہین ہی کہی کی اکہہ لا کر لگا جگر کو کر آفتاب جگر کو

جو عشق آیا ہی عشق آیا کسی کی آنکہون دیکہہ مستی
جو جگر کو باوہ بہ جہہ پیستر تو دو ہی اک لا جواب جگر کو

لگا و مرہم نہ زخم دل پہ لگاو تکلیف کا ہی بہتر
ملا کی پانی مین جا بسا نہ ہو دو فہ اشتیاق جگر کو

بہہ رہا ہم الشیو آوہ قسمت مرا لوا سکا نمک منگاو

شتاب چشم کو شتاب دل کو شتاب چہرکو

سفر کی فکر سی ہر روز ہی رکاب میں پانو
رہا کسی کا نہ اس خانہ خراب میں پانو

کسی کی آتی ہی ساقی جو بزم میں بہکا
لگی جو جام کو ٹھوکر پڑا شراب میں پانو

ہوئی ہی بزم میں میخواروں کی یہ مستی
شراب ہاتھ سی گر کی لگا کباب میں پانو

میری دماغ میں بس گئی ہے اوس گل کے
گردن لگا کہنے کی ہین کیا نخشہ گلاب میں پانو

ثواب لینی کی فرصت کسے یہاں ہیہات
کہ ذکر دنیا سے رات دن عذاب میں پانو

ملی نہ یاد پیمائی سی کبھی فرصت
پڑا ہی شتابی سی ہر دم میرا رکاب میں پانو

حنائی ہاتھ ہی ہاتھوں میں پانو مین چہالے
کبھی ہے ہاتھ میں نقش کبھی ہی آب میں پانو

نہیں ہے جای اقامت یہ قلزم ہستی
سمجھ کے رکھنا دلا خیمہ حباب میں پانو

غرور حسن سے ایڑی بل وہ چلتی ہین
زمین پہ چہنا نہیں عالم شباب میں پانو

وہ لطف کیا کہوں جو اون کا ہی حجابانہ
تمام رات رہا میری سر حجاب میں پانو

رہائی قید علایق سی زندگی میں نہیں
اوجہہ یہ ہاتھ ہی ہر آفات کی طناب میں پانو

قدم جو گور پہ رکھی میری مسیحا نے
کفن سی نکلی میری پانو کی جواب میں پانو

کہلا نہ ہاتھ سی ای شور عشق تقدیر
رکھا ہی جب سی کہ اس ہستی خرابے میں پانو

کیون مریض عشق کی آگی شفا کا نام لو
زندگی چاہو اگر تو دل رُبا

برقعہ خالی نی رخ پر بی وجہ ڈالی نہین
مہنہ چھپاؤ ہم سی تم اور پہر حیا کا نام لو

کیا غضب انسے ہی سرکار مین ہم آپ کی
مار ڈالین زلف مشکین اور بلا کا نام لو

مین نی کسدن سب کہا بہتر لگی جو مارنی
ہوش مین آؤ ذرا صاحب خدا کا نام لو

یہہ بیا رنگ ات تو کچھہ تم نی نکالا ہی طرح
خون عالم تو کرو تم اور حنا کا نام لو

مین لی بالی ہی نظر بدلی تمہاری سربسر
ہاتہہ دہو بیٹہا کرو مجہکو سوا دعا کا نام لو

تیرہ بختی جای کیونکر داغ تہا اسکا ہمین
غیب سے آئی ندا اوس مہ لقا کا نام لو

یہہ ہوا اندی نہین لازم نہین سے سربسر
زلف سے تی ہین پریشان ہو صبا کا نام لو

جان و دل لیکر مکر جانا تمہارا شیوہ ہی
اور پہر لیکر انہین بے رضا کا نام لو

مسند وقا بین مین یوہی ریا آنی لگے
حضرت دل چہوڑ اسکو بوریا کا نام لو

جسکا شیوہ ہی جفا اسکو وہی دل ہی سنبہ
بی وفا کی آگی کیون ناحق وفا کا نام لو

ایسی انصاف حسن سے ہو کیا چشم وفا
قتل عاشق کو کرو تم اور قضا کا نام لو

عقدۂ قسمت تمہارا شور کہل جائی ابہی
حضرت عیسی سی تم مشکل کشا کا نام لو

تمہارا چہرہ ہی پر نور مہ لقا تم ہو
قسم خدا کی تو مظہر خدا تم ہو

اگر دو ہو ایک نظر مین جو کام عالم کا
خدا کی گہری مگر حاکم قضا تم ہو

نہ مجھہ سی آہ و فغان ایکدم جدا ہونا
کہ درد دل کی میری نشتر و دوا تم ہو

ہین تم پہ دل سے فدا تم ہو غیر شیدا
کرو یہہ غور کہ مین کیا ہون اور کیا تم ہو

نہ پہرنا آبلہ پائی کی تم سے کہینے زخمون
کہ اپنی وادی وحشت مین رہنما تم ہو

تمہارا سایہ پڑی جس پہ وہ ہما ہووی
عجب نہین کہ ہما سی بہی کچہہ سوا تم ہو

حرم مین دیر مین گرجا مین غور کر دیکہا
تو جلوہ گر صفت مہر جا بجا تم ہو

رہیگا نام تمہارا ہمیشہ اسے معبود
کہ سب فنا ہین مگر قابل بقا تم ہو

تمہاری شعر کا ہی شور اب جو عالم مین
تو شاعرون کی میان شو پیشوا تم ہو

خواہش خلد ہی زاہد کا ہی دعوا دیکہو
اپنی منہہ سی میان مٹہو کی تمنا دیکہو

سرو قامت سی قیامت کی ہی برپا دیکہو
اپنی رفتار کا کچہہ تم ہی تماشا دیکہو

مانگا بوسہ دم گفتار تو بولی مجہہ سی
پہلی منہہ آئینہ مین جا کی تو اپنا دیکہو

چشم نرگس ہے تو قد سرو دہن ہے غنچہ
تم نی دیکہا نہو گلشن تو سراپا دیکہو

آپ نی جنبش لب کو تو نہ فرمایا کام
بی اجل آئے ہوی ہے میرا مرنا دیکہو

نہ بچی گا نہ بچی گا کبہی بیمار فراق
جی اگر چاہی تو اعجاز مسیحا دیکہو

ہم نے پروانہ صفت ایسے ہی جلکے مگر
شمع رویوں کا بلا وجہہ جلانا دیکھو

لب کو فریاد تو اشک آنکہہ کو دلکو حسرت
ایسی ہلکی ملا ہی مجھی کیا کیا دیکھو

وہ میری جانکی دشمن میں ہون مشتاق وصال
اودہر ہین وہ کہو مجھی دیکھو یہہ تمنا دیکھو

آج پھر انکہہ بند امرت سے چرائی مجھسی
آج پھر تم نے کسی غیر کو دیکھا دیکھو

مان جاؤ کہ میری روبرو سوئی اغیار
دیکھنا حق مین تمہاری نہین اچھا دیکھو

سیر دنیا کی تو اینتو بہت کی تم نے
اب چلو یہان سی ذرا عالم عقبیٰ دیکھو

دل سے داغ کو میری تم ازراہ کرم لے لو
یہہ گلدستہ تمہاری نذر ہی اسکو صنم لے لو

مجھے تم سید ہر کس تیغ نگہ سے قتل کر ڈالو
کرو لگار روز محشر مین کچھہ دعوی قسم لے لو

بلاؤ سی اگر بچنا ہی اوس سے مانگ کے دم بھر
برائی عافیت وہ کاکل خم پیچ و خم لے لو

اگر چہ داغ عصیان کا خزانہ ساتہ جاتا ہی
وہی خون جگر سے توشہ بخشش و کرم لے لو

اشارہ کیا نہ بس ہی تا قتل عاشق کو ابرو کا
کہا کس نے کہ تم شمشیر ہی بہر ستم لے لو

دل و جان ایک بوسے پر لگا بیٹھے ہم تو لے
یہہ سمجھو ہے کہ ابھی اب راضی ہین ہم لے لو

فنا کا شور سالہ ایک دن معمور ہوتا ہی
مگر جاوید ہوجی کی لیے دم بھر تو دم لے لو

عجب کیا ہی نگاہ مہر ہم سی یکسون ہو / کہ ہم ذرہ ہین بی مقدار تم مہر منور ہو

غضب کیا ہو اگر مجہہ سی نہ تم غم رزدون پر ہو / کہ ہم ہین عاشق جانباز تم معشوق دلبر ہو

تمہاری عشق مین گر چشم گوہر بار ہون ہم / مری دامن سے تا دامان گردون ہوا

وہ انکہین گر نظر آئین وہ شمع رو میسر ہو / تمہاری چین عنایت سے ہمارا دل

دل و جان سے تمنا آئی ہین نکلین تو بہتر ہو / پہر اوس کو چین باقی ہو اور اوسکی خاک

جبین آئینہ چہرہ رشک گل خط دستہ سنبل / بظاہر خوبیان ساری ہین باطن مین ستمگر ہو

صفائی تا دم مرگ اوس سے خود بین کیا ہو گی / کہ جو آئینہ کو بہی دیکہہ کر ہر دم مکدر ہو

رہین میدان سر بازی مین ہم تا عدم ایسی / چلین آگے ہی ہم گر سر پہ تو دل گر

یہی ہی آرزو اپنی شب مین کہ ای ہمدم / بہشتی ہم ہو اور حور ساقی جام کوثر ہو

مرا شوق شہادت دمبدم کہتا ہے قاتل سے / لگا تیغ نگہہ کو اور دکہا جو اس مین جوہر ہو

وہین مفقود ہو اور باتون سے مردہ زندہ ہو جائین / نزاکت سی قدم اوٹہتا نہو اور چال محشر ہو

دل و جان کی حقیقت کیا تری تیغ نظر ہی ہین / جو اک پل مین کرین ٹکڑی ہو یا کہ پتہر ہو

جہان تک ہو سکی الشیو کرنا ضبط لازم ہی / کہین شعر و فغان سی نقشہ عالم نہ ابتر ہو

تمہین ملنی کی [illegible] / عدم کا ہو سفر [illegible]

نبات اوسکی دہن سے تم لگا لو خندہ لب سو جھے
چپک جاتی ہی لب غنچوں کی باہم سر دیکھو

ہوا ہی چشمہ فیض اپنی چشم ترسین وہ جا ہے
بہی ہی جیسی گریبان پر بنیاں خاک گیر دیکھو

ثبات گلشن ہستی نہ دیکھا جب کہ غنچے نے
تو باندھا دوش پر اپنی سحر رخت سفر دیکھو

نہ مانا میرا کہنا سرکشی ہی جل گئی شب کو
وہاں جا کر شمع کا ہوا یہ تاج زر دیکھو

ہماری لخت دل فرگان پہ آکر اسطرح سے ٹہرے
کہ رنگین بند گلدستہ جو اوسکو یکنظر دیکھو

طلب ہے انجیوں کی تو اک جام پر انڈیں
اگر خواہش پری کے ہو تو وہ شیشہ قمر دیکھو

ذرا چہرے سے زلفوں کو اوٹھا دو عین مستی میں
ہی اندیشہ نہ ہو جائیں بہم شام و سحر دیکھو

شہیدوں کا تمہارے عالم بالا میں بھی غل ہی
زمین سے خون کی قطرہ آسمان تک پہنچی گر دیکھو

کمی سینچا نہ وشن تب جو دل کی جانب ہے
یہ بیت اللہ ہی پیارے یہاں ہے شمع و شجر دیکھو

گئی ہم شور شکر آسمانی تیر گردون پر
مگر اولٹی ہی آئی خبری طالع کا شمر دیکھو

سنگدل آیا نہ وعدہ کر کے میری گھر رات کو
کیا ہی بیتابی کی بری مجھ پہ تمام رات کو

صاف کہتا تھا کہ چشم منتظر پر رات کو
تم عدو کے ساتھ جاگی ہو مقرر رات کو

جب دوپٹا تانکر سوئی وہ رخ پر رات کو
چاند نکلا کچھ نہ مگر بادو با کر رات کو

کہتی ہی ہنس کی یار صاف منہ پر رات کو
بوسہ لب لی اوڑا دشمن مقرر رات کو

نہ ابرو کی اشارہ پر لگایا غیر نے
بال بال اپنا بچا مشکل سی یہہ سحر رات کو

جب لگی ہوتی پرونی کان بالیمین تم
چرخ انجم کی لگا کرتی بچہاور رات کو

چاندنی میں جسکہ شغل کشتی اونسی کیا
ماہ بہی حاضر تہا اپنا لیکی ساغر رات کو

یاد میں اوسکی لب دندان کے جب روتا ہون
تر بتر رہتا ہی اشک خون سی بستر رات کو

مانگ لے سکی گو کہ ہی سیدہی شرک ظلمات کے
خوف سے پر رستہ چلنی میں ہی اکثر رات کو

حسن کے صدقہ میں جب تقسیم انجم کی ہوے
ماہ بہی سائل تہا اپنا کاسہ لیکر رات کو

دن تو اپنا یاد میں اوس کی کٹتا ہی
جن جگہ پڑ رہتا اون لفظونکا سر بر رات کو

دیکھ یہ پیشانی افشان چنین کی افلاک
ٹوٹ گرتی ہی تصدق کو مین اختر رات کو

یاد میں اوسکی در دندان رویا اسقدر
دی رہا تہا کہکشان کا رنگ بستر رات کو

جا لگو نالونکی غل سی شور رہو آرام خاک
میں جب پہلو میں ہی دل کی برابر رات کو

کس کام کا وہ دل کہ تجہپر فدا نہو
کس کام کی وہ جان کہ تجہپر فدا نہو

آتی ہی یا شکستہ جواب دم کی ستم
شیشہ میں دل کی بال کہین آگیا نہو

آمد صبح سی آج قیامت کے گرم ہی
شاید وہ خواب ناز سی فتنہ اوٹہا نہو

مرنی کا اپنی غم نہین لیکن یہہ فکر ہی
پیچہی ہماری کوئی اوسی چاہتا نہو

گر خاک پائی اونکی ملی تو یقین ہے
بہتر جہان مین اس سی کوئی کیمیا نہ ہو

پینی سی ایک جام کی ہوتی ہی زندگے
شاید کہین پر اندی یہہ آب بقا نہ ہو

روشن دیا نہوئی گا ہر گز مزار پر
جب تک کسی کو ہاتہہ سی اپنی دیا نہ ہو

اللہ ری ناتوانی کہ سو سو مقام کر
نالہ ہی دل سی نکلی تو اوس مین صدا نہ ہو

روتا ہون آج صبح سی تہمتا نہین ہے اشک
شب کے کہین وہ غیر سی شاید ہنسا نہ ہو

برسون وہ خواب مین ہی تو آتا نظر نہین
ایسا کسی سی کوئی جدا یا خدا نہ ہو

بی جرم دی رہے سب جو عالم کا خون کیا
شاید کہین یہہ شوخئ رنگ حنا نہ ہو

جینی کا لطف ہی نہین جان حزین کو کچھ
جب تک کہ دل کسی پہ کہین مبتلا نہ ہو

ہی التجا خدا سی کہ ہاتہون سے شور کی
ممکن بہلا نہو تو کسے کا برا نہ ہو

ردیف ہای ہوز

جادو بہری جو دیکھی میری یار کی شبیہہ
مانی نی منہہ سی بولتی تنہا کی شبیہہ

اک عمر سی اسیر قفس ہو رہی ہین ہم
دل سی اوتر گئی گل و گلزار کی شبیہہ

نقاش سی تیغ کی دیکھی ہی کٹ گیا
کہنچی گئی نہ ابروی خمدار کی شبیہہ

مشکل ہی ہمدم سی دیکھہ کی نقاش گو بہرا
تب ہی نہ کہنچ سکی کمر یار کی شبیہہ

دل لگا یہہ جال کی تیری گل کی دام مین
جیسی کہ ہوی مرغ گرفتار کی شبیہہ

غایب ہے ہی کبھی آئی نظر وہ شکل
کھنچی گئی نہ میری تن زار کی شبیہہ

دو لگا نہ نام وصل مصور مین پھر کبھی
کھینچ ایک ہی صفحہ پر میری اور یار کی شبیہہ

جان پر بنی ہے دیکھی الوہی غنچے آہ
ایسی بگڑ گئی تیری بیمار کی شبیہہ

بلبل یہ ہی نقش کہا کی چمن سی ہوا ہوئی
گل پر جو کھینچی اوس گل رخسار کی شبیہہ

حیرت سی ایک جہان کہڑا کات ہی مُہہ
ایسی کھینچی ہی شوخ طرحدار کی شبیہہ

کیف اور شور ہو گیا بزم نشاط مین
آئی نظر جو ساغر سرشار کی شبیہہ

نہ چل شوخ ایسی کر اپنا خرام آہستہ آہستہ
نکلتا ہی یہان ناداں کا کام آہستہ آہستہ

سبکروحی کی ہی دل پیروی کرنا بہت اچھا
صبا کو دیکھ کیا کہتی ہی گام آہستہ آہستہ

یہی غماضی باد صبا سی ایک مدت تک
گل و غنچہ چمن مین ہم کلام آہستہ آہستہ

عنایت ہے یہی گر ساقی گلفام کی ہردم
تو پھر ہو جائیگا اپنا یہی جام آہستہ آہستہ

چمن مین پر فتنہ رفتہ جسطرح زاغ و زغن ہین
عدو بہی یہان لگی کرنی قیام آہستہ آہستہ

ذرا ہشیار ہو صیاد غفلت دور کر دل سی
پہنسا مرغ دل نا کھینچ دام آہستہ آہستہ

عجب کیا ہی اگر وہ ہندوی زلف اپنا تابع ہو
مسلمان سب کو کر لیتی ہین رام آہستہ آہستہ

شب تاریک کیا آئیگی آئی گی بلا سر پر | ہوئی گو ہجر کا دن ڈہلگی شام آہستہ آہستہ

فروغ اب تو غزل کو شور صاحب نے بہی ایسا
سواد ہند مین روشن ہو نام آہستہ آہستہ

ہی اوسکی شوق دید کی میری نظر گواہ | بیمار کی ہو حال کا جون چارہ گر گواہ
تیر مژہ کی حشر کو ہوئی گی جب شمار | ہوگا خدا کی روبرو میرا جگر گواہ
رونی نی رات دن کی بہایا دل و جگر | اس تیلی حال کی ہی میری چشم تر گواہ
از بس کیا ہی مجھکو پریشان زلف نی | ہین پیچ و خم ہی اوسکی میری سر بسر گواہ
ساقی مجھی نہ دینا برانڈی کا جام اب | شبکی خمار کا ہی میرا درد سر گواہ
حسن و جمال ہین تیری ہی شک لا جو کوئی | تصدیق اوسکی کرتی ہین شمس و قمر گواہ
کیا کیا مصیبتون سے شب ہجر گذری ہی | نالون سی ہی ثبوت و آہ سحر گواہ
جانتا ہی کون درد میرا اوسکی عشق مین | کچھہ دم شماری کی ہی قضا و قدر گواہ

آئی ہی سیر ہستی کو ملک عدم سے شور
پایا نہ یہان ہی چین ہی وقت سفر گواہ

ای غیرت شمشاد ذرا چل ہی چمن دیکھہ | ہین سرکشی ایک چڑہی سرو و سمن دیکھہ
گل شک سی کریگا ابہی چاک گریبان | مونہہ سی نکال اپنی سخن غنچہ دہن دیکھہ

تغیر ہوئی کلفت ہجران سی یہہ صورت
پہچان نہیں سکتا کوئی اہل وطن دیکھ

ہاروت صفت ہو نہ نگون سار تو ای دل
اس سبزہ خط میں ہی نہان چاہ ذقن دیکھ

مشاطہ تو کر شانہ دوست اپنا ذرا رم
پیشانی پہ پڑ جای اوس گل کے شکن دیکھ

جون نقش شکن میں ہی رہا ہوں سے پنہان
حیران فرشتہ میں تہی چاک کفن دیکھ

پڑہ اور بہی ایسی ہی غزل پر نمکای شور
مشتاق ہیں اشعار تیری اہل سخن دیکھ

شکوہ کی نہ حرف آئی صنم تا بہ دہن دیکھ
غربت ہی میں گذرے نہ پہری سوی وطن دیکھ

منہہ دہو کی تو دریا میں ذرا غنچہ دہن دیکھ
کہیں جا بکا آیینہ صفت حسن چمن دیکھ

گردش سی جو اک پل نہیں آرام شب و روز
آیا تیری آنکہوں کو مگر چرخ کہن دیکھ

ہر گام پہ اک حشر ہی ہوکر پہ ہی آفت
ای فتنہ بپا اپنا ذرا چال و چلن دیکھ

اوس زلف کی خوشبو جو گئی لیکی صبا وان
غیرت سی گیا چہوڑ وطن مشک ختن دیکھ

سرخی کا تیری لب کی چلا ذکر جو اک دن
کیا کیا ہی بہا رشک سی خون لعل یمن دیکھ

منہہ آب بقا کی طرف اک دن بہی نہ کرتا
آتا جو سکندر کبہی وہ چاہ ذقن دیکھ

صیاد اسیرون کی خبر لینی ہی تو لے
مہمان ہیں کوئی دن کی یہہ مرغان چمن دیکھ

اک بات ہی نکلی نہ تو اسبخون کی جہنسی

دم بند ہوا شور تیرا لطف سخن دیکھہ

ردیف یای

نگاہ مہر وہ ہم پر اگر کبہو کرتے ۔ تو ہم نہ دو نو جہان کی کچھہ آرزو کرتے

بہار حسن کو اوسکے جو دیکھہ لیتی گل ۔ تو خار رشک سی وہ خون رنگ و بو کرتے

یہہ جانتی کہ اوسے نہین ہے پسند رسوائی ۔ تو ہم کبہی نہ تمنائی آبرو کرتے

پیام وصل نہ قاصد سی کرسکی اظہار ۔ کہ آگی غیر کی ہم کیا یہہ گفتگو کرتے

ابہی تجلی کا قصہ تمام ہوتا وہ ۔ نقاب گر رخ روشن سے ایکسو کرتے

شراب خوار ہین وہ ہم کہ دن قیامت کے ۔ اوٹھینگی قبر سی ہی تو سبو سبو کرتے

کمر کا اوسکے یہان کچھہ اگر پتا لگتا ۔ تو جا کی اوسکی عدم مین ہی جستجو کرتے

کبہی نہ پردۂ تقدیر کا ہو چاک درست ۔ تمام عمر ہی کٹ جائی گر رفو کرتے

مسیح و خضر کو اعجاز پر نہوتا ناز ۔ وہ دو دو بات اگر اوسسے دو بدو کرتے

جو بی ثباتی کو گل جانتی ذرا اپنی ۔ تو گلستان کے طرف منہہ نہ پہر کبہو کرتے

میسر آتا اگر آب خنجر قاتل ۔ تو شور اوس سی بصد آرزو وضو کرتے

کوچہ سی ہم جو یار کی کرتی فغان چلی ۔ نالی زمین سی لیکی سوئی آسمان چلی

دیکھی جو بی ثباتی گل دل نی یہہ کہا
لی ہم تو یہان سی بلبل خوش داستان چلے

کیونکر بچی وہ طایر دل جس پہ دمبدم
تیغ نگاہ ناز و غمزہ کی سنان سے چلے

پیکان تیر نکلا تو دل آہ و نہاد مین
ہیہات ہم کو چھوڑ کی تنہا کہان چلے

اللہ ری شوق دید کہ سایہ کی طرح سے
ہم ساتھ ساتھ انکی ہی وہ جہان چلے

جس مین سے ہی نہ طاقت رفتار ضعف سے
مثل غبار کیون نہ پس کاروان چلے

ہی مثل سیل گردش بحر زمانہ شور
نقشہ بھی تو گشتے نام و نشان سے چلے

رسم اول ہی شب عشق مین غم کہانے کی
بعد کو پہونچی ہی نوبت یہین مر جانے کی

واہ کیا ضبط جنون ہے کہ برنگ تصویر
ہمین زندان مین بھی عادت نہین گھبرانے کی

رات دن شور مچاتا ہے صدا جانے کیون
بات اپنی ہی مشکل تیرے دیوانے کی

لیکی دل جانکی بابت ہے تقاضہ ہر دم
یہہ بہی ہی بات کوئی آپکے فرمانے کی

چاہیئے جتنا فلک ظلم تو ہم پر کر لے
یہان نہ بان پہ یہہ شکایت ہی نہین آنے کی

سینۂ تنگ مین تیغ نکلی ہی یہہ جادو برق
دیکھہ کر ہو گئی نیت میری غم کہانے کی

کس تسلی کی یہہ صحبت بکلاشی ہی ورنہ
پہلی خواہش نہ تہی آپکے ترسانے کی

اے صبا او شہ میری بالین سی نصیحت گر کے
مجہسی وحشی کی سمجھہ مین ہی نہین آنے کی

چاہیے ضبط سو پروانے ہو تا ہے یہین
شمع کو بھاتی ہین طرزین جل جانے کے
غم کدہ نام جو دنیا کا سدا اسکے رہے
اس لئے پڑگئی عادت ہمین غم کھانے کے

شور سے نالون کے پھر شور نمک پاشی کر
نوبت آئی ہے تیری زخم کی بھر جانے کے

شب او سکی سیاہ تھیم گلشن مین مثل سایہ آ نکلے
کہ جسکی دید کو انجم فلک پہ جابجا نکلی
عدو کا پاس او نکو ہے ہمارا کام کیا نکلی
کہ نا ممکن ہے اپنا مدعی سے مدعا نکلی
تغافل غصہ ناز و ادا و غمزہ و عشق
دل عاشق کی مایالی کو یہ سب بلا نکلی
لب و دندان قند و رخسار و خال و کاکل و مژگان
یہ سب ہی جان کی دشمن کہانسی یا خدا نکلی
شب مہ ہو گلابی ہو صنم ہو ساقی دلکش
اگر سینہ منفق ہو ہمین تو جینے کا مزا نکلی
ہے تا کید دربان سے او نکی آج کل ہر دم
کہ وہ جانے نپائے جو کلاس کوچہ مین آ نکلی
اسیر زلف مجکو دیکھکر بولی شب محشر
کہا پابند بلا دیکھا تو مجھسے بھی تم سوا نکلی
سراپا نور کا پتلا کہون یا طور کا جلوہ
کہ تم کشف الدجی نکلی ہو یا شمس الضحی نکلی

جناب کوہکن اور شور صاحب امق و مجنون
یہ ہی دو چار مستحکم محبت مین فدا نکلی

یہی خلق عاجز وفا کرتی کرتے
زمانہ تنگ آئی ہیتہ جفا کرتی کرتے

نہ بدلا ذرا حال اپنے مرض کا
یہ تنگ آگئی ہم دوا کرتے کرتے

سحر نو سے روشن ہی ظاہر ہوا یہ
چڑھی ہم فلک سے دعا کرتے کرتے

نہ اکدن کیا پاک قصہ کو اوسنے
موئی حیف ہم فیصلا کرتے کرتے

لگی پردہ مین گالیان تک سنانے
کھلی ہی نقب ایسی حیا کرتے کرتے

کیا مجبور سوا زمانہ مین ہم نے
ہر اک جا یہ ناحق گلا کرتے کرتے

نہ سشور آیا اونکی طرف سی جواب اک
نکل آیا خط صفا کرتے کرتے

ایسی انداز سی خرام رہی
حشر کرتا جسی سلام رہی

عشق صادق سی ہمکو کام رہی
عشقبازون مین نا کہ نام رہی

سجر ہستی ہی جب سے ان ذات
ایسی ہستی مین کیا قیام رہی

جب نبالی سے ہوتی مرگ او زیست
پھر خدائی مین کیا کلام رہی

انکا بوسہ تو یہہ جواب ملا
دور ایسا خیال خام رہی

چشم میگون کا طور ہی بی طور
آج ساقی نہ بزم و جام رہی

زلف و رخ سے ہوئی جنجال مایل
کیون نہ ورد اونکا صبح و شام رہی

ساقیا کل کو دور ہو کسکا
آج تو دور اک دو جام رہی

ہوش اوڑی نامہ بر دیکھکے اوسی
یاد پھر کیا میرا پیغام رہی

چشم میں وہ بھری ہی کیفیت
دیکھکر مست خاص و عام رہی

گر نہیں گل تو داغ ہی دیجی
کچھ نہ کچھ تو نشان کو نام رہی

مرغ دل اک جنبش ایسی کہ
کہ نہ دانہ رہی نہ دام رہی

گریہ ہی دور آسمان کا سے
جم نہ ٹہری یہاں نہ جام رہی

کہاں قسمت جو مثل سایہ کے
ساتہہ صاحبکی یہ غلام رہی

شور شیرین ہی وہ کلام تیرا
جو پڑہی اسکو شادکام رہے

نہیں تھمنے کا اگر دیدۂ تر سے پانی
تو گذر جاے گا اک پل مین یہ سر سے پانی

کام روتے شب و روز مجھے ہی جون ابر
کیون نہ پھر گذرے ہر اک راہگذر سے پانی

خانہ پرورد اسیران قفس کیون نہ مرین
شام تک جنکو ملا ہو نہ سحر سے پانی

کیا کیا امواج محبت نے کہان مین مجھے
گذرا یا نسون کے دلا جب ہی سر سے پانی

ہی شب و روز جو لعبت سے حنا بستہ کا خیال
خون دل کی اب آتا ہی جگر سے پانی

سوزش دل سے وہ شعلہ میری آنکھون سے اٹھے
شمع سان ٹپکی ہی جو دیدۂ تر سے پانی

دو بکر دل مین میری تیر کا پیکان جو دیا
بات مشکل یہ ہوئی اوسکی ہنر سے پانی

ذکر دندان کا تیری جو لب دریا پہ چلا
کیا تجمل ہو گئی بہا چشم گہر سی پانے

کوئی چشمہ تو میری سینہ سوزان مین نہین
پھر اوسکا تا ہی یہہ آنکھوں مین گہر سی پانے

تیری آنے ہی سے ہوا ایسا چمن تر شدہ
کہ شگفتگی لگا ہر برگ شجر سی پانے

نہین شبنم یہ عرق تنکی ٹپکتا ہی رنگ
ہو گیا ہر گل تر تیری نظر سی پانے

ابر رحمت کا نمونہ ہی یہہ سیکہو شون کو
بطمی چہرکی اگر بانڈ وہ بہی پانے

چشم چشمہ ہی طغیانیون سے چڑہتا ہون
شہ گذر جاتی ہر اک پل کی کمر سی پانے

ایک سیلو ہی اوٹہی لخت جگر ایک سے شرنگ
اگ آتی جو ادہر سے تو ادہر سی پانے

شور کرتی ہی کئی شور تیری عمر سدا
خون ہوا گر ہی نالہ کی اثر سی پانے

ملی ہے چاشنی ہمکو تیری شکر مقالی سے
ثنا سی میری فن رہ گئی جادو خیالی سے

نہ سیکہی کوئی اونکو اور ہم دیکہین سکو تیر پایا
تیون کو پردہ وحدت ملا غنچہ کی جالی سے

او ٹہائی لچہ تیغ آنی کا کب تر اک سے
پچکتی ہو کر جس سرو کی پہولونکی ڈالی سے

نہ ہا مضمون برجستہ کیا اس دلدار کا مین
میری مصرعہ کو بہ تنگی بیت بلالی سے

ناما مبر اکہا کشتی ہی اوڑ چلا آخر
دہان آیا پروانہ کی سر پر تیز بالی سے

کہین ہے سب وصل جسکو وہ قسمت مین نہین آتی
[illegible] کیا دیکہا بہالی

لکھو اب شور شیرین اور مطلع اس زمین میں وہ
کہ ہو طوطی کو خجلت دعوی شکر مقالی سے

بہ تنگ آئے ہیں اب ہم دلا اس تنگ حالی سے
خدا سمجھے کہیں آوارگی سے لاابالی سے

ہوا لبریز پیمانہ ہماری عمر کا شاید
جو میخانہ سے آتے ہیں پھر ہم ہاتھ خالی سے

ترا احسان اک تو مرتے مرتے سر پہ لیجائے
جو ہو ابرو کا عاشق قتل کر تیغ ہلالی سے

دل افسردہ کیا ہے کس کی بزم میں اپنا
مزہ ہر چیز دیتی ہے طبیعت کے بحالی سے

تمہیں دعوی کرم کا ہے اور بوسہ پہ کرتے ہو
ہوا کرتے ہیں خوش اہل کرم صورت سوالی سے

نگہ سے قتل کرنا اور زبان پھر جلا دینا
قیامت ہے بپا ہر دم تری وضع نرالی سے

رقیبوں کے چڑھا سر پر گرایا چشم سے مجھکو
ہوا دل خوش تمہارا اب کے میری پائمالی سے

خدا کی شان ہے یہ بھی یا نشان جادوی حق
کہ دل ہتیا بیٹھا ہے تو بکی خوش جمالی سے

ملی ہے شور شیرینی مطالب اس قدر تجھکو
مسخر ہیں تمامی ہند تیری خوش مقالی سے

مرض عشق میں ہر کام دوا سے پہلے
موت آجاتی ہے کہیں مجھکو شفا سے پہلے

باغ میں آئے وہ جب باد صبا سے پہلے
دھجیاں گل کی اڑیں خوف و حیا سے پہلے

گر تیری میں وہ خدائی کا جو ہیبت ہر دم
کیا ہی بہتے ازل میں تری خطا سے پہلے

جنبش ابرو سے ہم قتل کا ایما پا کر
کٹ گئے برّشِ صمصام ادا سے پہلے

تیرے ہی سایہ سے پایا ہے یہہ اوس نے رتبہ
کہ خدا نے تجھے بھیجا تھا ہما سے پہلے

زندگی ہوتی ہے اک جام پر آنے سے مری
کیا عجب ہے یہہ کبھی آب بقا سے پہلے

عید تو تم ہو میں زندگی میری ہو خراب
یہہ سزا مجھکو ملی روز جزا سے پہلے

حسرتیں دل میں بہت رہ گئی ہیں کم سوئے
کام ہو جائے نہ یہاں شرم و حیا سے پہلے

سرخیِ لب کو جو ہر رنگ سے ترجیح ملی
کٹ گئی لعل میں بھی رنگ حنا سے پہلے

روز محشر ہو شفیع عیسیٰ مریم اپنا
مانگتا ہوں یہہ خداوند دعا سے پہلے

حسرت زیست نہ باقی رہے پھر حشر تلک
یار آ جائے اگر ہمیں قضا سے پہلے

باغ میں اوس گل خنداں کے پہنچنا محال
جبتلک ساز نہو باد صبا سے پہلے

شعر یہہ صاف زبان تم نے کہاں سے پائے
جا ملے ہو کہیں تم اہل صفا سے پہلے

اشارہ قتل کو میری جو آپ کا ہو جائے
تو پھر شہیدوں میں نام اپنا جا بجا ہو جائے

جفا جو ہوتی ہے اون سے تو وہ بجا ہو جائے
وفا جو میں کروں دل سے وہ ناروا ہو جائے

کھڑی کھڑی وہ چمن میں اگر فدا ہو جائے
تو اوکھڑ نہ پانو یہہ شمشاد کی ہوا ہو جائے

ہماری کیا ہے حقیقت جو بت پری میں
خدا بھی دیکھے جو اوسکو تو خود فدا ہو جائے

ہزار شکر سے مین اوسکو جان دون اپنی / کہین سے پہرتی ہوئی جو ادہر قضا ہو جائے

ہمارے اشک کے موتی سے آب گر دیکہے / صدف سے نبد گہر کا ہے سلسلا ہو جائے

خدا کے واسطے تجہسے علیحدہ لف کہو / گہن کا ماہ سے صاحب سامنا ہو جائے

مجہے تو قید مین بہاہے زلف کی منظور / بلا سے حق مین مرے یہہ بہی اک بلا ہو جائے

عدو کی بات مین سب سے قابل تحسین / برا جو میرا ہوا اون سے تو وہ بہلا ہو جائے

تمہارے سایہ سے کرتا ہے اب ہما بہی رشک / عجب نہین کہ ہما سے ہی کچہہ سوا ہو جائے

اگر وہ بال بہا کر نچوڑے اپنی کبہے / گرے جو قطرہ تو وہ دُر بے بہا ہو جانے

ابہی سے چال مین ہے اوسکی حشر کا عالم / عجب نہین کہ کوئی دن مین سب جدا ہو جانے

مری مزار پہ آنا نہین جوڑا سبز / کہین نہ سبزہ مین زخم دل ہرا ہو جائے

برنگ نقش قدم جسکی پہر نہ وہان سے اوٹہون / گذر جو کوچہ مین اوسکی کبہی ہمارا ہو جائے

رہی نہ نام خدائی مین شور عاشق کا / جو دو ہی دن کو وہ بت حاکم قضا ہو جائے

فصل گل آئی اسیران قفس مین شور ہے / لی خبر صیاد اونکا تیر بس مین شور ہے

گونجتا ہے گنبد گردان میرے نالون سے روز / ہمدمون رعد غران کا نفس مین شور ہے

ناقہ لیلی مگر آیا ہے ہو کر نجد سے / نالہ مجنون کا جو بانگ جرس مین شور ہے

حبس نالہ سے پریشاں ہے صبر و قناعت آج کل
حرص دنیا کی کا بازار ہوس میں شور ہے

شہر یا توں سے تیری نشہ ہوا اپنا ہرن
کیا بھرا اس شربت فریاد رس میں شور ہے

آج شاید ہو گیا درد جنا ہی دستگیر
سن رہی ہیں صبح سے گوش قفس میں شور ہے

کچھ اسیکی کان تک پہونچا نہیں نالہ میرا
بلکہ اسکا رات سے فریاد رس میں شور ہے

اب نظر آتی نہیں کچھ خیر جان کے ہمدموں
ہر نفس بانگ دل فریاد رس میں شور ہے

کون گذرا ہے چمن میں گرم رو گلگشت کو
صبح سے جو آج گلچین خار و خس میں شور ہے

نام ہے گو شور میرا ضبط ہی رکھتا ہوں پر
عشق میں پردہ نشین کے میری بس میں شور ہے

جلا جاتا ہوں ستایا شرار آتش دل سے
بجھی گی یہ لگی اک روز آب تیغ قاتل سے

مثال اشک گر کس طرح اوٹھتی ہے محفل سے
زمیں کوئی جابان پھر نکلنی ہوگی مشکل سے

ہماری ناتوانی ہو گئی زنجیر پا ہمدم
گئی ساتھی جو ہم کو چھوڑ کر پہلی ہی منزل سے

بیابان گرد مجنوں سا نہو لیلی تو تجھ میں سے
بہت ہی آتا نالہ کا بغیر اپنی سلاسل سے

وہ روئیدہ ہے گل اور گلشن ہستی ہی اپنی گلچین
کھلا ہے رنگ ہم پر خوب یہ شور عنادل سے

پہنچی جان آنکھوں میں عشق کے اعجاز سے فورا
بنائی کوئی صورت نگر اگر تیلا میری گل سے

وہ آئی یا نہ آئی پر نہ پہونچی کچھ اثر اس کا
یہی لگتا ہے مجھکو ہر گھڑی ہے بیتابی دل سے

چڑہانی پہول دست غیر سے جو اسی مرقد پر
میری سبزہ کی غیرت نے پہنچی گرا ان کے گل سے

جو مانگا ایک بوسہ عمر بہر مین تو لگی کہنی
ہمین نفرت رہا کرتی ہی اکثر ایسی سائل سے

یہہ سب جانتی ہی اکدن جان نکل جائیگی تم پر
رہا کرتی ہی پہر کیون جان کر انسان غافل سے

لگائی چپ پڑی شعر و سخن تو تھی شور چاٹ ایسی
کہ اوٹھتی ہی نہین دنیا مذاق طبع محفل سے

ہے ہی شوق شہادت کہہ رہا ہی تیری بسمل کی
تہہ خنجر نکلنا جان کا ہوگا سخت مشکل سے

نہین وہ جان جان آیا تو اکدن موت ہی کی
رہا کرتی ہی جو دو دو پہر باتین مجہی دل سے

نہ بیٹھی چھپ کے اکدن بھی جا کر سو الفتین
گئی اوپر ہی اوپر شعلہ دود شمع محفل سے

رہا سر در گریبان سامنے محراب کے کیسا
تیری ابرو جو زاہد جانتا تہا حد فاصل سے

نہ پائی کچھ جو مقصود کی راہ اکدن ہم نے
سر جادہ ہی جون نقش پا محروم منزل سے

کباب خام جلکر آگ مین نکلا تو کیا لذت
غرض سوز محبت کا کوئی پوچھے مری دل سے

نہین وحشی گرونکو کام کچہ سیر قیسی جز خلوت
غرض آب دم شمشیر کا پوچھو تو گھایل سے

خدایا کیا ہی لذت ظالمون کو دل ستانے مین
غرض لیتا ہی جو صیاد رقص مرغ بسمل سے

بیان لذت بتا دیتا ہی مضمون عبارت کے
کہ حضرت زینت مشغول ہی جو بی نا قل سے

جو وعدہ بزم مین آنیکا وہ میری کرتی ہی مینکش
نہ با دول کا شیشہ او قدح لون بادہ کا گل سے

غبار اسکا جو ہی دنبالہ رو لیلی کے ناقہ کا ۔ بنایا ہی مزار قیس شاید گرد محمل سے

وہ ہی نکلی ہی جو کچھہ بادہ ہو اصل ہستی کا ۔ نہیں ممکن نکالی تیل کوئی آنکھہ کی تل سے

اثر سی درد دل جاتا رہے دست خدا ئین ہے ۔ کوئی تعویذ گنڈا ہو تو لاؤں جا کے عامل سے

ہمیشہ چاہتی ہی شور یہہ تعویذ گور اپنا

عجب کیا نطق ہو پیدا زبان تیغ قاتل سی

چمن کی بی ثباتی کا الم بلبل سی کہنا ہے ۔ ستم گلچین کا کچھہ احوال مجکو گل سی کہنا ہے

پریشانی تہی پہلی اب تو ہی جان پر وبال آئے ۔ مجھے ہی حال پیچا پیچ سب کاکل سی کہنا ہے

مشابہ زلف سی ہو کر قدم باہر ہی جاوے ۔ یہہ زور سرکشی اب تو نہیں سنبل سی کہنا ہے

کسی کی چشم میگوں سے ہوئی بیہوش ہم ساقی ۔ مزہ اس کیفیت کا جام جم اور مل سی کہنا ہے

فقط اوس گل کے عشق کا نوک اگر پہونچا تو کیا پہونچا ۔ خراش خار غم خار چمن مین گل سی کہنا ہے

نہیں باقی رہا ہے تار تک جیب و گریبان مین ۔ یہہ صورتحال اپنا اب تو ہم خستہ گل سی کہنا ہے

فراق یار مین ساقی دکھا دیتا ہے دل اپنا ۔ بوقت میکشی یہہ راز ہی قلقل سی کہنا ہے

اور اڑا لائے کبھی تو خاک میری اوسکی کوچہ مین ۔ صبا کی کان مین یہہ مدعا کاکل سی کہنا ہے

چلو اے دود تو اب فلک سا یہ تلی بیٹھیں ۔ پیام خاکساران باغ مین صلصل سی کہنا ہے

انکا ملا جو گھر سے کشتی کرکے دل خوش سیر دریا سی ۔ سلام آشنا یار ہمرہان پل سی کہنا ہے

گرداب عشق سید شور صاحب فارسی مین بہی
ہمین کچہ ساکنان خطۂ کابل سی کہنا ہے

ہجر مین کیا رنگ لاتی ہی گہٹا برسات کے
دل مین کیا لہرین اٹہاتی ہی ہوا برسات کے

سبزۂ و آب روان ساقی صراحی صحن باغ
دی خدا اتنی تو آرایش بہلا برسات کے

ابر باران مین نہین چہٹتی ہی منہ سی اوچہلن
بہہ پڑا بوندی مہری تو آشنا برسات کے

قلقل مینا یہہ ہی کہتی ہی دل سی بار بار
بخش دی اللہ مرا اک خطا برسات کے

پنجۂ مرجان سی افزون ہو نگی تیری ہاتہہ پر
رنگ جب شوخی سی لائی گی حنا برسات کے

صدقی اوس خالق کی جسنی اپنی فیض عام سی
کہیتون کی سبز کرنی کو سدا برسات کے

تم کو بہی لازم ہی لینا مجہسی جام آفتاب
چاندنی چہٹکی ہوی ہی مہ لقا برسات کے

لطف تو جب ہی کہ ہو پہلو مین وہ رشک بہار
اور ٹہنڈی ٹہنڈی چلتی ہو صبا برسات کے

تاک مین رہتا ہی تو جو آج کل میخانہ کے
کیا لگی ہی شور تجکو بہی ہوا برسات کے

ساقیا کرتا ہی کیا تعریف تو برسات کے
ہی لب مینا پہ قلقل گفتگو برسات کے

آج موقع ہی گہٹا آئی تو ساغر بہی چلی
رکہہ لی میخوارون مین یا رب آبرو برسات کے

حوض چلتی ہین صفا بخشین ہین نہرون کی روش
ہو رہی تا بیابان ہین کو بکو برسات کے

گاہی مین جاو جہومی ہین شاخین چمن مین / گر رہی ہی باد صرصر کیا غلو برسات کے

غنچہ سان بستہ دلون کو دی ہے اکدم ہی کھلا / چشم بد دور اسقدر اچھی ہے خو برسات کے

چھیڑتا تھا جب کہ واعظ ابر رحمت کا بیان / گفتگو کرتی تھی مکیش دو بدو برسات کے

بھول جاتی سبحہ و سجادہ کا بالکل شاہ جو / سن لے کیفیت اگر زاہد کبھو برسات کے

محتسب کے سر مین آئی کیون نہ بادہ سی فتور / مصحفی ہوئی ہوا پا کر کدو برسات کے

مل گئی کیا شور صاحب آج کل کہنہ شراب / پا بالکل آئی بہری کوئی سبو برسات کے

یون تیر میری سینہ انکا پہ دوڑی / جون کبک مری جلوہ گلنار پہ دوڑی

مجنون کو اک سلسلہ پا ہی سی ایذا / ہم برہنہ پا جادۂ پر خار پہ دوڑی

احباب نے کی دل سے دوا [illegible] ایسی / مدت تک اطبا تری بیمار پہ دوڑی

پایا نہ نشان پیکر شیرین کا الہی / ہم دشت مین گاہی کبھو کہسار پہ دوڑی

گریہ سی میری آنکھو مین یون پڑ گئی جالی / نم پاتی ہی جون مورچہ تلوار پہ دوڑی

پلکو پہ ڈہلکتی ہین مری آنکھو سی یون اشک / جیسی گہر شبنم زنار پہ دوڑی

رہتا ہی مجھی کشمکش سے یہی ارمان / کب موجہ طوفان در دیوار پہ دوڑی

[illegible] / گو مثل صبا سبزہ گلزار پہ دوڑی

افسوس کہ اون تک نہ خبر ایک بہی پہونچی
بجلی کی طرح اشک مری تار پہ دوڑے

مایل ہوں پہ داغ ہی اوس زلف پہ لیلیٰ
جیسی کبہین چاؤس سر مار پہ دوڑے

جب گل میں نہ بو اوسکی سی پائی کبہی بلبل
کیونکر نہ تری نہی ہوئی تلوار پہ دوڑے

پہر پاہی میرا دل تری مژگان پہ ہوں کہ
گل سی کبہین تپلی کوئی جوبن تار پہ دوڑے

ای شور غزل سنکے تری طبع سخن ور
ممکن ہے کہ پہر غیر کے اشعار پہ دوڑے

کچھ نہ دو بوسہ نہ دو سو عاشقی رہ جائیگی
بات کچھ نہ کیجی کہ آخر بات ہی رہ جائیگی

دیکھنا ای صیاد گلشن سے نہ پہندوں کو لگا
اوڑ گئی بلبل تو نہ ناحق گہات ہی رہ جائیگی

خوف ہی مجکو نہ ہو جمع آہو نکا دہوان
پہر نہ ہوگا روز روشن رات ہی رہجائیگی

شاطر ایام کے منصوبے رہجائینگے سب
جب نہ ہیگا مہرہ اپنا مات ہی رہجائیگی

پہر نہ کیف عالم آب ایک بہی ہوگا نصیب
خشک ساقی ہی تری برسات ہی رہجائیگی

کیا خبر تہی یہ نگی ہو ازل عشرت لئے اور
اور میری قسمت میں بس آفات ہی رہجائیگی

کوئی دن کی ہی مہمان قفس صیاد ہم
پہر وہ ہی ضایع تیری اوقات ہی رہجائیگی

خاک اپنی اوسکی کوچہ ہی صبا لیکر اڑی
اور دلاور کر پہر ہین ان بات ہی رہجائیگی

ہو نہ دو بوسہ لی باتین ہی دو ہی کرو
وقت جائیگا نکل ہیہات ہی رہجائیگی

ہجر کی شب کے طوالت حشر تک ہوگی نہ کم
ہم نہ ہونگی ایک دن یہ رات ہے رہجائیگی

چاہئی تقسیم کرنا وقت کا ہر کام مین
ورنہ دل مین حسرت اوقات ہے رہجائیگی

کچھ اسیران قفس کے بھی خبر صیاد لی
جب نہ ہونگی ہم یہ تیری گھات ہے رہجائیگی

شور صاحب کیا بھروسا زندگی کا سچ یہ ہی
سب فنا ہو جائینگے وہ ذات ہی رہجائیگی

ہی روز ابر اور گھٹا پر بہار ہے
سامان سب ہین ساقی کا پر انتظار ہی

جوبن پہ فصل گل ہی چمن مین بہار ہے
گل کھل رہی ہین جوش پہ ہر جوئبار ہی

آب روان ہی سبزہ ہی کوئل ہی کوکتی
پر مور کی صدا پہ دل و جان نثار ہی

بھی ہی جب گھٹا تو گھٹا جاتی ہی جگر
فرقت مین تیری اوس پہ یہ جھونکوں کی مار ہی

ساقی تو جلد مجھکو برانڈی کا جام دے
برسات مین ثواب تجھی بی شمار ہے

اس کاروان سرای خرابات دل مین آج
کس کو کیا قرار جو جان بی قرار ہی

باد صبا کی زلف کو اوسکی اگر چھوا
جو دل کو میری صبح سی آج انتشار ہی

تدبیر کیجے آج ہی کل ہو سکیگا کیا
ہی وہ شکل کہ یار کی پیچھی سوار ہے

پھولا نہین سماتا ہی جامہ مین اپنی شور
کسکے گلہ کا اوترا ہوا پایا ہار ہے

تیری ابرو کی جو گردن پہ دوانی بانکی
ہاتھ اک ایسا لگا پھر نہ وہ پانی مانگی

غنچہ کس منہ سے تیری تنگ دہانی مانگی
پہلی خیر اپنی خزان سے تو زبانی مانگی

نقشہ اوس چاہ ذقن کا جو کبھی کھینچ لیا
حشر تک تشنہ رہی آب نہ پانی مانگی

دل نے یا دین نے یا عزت و ایمان دیا
جان بھی حاضر ہے وہ یوسف ثانی مانگی

خنجر داغ جو ہے پاس وہ دکھلاؤں گا
ظلم کی حشر کو جب کو نشانی مانگی

کیوں نہ سم کھا کے میں مر جاؤں اجل سے پہلے
سینہ پر کس نے خنجر کی پوشاک وہ پانی مانگی

ساری عالم میں ہے مشہور فلک کے پیری
یہہ برا ہو رہا پہلا خاک جوانی مانگی

گالیوں کے سوا اور دینی کو کیا دیتی ہو
تم سے کیا چیز کوئی دشمن جانی مانگی

شعور اوسی ابروئی خمدار کا وہ نقشہ کھینچا
جو کہ تم سے کجل صیف زبانی مانگے

خیال چشم او رخ سی نہیں یک لحظہ ہم خالے
چمن بھی نرگس و گل سے کہیں ہی یک قلم خالے
نہیں ہی فکر روزی سی کوئی یہاں بیش و کم خالی
کہ ہر دانہ سنگ آسیا کا ہے شکم خالے

تمہیں عشق ستم ہی اور ہمین ہی ربط ضبط اوسکا

نہ دم بھر کے تمہیں فرصت نہ یک لحظہ میں ہم خالے

مژہ کی تار میں کیا اشک کی موتی پروتے ہیں

نہیں ہیں یادسی پل بھر نہیں تیری صنم خالے

پتنگ شمع پہلی سر کٹا بیٹھے ہیں ہم اپنا

نہیں یہ وجہہ کوچہ میں تیرے رکہتی قدم خالے

جب آئی تہی تو کیا لائی تہی ہم ہستی فانی میں

اور اب جاتی کو ہیں تیار پھر سوے عدم خالے

چڑہائی جان و دل پر ہی بہلا کب خبر ہو انکی

نہیں پہرتی کی یہ فتح یہ فوج درد و غم خالے

کسی کی پر کترنا اور کسی کو ذبح کر دینا

ستم سی پر نہیں رہتی کبہی اہل ستم خالے

غزل اس بحر میں لکہی ہی کیا موتی پروئی ہیں

گہری شور کب تیرا ہی بہر داماں ہم خالی

زنجیر زلف ہو گئی بارگران مجہے

کوثر کا ہی خیال نہ خواہش جنان مجہے

ہنسی رہی گی اب کہ کری نہ گمان مجہے

عشق صنم کا نقش ہوی ہر زبان مجہے

رہنا زمین پہ بھی ہی گردش سے اب محال
چھوڑون نہین آسمان کو یہ یا آسمان مجھے

پردہ مین دل کی بات کا رہنا ضروری ہی
اس واسطی عزیز ہی درد نہان مجھے

مرنی کی بعد مٹی بہی برباد یہ ہوئی
ملتا نہین پتہ ہی نہ اوسکا نشان مجھے

انکو تلاش کرتا عدم تک گیا خیال
پائی کمر نہ ایسی ایسا دہان سے مجھے

اوصاف خال و خط کی جو لکھتا ہون یکقلم
دل سی عزیز کہتی ہین سب نکتہ دان مجھے

رونی سی بہید دیدۂ دلخستہ کہل گیا
تجھسی یہ چشم کب تہی ای چشم روان مجھے

کیونکر برا نچاہون بہلا ناتوانے کا
اسکی سبب سی چھوڑ گیا کاروان مجھے

تو نی صبا اڑا کی یہ مٹی خراب کی
گذری ہی خاک چہانتی عمر روان مجھے

اوس دن سے مجھکو ابرو و مژگان کا ہی خیال
اوستاد جب سکہاتی تہا تیر و کمان مجھے

کس منہ سی غنچہ کرتا ہی اوسکی دہن سے رشک
سیتی ہی اوسکی اب تک گلسی زبان مجھے

ہی شہد و روغن کا تو شب کو بہی یاد ذیف
دن رات انکی کام سی فرصت کہان مجھے

طرز بیان لطف سخن سنکی وہ میری
کہتی ہین اب تو طوطی ہندوستان مجھے

انکی عدو کی یاد بہی جب بہولتی ہین
دیتی خبر ہین اسکی ہوا ہچکیان مجھے

آخر مین پہونچا ملک عدم تک یہ کہکے شفق
ای عمر رفتہ چھوڑ گئے تو کہان مجھے

مقتل میں وہ جب باندہ کی تیغ و سپر آئے
کیا کیا میری ارمان شہادت کے بر آئے

مطلب یہ نہیں پر اکہ مطلب پہ بر آئی
پر خیر سی جان اپنی بچا نامہ بر آئے

آیا نہ خریدار کوئی گانٹھہ کا پورا
اور آئی جو دل لینی کو تو مفت بر آئے

مدت سی نہیں نا شناسے آنکہوں سی اب آئے
پہر کیا دل گم گشتہ کی اپنی خبر آئے

پیکان جو گیا تیر کا پہلو سی جگر میں
تو حضرت دل لی کہ پہلو کدہر آئے

جلوہ کو تیری دیکہ کی اب کسکو میں دیکہوں
ارمان ہی نہ آنکہوں سی پہر کچہہ نظر آئے

اوسکی لب و دندان کو جو کر یاد میں رویا
کیا کیا ہی نکل چشم سی لعل و گہر آئے

دن رات کی رونی سی گئی آبرو تیری
ارمان ہی اب تو نکل چشم تر آئے

صیاد نی اب پر زدن سکو ہی کیا بند
مدت میں نکل کچہہ جو میری بال و پر آئے

جز داغ ملا کچہہ بھی نہ الفت کی شجر سے
اس باغ میں ہم لینے کو یہہ ہی ثمر آئے

گو پیشیون میں دنیا کی ہوئی کامل و استاد
پر چین سے کہ دین ملتا نہ ایسی ہنر آئے

کچہہ تو ہی سنی جان تو اس دل کی لئے تدبیر
آنکہوں سی نکل آج جو لخت جگر آئے

خالی نہ گیا دل سی کوئی تیر ہی ہرگز
یہہ تیر قرہ دل پہ میری عمر بہر آئے

کسطرح نکالون تو سی پیکان کو جگر سی
مہمان کبھی اوٹہاتا ہی بہلا کون جو گہر آئے

ہم مانگتی ہیں گہر بیٹہی سدا خیر جہاں سے

طبیعت مین ہماری نہ کبھی شور شرائے

جو گلشن سی کچھ روز دن ٹل جائینگی | تو کہتکی خزان کی نکل جائینگے
ہوئی خندہ گل پہ بلبل جو گریان | تو چشمون سی دریا اوبل جائینگے
یہی اندو شدہی نالون کی گر | تو انگور دل کی کچل جائینگے
اگر قحط الفت رہا چند سال | تو عشاق کی پانو چل جائینگے
نہ آئی اگر سنگلے معشوق تو | تیری ساتہہ ہم کب اجل جائینگے
زمین سی نہ اوٹہینگی طفل سر شک | اوٹہایا تو فوراً اچھل جائینگے
وہ نکہرینگی بن ٹہن کی جب مہ جبین | تو سانچہ مین قدرت کی ڈہل جائینگے
اگر درد سی دل کی ہم بچ گئے | سنبہلے سنبہلے سنبہل جائینگے
چہپا عشق گر شمع رو کا نہ ہائی | سراپا کسی دن پگہل جائینگے
وفا تو نہ صمصام ابرو کو چہیڑ | یہی قتل جوہر اوگل جائینگے
جو ٹہانی ہی دل مین کرینگی وہ ہی | گئی وہ نہ گر آج کل جائینگے
جو دیکہا کبہی تو نی نرگس اونہین | تو انکہین وہ تجہسی بدل جائینگے

رہا اور دو اوس شمع رو کا جو شور
دل و جان کسی روز جل جائینگے

چمن کی سیر کو آتا وہ یار راہ مین ہے
خزان نکالی گئی اور بہار راہ مین ہے

قدم قدم پہ جو اوڑتا غبار راہ مین ہے
کوئی تو گرم روان شہسوار راہ مین ہے

شہید ناز کی جو سرفرازی ہی منظور
لگا دو ایک ہی ٹہوکر مزار راہ مین ہے

ہزارون ناوک مژگان کے منتظر ہین کہڑے
قدم اوٹہا کی چلو تم شکار راہ مین ہے

تلاش یار مین ہم کیون کسیکو لینگے ساتھ
ہمارا سر ہی ہمین ایک بار راہ مین ہے

یہہ اوڑتی خاک بگولہ کی ساتھ کسکی ہی
کہ دیکہتا ہون جسے ہر ایک غبار راہ مین ہے

عدم کی کوچ مین جائیگا کون ساتھ اپنی
نگہ نیاز کرم آخر نگار راہ مین ہے

خرام ناز قیامت ہے اوسکی دیکھین آج
جدہر کو دیکہی امیدوار راہ مین ہے

سنبہل کی ہم ادہی دشت مین پانو رکہتا ہین
کہ نقش پا کی طرح خاکسار راہ مین ہے

رسائی کوچہ جانان تک اپنی مشکل ہے
کہ دوست عشق کا ہی دشمن ہزار راہ مین ہے

سنبہل کی باغ محبت مین پانو رکہنا شعور
گل مراد ہی یہان پہلی خار راہ مین ہے

سماتا اس لیے اپنی نہین نگاہ مین ہے
کہ داغ نقص کا ہر ماہ کی جو ماہ مین ہے

یہہ فرق صنفی ہی جب تک گدا و شاہ مین ہے
جو کر نہ بعد فنا مشت خاک راہ مین ہے

کہا یہہ جام سی توبہ کو تو ساقی سے
ثواب جو مین ہین لطف جو گناہ مین ہے

خرام ناز کی مشتاق ہر جگہہ دیکھی
کوئی حرم مین ہے اور کوئی خانقاہ مین ہے

نگہہ سے قتل کیا اور زبان سے پھر زندہ
سر حیات و ممات آپکی نگاہ مین ہے

یہی تو عشق کا اعجاز ہے کہ جو عاشق
کبھی ہی جان سے پر اب ہی کسیکی چاہ مین ہے

ہزار ہون عاشق لیے جان مین سیکڑون بسمل
اجل بھی پاے شکستہ اکی سکی راہ مین ہے

فلک پہ شمس و قمر کے سبب نہین پھرتی
یہ چکر ان کو بلا شک کسی کی چاہ مین ہے

پڑا ہی عکس صنم تیری ناخن پا کا
کہان ہلال یہ نہین خلق اشتباہ مین ہے

نشان مقام کا گم اور نہ رہنما کوئے
غرضکہ تخت افسر بیت عدم کی راہ مین ہے

اسی پر انڈی کی بوتل بہجیو نہ تو ساقی
کہ اوڑہی لال پہی شیشہ سیاہ مین ہے

فلک ہی خوف سے بنتا ہی اسکی گردش مین
یہ سرکشی و رسائی ہماری آہ مین ہے

کوئی کہی ہی عدم کو مثل ہوا اسکو
غرضکہ آبکر اب تک اشتباہ مین ہے

کسی کو قتل کیا اور کسیکے جان بخشی
جو دل مین آپکی ہی وہ میری نگاہ مین ہے

گدائی چھوڑکی دنیا کو نقد دین پایا
بھلا یہ لطف کہان غنچہ کو غرور جاہ مین ہے

حبیب کا جو دعا گو ہی وہی عاشق
وفا جو وصف شہا ہی وہ خیر خواہ مین ہے

پسند طبع نہیں اپنی چار دن کا ملاپ
مزا تو زیست کا ہی میری جان نباہ مین ہے

سنہیں ہی شیرہ کی کو فرصت جو شور کرنی ہی

خیال کس کا یہ اوسکی دل تباہ میں ہے

دل ہی نہ دیکھی ہم تو گنہگار ہو گئے
ہم جان کی ہی مفت خریدار ہو گئے

زلفوں سے ہی تیری جنہیں کو سروکار ہو گئے
دام بلا میں آ کی گرفتار ہو گئے

مشک ختا کی نام سے لفین اوسکی بیچ میں
کہکر ذرا سی بات خطاوار ہو گئے

کسکا گذر ہوا ہی اس راہ سی کہ ہم
نقش پا پہ سے شے کو تیار ہو گئے

آتی ہیں وہ مزار پہ میری کبہی کبہی
مرتی ہی بخت خفتہ بہی بیدار ہو گئے

داغوں سی کہل ہاہی جو لالہ مزار پر
مرنی کی بعد ہم گل و گلزار ہو گئے

کہیا سر زمین وادی حسرت ہے کی ہی ولا
پیدا قدم اوٹہا کی ہی وہاں خار ہو گئے

کس شوخ چشم کی ہیں ہم نظر لگی
جو دیکہتی ہی ہم تہی بیمار ہو گئے

آتی ہی اونکی نزع میں ہم رنگیا دین
مرنی کی وقت بخت مددگار ہو گئے

تشبیہ اونکی چہرہ کو میں نے جو گل سی دی
اس بات پہ گلی کا میری ہار ہو گئے

جو قلی ہی اوسکی ہوی کمر کا ملا نشان
ای شیخ ہم ہی واقف اسرار ہو گئے

اے بیخود کہ [illegible] ایسا ہیں کس کہ ناز تہا
دیکہا بہی [illegible] تو بیزار ہو گئے

دل دیکہی الفت سرا اپنی کو ونگت بلبل [illegible]
صفحہ [illegible] شعر و آج و مخول [illegible]

جو ہجر میں ہی جان کو برباد کرینگے
تو وصل کی ہم روز کو کیا یاد کرینگے

جب صانع قدرت نے تیری چشم بنائی
فرمایا کہ اس عین پہ ہم صاد کرینگے

مجنوں تو ہوا فوت مگر نجد میں جا کر
اوس خطۂ ویران کو ہم آباد کرینگے

تصویر تیری کھینچ کے آگے کو نہ ہرگز
یہ پیشہ کبھی مانی و بہزاد کرینگے

دین بھی لیا ایمان بھی لیا جان بھی لی
آگے کو وہ کیا کیا کبھی ارشاد کرینگے

بے جرم چھری پھیر دی گردن پہ ہمارے
کیا کوچۂ جلاد میں فریاد کرینگے

اوس چشم کی گردش کا یہ ڈھب ہے یہی طور
در پردہ ستم اور وہ ایجاد کرینگے

ہوتی ہیں عجب جو افسونی محل اب
اس بت سے وہ میں کیا دیکھیے افتاد کرینگے

صیاد یہ کہتی ہے بہار آئی ہے صد حیف
ہم کو یہ توقع تھی کہ آزاد کرینگے

اے شور ارادہ ہے کہ اب جا کے چمن میں
ہم بلبل شیراز کو استاد کرینگے

دم بدم جو لگ گئیں ہیں ہچکیاں آنے مجھے
یاد اوس نے کیا شاید خدا جانے مجھے

جان و دل کو لے گیا وہ مجھ سے دلربا
اب قیامت ایسی ہے مشکل میں پاتا ہے مجھے

جب کہا میں نے کہ سایہ بھی مجھے پر ہاں
کیوں نہ دیا آنکھیں ایکدم ہی سب نے مجھے

پہلو میں دل نہیں ہے جان کے طلب کرتی ہے دم
جب شکایت کرتا ہوں کہتی ہیں ناوطنی مجھے

آج کل دل کا میری کچھ طور ہی
غیر کا شکوہ وہ سنکر مجھسے فرمانی لگے
دل دیا تہا انکو جب انجام کو سوچا نہ حیف
حال میرا دیکھکر دشمن بھی غم کرنی لگی
ہین مریض عشق ہون مجھکو شفا ہوتی نہین
وصل کی وعدہ ہمارے او سعد مہ ہر کے

لگ گئی کسکی نظر بی وجہ خدا جانی مجہی
آگیا آئی ہین ناصح تنکی سمجہانی مجہی
اب ہنسی ہین اوسکو دیکر کیا ہنسانی مجہی
دوستو اب پڑ گئی ہین غم کی غم کہانی مجہی
کیون عبث لیجاتی ہو ہمدم شفاخانی مجہی
اب نہین دیتی ہین جینی اور نہ مرجانی مجہی

شور کا وہ شور سنکر شب کو یہ کہنی لگے
ایک دم سونی نہین دیتی ہی دیوانی سے مجہے

کیون نہ روشن ہو جہانمین خود نمائی آپکی
ہی ہماری سایہ ہر لحظہ برکہائی آپکے
جسکو چاہا ہی تو تمنی کیا اپنا غلام
وہ بھی ہی حضرت دل از لف کو کرو سلام
وصل میں بھی تنہا ہی کہسکا اوسکا دل حیف
[illegible]
[illegible]

آئینہ بھی رو رہتی ہی لڑائی آپکے
راس بیگانون سی آئی آشنائی آپکے
غور سی دیکہا تو سایہ سے جدا آپکے
ہی وبال جان ہمین [illegible] رسائی آپکی
یاد پڑ جاتی ہی [illegible]
[illegible]
[illegible]

مجھسے کیون لڑتی ہو دیکھو تو ذرا گھر سی نکل
یہہ تو کہتی ہو جہہ خنجر کا ادہی کا کسطرح
لیلی شب پہنتی ہی کہکشان کی ہار کو

پڑ رہی ہی ہند مین ہر سو دہائی آپکی
شاخ گل سی بہی ہی نازکتر کلائی آپکی
دیکھلی ہی جیب نی زنجیر طلائی آپکی

آئینہ سی شور جسکو ہو کدورت دمبدم
ہو چکی اوس سی قیامت تک صفائی آپکی

گر خوشی آج ہی تو پہر غم فردا کیا ہی
لب لگی اگی تیری اعجاز مسیحا کیا ہی
زلف کہتی ہی مری سامنی کالا کیا ہی
جلوہ عشق ابھی دیکھیہ لین اگر ہو اسی
دل مین جب کیف دو عالم کا بہرا ہی آکی
ترک دنیا کو کلیا ہیچ سمجھ جب ہم نی
دل عشاق کو کہتی ہی رگا شہ مین زلف
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جسپہ ہو فضل خدا اکا اوسی کہٹکا کیا ہی
زلف کی آگی بلائی شب یلدا کیا ہی
چشم کہتی ہی گل نرگس شہلا کیا ہی
داغ دل کی مری آگی مہ بیضا کیا ہی
جستجوئی حرم و دیر و کلیسا کیا ہی
اس سی پہر زیادہ ہمین اور تمنا کیا ہی
نہین کہلتا ہی کسی سی بہی یہہ عقدا کیا ہی
تم ہی ہی چہرہ بکر واب مجھی دعوی کیا ہی
کچھ نہین ہی ہی تو عشق مین کہنا کیا ہی
خبر آگی کی سناؤ ابھی دیکھا کیا ہی

آنکھ چھپر لی کی ہم ہی امید میں ہی
آندھ پر لگی ہی ہاتھ اشک کے دکھلای دی

کھل گیا راز نہاں اب باہر ہوا کیا ہی
آگ لگی کو ہاہی دیکھئی ہوتا کیا ہی

ہنستی ہنستی ہی دیا شور تو دل تم نی اوسی
اسکا اب سچ ہی کیا اور تمہیں سونا کیا ہی

ہاے دم تیغ ہی میری اوسکے رکھائی نہ گئے
اسی امید پہ جان لب تلک آئی نہ گئے

آنکھ چھپرو لی لئی ہم ہی لڑائی نہ گئے
چشم امید کبھی چشم نمائی نہ گئے

کب تیری در پہ ہم شوکت شاہی نہ گئے
کب تیری کوچہ میں ہر روز خدائی نہ گئے

خون کیا شوق شہادت کا نزاکت تیری
تیغ گردن پہ میری جب لگائی نہ گئے

ہم سا ہی تو گئی عشق میں کاکل کی سدا
بات پر پیچ کی اوسکی کبھی پائی نہ گئے

گلہ یار کا سوچا تھا مجھی کچھ ہی جواب
بات ہر چند بنائی پہ بنائی نہ گئے

دوستان ہجر کی جی میں تہا سناؤں انکو
چار آنکھیں ہوئیں جب کچھ ہی سنائی نہ گئے

سخت جانی کی نکلنی دہی جان نہ تمہیں
اس ندامت سے اونہیں شکل دکھائی نہ گئے

بہ گئے جان گو معرکہ میں عشق کی آہ
لشکر غم کی مگر دل سے چڑھائی نہ گئے

شرم میں گر چہ چہرہ پہ نہ ہیر کی ہتی مجھسی
نگہ شرم ولی اونسی چھپائی نہ گئے

اوسی عشق کا کیا عجب ہی ہوتا ہی برا
اونکی تصویر ہی سینہ سی لگائی نہ گئے

بات غیروں مین کہلی شوریہ کی جب دم
یہان جتائی نہ گئی اونسی چھپائی نہ گئی

شور پر کس کے چشم تر نہوئی — پہنچی ہی خبر جب نہوئی
آخرش رو رہی ہیہی آنکھوں کو — ایک دن خشک چشم تر نہوئی
ہم نے مر مر کے لو گذاری عمر — تم نہ آئی تو کیا گذر نہوئی
بیخودی گر یہی خدا سمجھی — قافلہ چل دیا خبر نہ ہوئی
جان دینگی نہین اجل کو ہی — اون کو لینی مین ہان اگر نہوئی
کہون ہیں وہ شام سی چوٹی — اسی اندھیر مین سحر نہوئی
جان کر وہ نہ آئی نعش پر — میری مرنی کی کیا خبر نہوئی
بندھ گیا اپنی بال بال اپنا — ہی سر زلف اب بسر نہوئی
ہی عدو پر تو عین چشم کرم — بد نظر ہی یہان نظر نہوئی
بار گیسو اوٹھا نہ سکتی وہ — شکر ہی آپ کی کمر نہوئی
پہونچی آہ رسا فلک پہ آج — دل مین تاثیر اوسکی پر نہوئی
مرض عشق کا کیا جو علاج — کچھ دوا اس پہ کارگر نہوئی
اسکو دل مین بہی رکہنی کی دیکھ لیا — با اثر آہ بی اثر نہوئی

شعر شیرین کلام ہے تیرا
اس سے میٹھی کبھی شکر نہ ہوئی

تہنیت یوم کلان بابت سال سنہ ۱۸۷۵ عیسوی

خدا کی خیر سے پھر ہمیں وہ دن دکھایا ہے — بڑی امید سے باری بڑا دن آج آیا ہے
کہ کیونکر ہو خوشی عیسائیوں کو آج کل دن کی — کہ اونکے سر کے اوپر دامن عیسیٰ کا سایہ ہے
یہہ وہ دن ہے ہوا حضرت کا دنیا میں ظہور ایسا — کرامت نے بڑی بخشش کا پایہ آج پایا ہے
سماے کیونکہ جامہ میں خوشی سے امت عیسیٰ کے — کہ ہر کے سب میں یہہ اک دن ہاتھ آیا ہے
پلا ساقی تو جام ارغوانی اہل مجلس کو — سماں عیش و طرب کا سب کی آنکھوں میں سمایا ہے
ادھر ہے ساقی گلشن ادھر ہے ساغر و مینا — مزہ اس دن کا محفل میں کیا کیا رنگ لایا ہے
کہیں ہے جمع گل و ار کہیں یکجا ہیں سب خوش خوش — یہہ گلچیں حقیقی نے نیا ہر گل کھلایا ہے
صدائے رقص و مطرب نے کیا جب شور محفل میں — تو شکر شیرینی ہے تو خوشی کا غل مچایا ہے
رہیگا سال نو تک اب یہی جشن طرب ہر دم — کہ آنکھوں میں ہر اک کی ابھی نقشہ جمایا ہے
زمین و آسمان جشن کی آتی ہیں بول اٹھے — سبحان اللہ عقل نے یہہ دن عجب گنایا ہے

پلاو پوٹ شیرین اور کھلاؤ کیک مہمان کو
غرض آب زندگی کا شعر اس دن نے چکھایا ہے

تہنیت ثانی

یہہ بڑا دن ہی کھلا پھر در میخانہ ہی — کہ نیا دور نیا شیشہ و پیمانہ ہے

آج وہ دن ہی کہ ہی حضرت عیسی کا ظہور — اسکی برکت سی خوشی اپنا ہی بیگانہ ہے

جلوہ افروز جو ہین ہو کے حضرت کے خوشی — ہفت افلاک پہ پہونچا میرا کاشانہ ہے

جب سی لو جان کو میری حضرت عیسی کی لگی — وہ اگر شمع ہی تو دل میرا پروانہ ہے

شیشہ دل میں جو وہ نور کا پتلا اوترا — اس لئی یہہ میرا غم خانہ پریخانہ ہے

بعد اک سال کی پھر یہی ہوا یہہ روز نصیب — دمبدم آج زبان پر یہہ ہی شکرانہ ہے

تیری کبھی سی نہ چھوٹی گی در ابدیسی پر — ناصحا تو ہی سراسر کوئی دیوانہ ہے

آجکی دن لئے یہہ بخشا ہی میری دلکو سرور — نہین سنتا ہی کسی شخص کی افسانہ ہے

سنو رسی ساقی پہ قربان ہو نہ کیونکر دل و جان
کہ وہ آزاد ہی اور مشرب رندانہ ہے

داغ سینہ کی جب شمار ہوئی — ایک سی ایک تا ہزار ہوئے

تیر مژگان جگر کے پار ہوئی — اونکی احسان بی شمار ہوئے

غنچہ کبھی سے تنگ ہوتی ہین — گل کھلا تو گلی کا ہار ہوئے

ہوئی تا جب سی گنہگاری وہ ہمی — لطف جینی کے در کنار ہوئے

دامن وحشت کی نہ کیونکر قدر
مانگا بوسہ جو ایک بار اون سی
مرگئی ہین جو شمع رو پر ہم
آنکھہ لگتی ہے پھر نہ آنکھہ لگے
دل کا دینا بھی ہی بہت مشکل
ایک امید بھی نہ بر آئے

آبلی نذر نوک خار ہوئے
وہ خفا مجھہ پہ بار بار ہوئے
داغ روشن تہ مزار ہوئے
چشم فتان سی جب دوچار ہوئے
یہہ ہمین تہی کہ جان نثار ہوئے
جب سی اونکی امیدوار ہوئے

شور کا ہے کلام وہ نمکین
جسکی طالب دلا ہزار ہوئے

دل محو جمال ہوگیا ہے
رو تی ہی اجل بھی دیکھہ مجھکو
شیشہ مین اوتارتا ہی پریان
اوس زلف کا بال بال اپنی
پہنچا جو تراش ناخن پا
زخمون پہ لگائی کیونکر مرہم
دنیا کی ہر دمین خواب شانک

اب اسکو کمال ہوگیا ہے
فرقت مین یہہ حال ہوگیا ہے
دل کو یہہ کمال ہوگیا ہے
جی کا جنجال ہوگیا ہے
وہ ہی تو ہلال ہوگیا ہے
کیا نون کا کال ہوگیا ہے
یہہ دل پہ خیال ہوگیا ہے

بوسہ کی طلب مین جھڑکی بولی / یہ پہلی سوال ہو گیا ہے

اب چال ذرا سنبھل کی چلیئی / پیدا بہونچال ہو گیا ہے

رہتا ہی عدو کا دانت اسپر / اب آپ کا لال ہو گیا ہے

ملتی ہی حنا کی یہان سر دست / دل ہی پامال ہو گیا ہے

رہتا ہی کمر کا نقش دل مین / آئینہ مین بال ہو گیا ہے

قد کو تیری دیکھہ کر چمن مین / ہر سرو نہال ہو گیا ہے

بی جرم کیا جو ذبح مجھکو / خون میرا حلال ہو گیا ہے

اوس تنگ دہن کے یاد مین دل / غنچہ کی مثال ہو گیا ہے

کہتی ہین حسد سی شور حاسد / تو صاحب مال ہو گیا ہے

تہنیت سال نو یعنی یکم جنوری سنہ ۱۸۶۷ عیسوی

شور کو آج نیا سال مبارک ہووی / دولت عیش اور اقبال مبارک ہووے

حضرت عیسیٰ کا سایہ ہی سر پر اوسکی / اور خوشی روز بہر حال مبارک ہووے

جشن جمشید ہوا سال مین تب ایسا / سب کہین جاہ و زر و مال مبارک ہووے

اختر بخت رہی آپکا تابع دایم / دیکھو حسن بانٹی تم فال مبارک ہووے

رہین لوٹی ہے یہہ گلہای مسرت سی کہانی
او جہنی پہ گہر و لعل مبارک ہووے

بیٹھہ کر دیکھی جب رقص بتان محفل مین
خوبرویون کا خط و خال مبارک ہووے

ساغر و مینا کو فرصت نہ ملی محفل مین
دورہ ان کا صد و سی سال مبارک ہووے

آپکے دوست ہین شاد اور آباد مدام
اور عدو کو غم اعمال مبارک ہووے

پہولتی پہلتی رہین شور یہ گلزار جہان
اور فرزند سے اسسال مبارک ہووی

جنی جہان مین تو معشوقون کے جفا کے لئے
جو مرکی خاک ہوئی تھی ہوئی صبا کے لئے

شب وصال تہی گل خوش تہی دلربا کے لئے
او آج ہجر مین ہین منتظر قضا کے لئے

ہمارا ہوتا ہو تیا ہماری سینہ مین
یہہ دل بنا تہا تیری چشم فتنہ زا کے لئے

تمہاری لعف کو دل لیتی کی ہوئی عادت
کہان سی لائی ہر روز اس بلا کے لئے

شب وصال ہے کم بخت رحم کر مجہہ پر
نہ بول آج تو مرغ سحر خدا کے لئے

جفا سی دل کو بچائین کب تلک آخر
جفا سی دل کی لئی اور دل جفا کے لئے

کہین جو بکتی ہو تاثیر تو بتا ہمدم
کہ لینگی مول ہم اس آہ نارسائی کے لئے

جنہین نی وفا کر تو ہنسکی فرمایا
جفا کو چہوڑ دین ہم آپکے وفا کے لئے

ابھی ہم اسی تمنا مین
ہوئی ہین خاک فقط تیری نقش پا کے لئے

ہزاروں خون ہی کر ڈالی اسنی و قت بیت | یہہ تیری ناز کی زہر ہوا حنا کی سے لئے

ملا نہ آج تلک ہم کو کوئی بھی آ کے شعور
پھری جہان میں بہت صاحب وفا کی لئے

آتا نہیں قرار جو دل بیقرار ہے | یا رب یہ کسکی تیر ستم کا شکار ہے
گنتی ہیں اوسکی وعدہ کی گھڑیاں تمام دن | اپنی تو گھر میں روز ہی روز شمار ہے
ہم ہوشیار ہو کی ہوئی دربدر خراب | غافل ہی سب جہان وہ ہی ہوشیار ہے
واعظ وفا کی کو کوئی فقرا سنا اب | محشر تو ایک فتنہ رفتار یار ہے
وہ دن گئی جو خانہ دل تھا خوشی کا گھر | مہمان اس میں اب تو غم ہجر یار ہے
کس شکل گل کی آئی کی گلشن میں ہی خبر | ششدر جو آج صبح سی فصل بہار ہے
دیر و حرم میں شیخ و برہمن جھگڑا کریں | اپنا تو سجدہ گاہ در سنگ یار ہے
افسوس آجتک ہمیں کچھ بھی خبر نہیں | سو جان سی جسکی قول شیدا نثار ہے
ملتی ہو کیگی کیونکہ منزل مقصود دیکھئی | عصیان کا ابھی لینی گران سر پہ بار ہے

ای شعور ہو نہ جا ابھی غافل کہ دہر میں
اک دم کی زندگی ہی سو وہ مستعار ہے

گر تیر لگا تا نہیں منظور نظر سے | یہہ دل ہی ہم سینہ ہی موجود جگر

سکو ہی ہیر نطع کوئی مد نظر ہے
ای تیری تصویر سی حیران ہے کہ یارب
جو جاک سدا غم سی گریبان سحر ہے
کیونکر اسی کہنچون کہ دہن ہے نہ کمر ہے
ہونکر بسر اوقات کرین اپنی جہان مین
جینی کی ہی امید نہ مرنی کی خبر ہے
لا ئین کشش دل سی اوہ نہین کہنچ کے کیونکر
نالہ مین ہے تاثیر نہ آہون مین اثر ہے
اوہ نہ نہ وہ خشتون سی ہی یہہ پا یہ محبت
اس بوجہہ کے قابل جو کوئی ہی تو بشر ہے
کل وصل کے سامان ہے جو رشک ارم تہا
ویرانہ ہی فرقت میں جو آج وہ گہر ہے

کب تک لئے بیٹہین سوئی کا بسرا اوہ ٹہہ کہین نادان
غافل نہ ہوا ہی شور کہ درپیش سفر ہے

برہمی جب با پیچ و خم زلف دوتا ہو جائیگی
پہر خدا جانے کہ یہہ کیسی بلا ہو جائیگی
جب چلی گا تو چمن میں نکلے ای رشک بہار
اک قیامت سر و پر او سدم پیدا ہو جائیگی
دیکہکر تیرا دہان تنگ ای غنچہ دہن
ہر کلی صل جلی کہنی کو وا ہو جائیگی
شیخ صاحب کے اگر صحبت ہوئی اسکو نصیب
تو یقین ہے دختر رز پارسا ہو جائیگی
عرض کے میں نے کہ لاکہی پہرتی ہی مستی کی ہے
تو خفا ہو کر کہا پہر تجھکو کیا ہو جائیگی
آج کا وعدہ اگر سچا ہوا اون کا تو کل
اونسی پہر کچہ مجھکو امید وفا ہو جائیگی
با وفا جیسا نہ جب تم کو ملیگا دہر مین
قدر پہر تم کو وفا کی بی وفا ہو جائیگی

ایک ہے جان یہ نہوگا پہر تو اوسکی تاب سی — خون پہر آمادہ جب تیغ سی خنا ہو جائینگے

جیتی جی ای شور ہم پر آسمان کی ظلم ہین
بعد مردن خاک کی دشمن صبا ہو جائینگے

تہنیت عید سعید پاسگو بابت سال سنہ ۱۸۷۶ع

ہی روز عید روزون کا آج اختتام ہے — عیسائی کیون نہ خوش ہون خوشی کا مقام ہے
چالیس دن کے روزی خدا نی کئی قبول — یون پاسگو مبارک اس دن کا نام ہے
تکلیف تین روز کی پاکر فلک پہ جا — پہونچی ہین حضرت عیسی کی اون پہ سلام ہے
دی جان پاک اپنی جو امت کے واسطی — کیا صبر و شکر سی یہہ کیا عمدہ کام ہے
اس دن پہ فخر جتنی ہین عیسائی سب ہین — ہوگا خدا خوش ان سی یہی حکم عام ہی
بزم نشاط مین جو چلا دور دمبدم — جامہ سی باہر آج برانڈی کا جام ہے

ای شور آج کہول کی دل تم پیو شراب
سب کہتی ہین کہ عید کا روزہ حرام ہے

داغ سینہ کے میری جب نمایان ہوئیگے — گل نظر آئینگے اور گل سی گلستان ہوئیگے
پہر بہار آئی وہ گل اور گلستان ہونگی — وہ ہی ہم وہ ہی جنون اور بیابان ہوئیگے
ایک ہم ہین کہ کیا عشق مین جان کو برباد — ایک وہ ہین کہ جو دلدار کی خواہان ہونگے

عمر ساری تو کٹی فکر معیشت مین مگر
اب لگے رہنے کیا عشق کے سامان ہونگے

حشر مین دست جنون سے ہی سند پاینگی ثابتہ
مستعد نالون سے جب چاک گریبان ہونگے

کوئی فن کا نہین مجھکو میری فن کی بعد
چشم پر آب جو ہونگی میری ارمان ہونگے

قتل جو مجکو وہ کرتی ہین کہین بسم اللہ
ہاتھ جب خون مین بھرینگی تو پشیمان ہونگے

مین چلا ینگی پر ولگا تیری پیچھے ہی صبا
بعد کنگہی کے جو وہ بال پریشان ہونگے

کعبہ و دیر کی ہی طوف سے کیا کام ہمین
ہم تو اس کوچۂ دلدار کی قربان ہونگے

آئینہ کسطرح مین سامنی اونکی رکھہ دون
دوسرا اوس مین جو پائینگی تو حیران ہونگے

ہم سے تو قطع ہوئی وصل کے دنکی امید
تو بھی یہان ہو گئے ہم کیون شب ہجران ہونگے

آگئی اوس شوخ کی باتون مین دنیا جہان کو کچھ
کوئی دنیا مین اس فن سے بھی نادان ہونگے

اب تجھے اسلام پہ زلفون کی ہوئی شور فدا
یہہ ارادہ ہی کہ جن سی مسلمان ہونگے

زبان سی تیری جب ہان نہین ہو چکی
تو جینی کی صورت نہین ہو چکی

تمام اپنی جان حسرین ہو چکی
کرو اب بھی ہان کچھ نہین ہو چکی

نکل جائی جان بھی جو زیر قدم
میری بات ہان لو یقین ہو چکی

ہوگا جو گھر کا سا نقشہ تیرے
تو امید خلد برین [illegible]

مجھے قتل کرکے وہ پچھتائے کب
لٹا بیٹھے جب جان و دل عشق مین
چھوا آج ماتھے پہ افشان کہین
پھرا ہم سے جب آسمان ہے تو پھر
ہوئی قطع وعدہ کی امید اب

کہ جب خون مین تر آستین ہو چکی
تو اب شرم دنیا و دین ہو چکی
کہا مانو چین جبین ہو چکی
گذر اپنے زیر زمین ہو چکی
کہ غیرون سے ملنت کہین ہو چکی

خبر شور سے اب تو لو نزع مین
بہت سے خیال اور چین ہو چکے

دم میرا سینہ مین کیونکر تھمے
نالے جب شور مچا کر تھمے
زندگی کا فقط اتنا ہی قیام
کہ تنفس ٹھہر ہی جاتے تھے
ناتوانی مین جو نکلے ایک آہ
تیر مژگان سر چشم قبول
اسکو اچھا کہون یا اسکو برا
کیون نہ ہون نزاکت سے کٹ مین

نزع مین ہے نہ وہ دم بھر ٹھہرے
پھر کہان فتنہ محشر ٹھہرے
اوس جس طرح کہ گل پر ٹھہرے
ناخدا ٹھہرے نہ لنگر ٹھہرے
اوڑی اوسپر تو ہوا پر ٹھہرے
جب کہ پہلو مین وہ آکر ٹھہرے
حسن و عشق برابر ٹھہرے
جب گلے پر میرے خنجر ٹھہرے

جہوٹی وعدی یہہ نہین سی لاکہون | اور نہین جہوٹی سراسر ٹہرے
دیکہہ اوسکو ہوا بیتاب یہہ دل | حرف مطلب نہ زبان پر ٹہرے
لکہہ دیا نامہ مین جب سوز جگر | پہر یہہ ممکن ہی کبوتر ٹہرے
دل سی جب نکلی گی یہہ آہ رسا | کیا عجب جا کی فلک پر ٹہرے
جونک لگتی نہین دل پر اسکے | بت نہ ٹہری کوئی پتہر ٹہرے
گردش چشم کی آگی اوسکے | کسطرح بزم مین ساغر ٹہرے

جاؤ یا تون یہہ نہ اغیار کے شور
تم جو ٹہرے تو سخنور ٹہرے

اوس گل کی اگر باغ مین جانی کی خبر جائی | ہر پہول یہہ پہولا نہ کہی آپ ہی سی گذر جائی
گر تار قفس ٹوٹ کی قالب سی اوتر جائی | کیونکر دل مضطر کی ہر اوس تک یہہ خبر جائی
ہم غصہ کی مشتاق ہوا کرتی ہین اوسکی | جتنا وہ بگڑ جائی پہر اوتنا ہی سنور جائی
دل دینی مین اسواسطی ہی ہم کو تامل | لیجای دل اور لیکی کہین صاف مکر جائی
کیونکر نہ شتی ہی اہل جانکی مانگین | ای آہ رسا تیرا فلک پہ جو اثر جائی
وہ سانچہ مین قد رنگ کی ابہی ڈہلتا دیکہو | جو روپ چلا اپنا سنور جاکی نکہر جائی
گر ہم کو میسر ہو تیری در کی گدائی | پہر حسرت شاہی ہی ہما دل سی اوتر جائی

ہے ہم کو توقع کہ اے مجمع خوبی
یوں شاہ وفادار جفا کر کے نکر جائے

جب آپ کی کوچے میں ہو جانے کی ٹھانے
فرمائے پھر یہ چل دیوانہ کدھر جائے

یا سوز جگر پاتا ہے کچھ لطف نمک سے
یہ زخم نہیں ایسا کہ مرہم سے جو بھر جائے

چوٹی کو ذرا کھول کے اندھیرا نہ کرنا
یہ ڈر ہے لچک جائے نہ ہی اوسکی کمر جائے

دشمن تو کرے شکوہ میرا نام ہو بدنام
پھر اٹھ کے کوئی جائے برا اور کوئی کر جائے

کوچے سے قدم اوسکے نہیں اوٹھنے کا اب شور
گھر جائے کہ در جائے کہ سر جائے کہ مر جائے

مسیحا تو پیر دان ہے کوئی بھید اوسکا کیا جانے
وہ جانے یا خدا جانے اور کیا تیسرا جانے

خدا کے حکم سے ہی جان اوسنے اپنی دم بھر میں
جو اوسکے نام پر قربان ہے وہ اسکا مزا جانے

اوسی کی روشنی سے ہے گا وہ روشن ضمیر اہل
کہ جو شمس الضحیٰ ہے اوسے بدر الدجا جانے

شفاعت سے اوسیکی ہے نجات عیسوی حاصل
وہی جنت میں جائیگا جو اوسکو پیشوا جانے

مسلمان ہے تو روح اللہ کہتے ہیں اوسے بیشک
وہی مقبول حق ہے اوسکو جو نور خدا جانے

بلا شک دولت دنیا و دین سے وہ غنی ہوگا
جو اوسکی خاک پا کو جان و دل سے کیمیا جانے

قیامت کا خطر ہوگا امت کبھی اوسکی
میرا دل جانے یا میں جانوں تو یا میرا خدا جانے

رہیگا آفت ارض و سما سے وہ بری ہر دم
جو اپنی جان ہے اوسکی وجد پر ہر دم فدا جانے

لکھو اس بحر میں اور اک غزل ایسی تو تم رنگین
کہ زور طبع ہر شاعر تمہارا بر ملا جانے

جہن کہتے ہیں شتابی کا کوئی احوال کیا جانے
اگر جانے تو گل یا عندلیب خوش نوا جانے

وفا کو وہ ہمارے کسطرح سے بے وفا جانے
جو ساری عمر سے عشق جفا کو اور روا جانے

پڑا ہے بیچ تجہہ زلف پیچا کی سے سنبل
اوسی معنی کو کیا جانے اور کوئی کب بلا جانے

کوئی غم کا ہو تجھ بن میرا درماں سے عجب ہمدم
کہ میرے درد کو اک تجھ بن میری قضا جانے

وہ بیمار محبت ہن کہ ہی میری دنیا مین
دوا جانے دعا جانے نہ تدبیر شفا جانے

اوسیکا نام ظلمت کدہ مین یگانہ روشن
جو انکھون کے لئی اوس خاکپا کو طوطیا جانے

نہین اسکے بتخانہ خالی کبہی دیکھو گی بتخانہ
بہت وہ ہن کہ ہارین ہمچلا دینکے خدا جانے

چہوڑ کر دل کو میرے چھین کیا دست نگاہ سے
مین اوسکا راز جانون یا میرا دزد حنا جانے

بنی گی کسطرح اوس سنگدل سے دیکھئے اپنی
وفا کو جو ادا جانے بھلی کو جو برا جانے

ہوا اور حرص دنیا کی جو ہو جا مستغنی
وہ قاقم اور اطلس کو بچھائی بوریا جانے

ہر اک کیا جانی ہو جسکو مذاق شاعری حاصل
وہی شیرین سخن ایسی تو میرا مرتبا جانے

رنگ مثل یار و بہشت زار میانہ ہی
لکھی ہی ایسی تمام خدا ہم کو یار سے

مستون کو آج قلقل مینا پہ ناز ہی
ساقی ترانہ سنج ہی اور جام ساز ہی

ہی بزم گرم شمع تو کیون روتی ہی بتا
کس دل جلی کا آج یہہ سوز و گداز ہی

اپنی گناہ پر جو ہمین کیا کیا ملال ہی
پرسش کی خوش ہوئی کہ وہ بخشہ نواز ہی

زلفون کی پیچ سی جو پریشان ہوئی ہین ہم
کیا کہئی رات کم ہی یہہ قصہ دراز ہی

ہم وہ شراب خوار ہین محشر مین ہی ہمین
حکم خدا یہہ ہوگا در توبہ باز ہی

ابرو کی خم مین جہکتی ہین پتلیان ہین نام و مست
اپنی تو پانچون وقت کی یہہ ہی نماز ہی

عقدہ کہلا کسی سی نہ کاکل کا آج تک
پیچیدہ سر بسر بخدا اسکا راز ہی

یہہ حسن اور عشق کی نیرنگیان ہین خوب
وہان انکو ناز ہی تو ہمین یہان نیاز ہی

پتہر ہی ہوکی پانی لو آئینہ بن گیا
روشن ضمیر ہوگا وہ جس مین گداز ہی

پہونچا جو شور عشق زبان مین خدا کی پاس
شیرین زبان سی وصف کا اونکی مجاز ہی

تیری قدرت سی جو بگڑی ہوئی تقدیر بنی
پہر نہ کیون عقل سی انسان کی تدبیر بنی

خاک پا سی تیری گہ سرمہ تسخیر بنی
مین وہ کشتہ ہون میری خاک سی اکسیر بنی

پیچ و خم سی جو وہان زلف گرہ گیر بنی
میری گردن کو یہان یار سی زنجیر بنی

گر تیری خاک قدم سرمۂ تسخیر بنی
خاکساری کی ہی بگڑی ہوئی تقدیر بنی

دی زبان شمع اوسی یاد جلی پروانہ
بگڑی پروانہ کی وہ قسمت کہ گلگیر بنے

واہ ری پیچ تیری ای فلک کج رفتار
میں تو یہان بگڑون وہان زلف گرہگیر بنے

نامہ بر اتنا ہی کہدینا کہ مرتا ہی کوئی
اور کچھ بات نہ تجھسی نہ تدبیر بنے

سامنی اونکی کوئی بات نہ نکلی منہ سی
ہم بھی کہنی کی لئی صاحب تقریر بنے

اپنی پابوسی کا گر حال قلم بند کرون
چشم حسرت زدہ ہر نقطہ تحریر بنے

میری صورت کو جو دیکھو تو ہی نقشہ بگڑا
چشم بد دور وہ انہیں دیکھو تو تصویر بنے

تیری مژگان کی بنی ناوک کا پڑا عکس ضرور
جیسی نکلی ہیں کہیں خنجر ہیں کہیں تیر بنے

ڈھونڈی اس وارفتا میں کو گیا اپنا فروغ
کاٹنی کی لئی سر شمع کی گلگیر بنے

جیسا ہوگا نہ بنا میں کو گئے تخم نصیب
خون میں جب تک نہ جچی میری شمشیر بنے

لطف کیا ہوئی اگر آپ بنی مشق ادا
جب چلی تیر نگہ دل میرا نخچیر بنے

آئینہ میں اگر اپنا نہیں نقشہ دیکھا
پھر کبھو کون سی صورت کی وہ تصویر بنے

تاب نظارہ نہو نقشہ مانی بگڑے
کبھی کس شکل سے پھر آپ کی تصویر بنے

اپنی زلفون کیطرح سبکی بگڑتا ہے جو تو
پھر کہان شور کی تجھسی [illegible] بنے

آئینہ [illegible] شباف رنگ حنا کی ہی
وہ وہ آن کی بہار [illegible] ہرگی

وحشت میں فکر ہم کو نہ کچھ رہنمائی ہے
امداد ہی تو اپنی ہی کچھ دست و پا کی ہے

پیتا ہون جب شراب تو ہوتی ہی تشنگی
کیفیت اسمیں صاف کچھ آب بقا کی ہے

مجھکو بلا میں ڈالا ہے آپ بال بال
یہہ چال سر بسر تیری زلف دوتا کی ہے

کرنا نہ کچھ اشارہ نہ کچھ منہہ سی بولنا
یہہ ساری خو بھی آپکے شرم و حیا کی ہے

ہر ہر قدم پہ بانکی ہین سب جان کی امان
رفتار بھی تیری یہہ قیامت بلا کی ہے

شمس الضحی کہون مین کہ بدر الدجی کہون
چہرہ ہی یہہ تمہارا کہ قدرت خدا کی ہے

پہونچی فلک کے اوسطرف اکدم مین بیدرنگ
ادنی سی یہہ چمک میری آہ رسا کی ہے

البتہ اس مین ہین غزل اور ہی سی ہے
تعریف جا بجا تیری طبع رسا کی ہے

کیونکر نہی کہ ہم مین تو عادت وفا کی ہی
اور خوبی ہان گرفتنی ہین نازو ادا کی ہے

عقدہ کہلا نہ پردۂ تقدیر کا کبھی
مدت سی جستجو بھی مشکل کشا کی ہے

کیونکر نہون عزیز یہہ داغ جگر مجھے
سونپی ہوئی نشانی میری دلربا کی ہے

دل کو چرا کی لی گیا ناحق کو خون کیا
شوخی مین جانتا ہون یہہ فرد جفا کی ہے

مارا کسیکو آنکھہ سی لب سی جلا دیا
یہہ طرز اک نرالی سی انکی ادا کی ہے

ان بتون کی ہجو بہی جان لب پر آگئی
سنتا نہین ہے کوئی دہائی خدا کی ہے

ہر ہر قدم پہ مستی مین بن ٹھن کے سیر دن
شوخی بلائی جان تیری نقش پا کی ہے

پیتا ہون صاف کی ہی پیر نگال کو
الفت جو میری دل مین کسی پارسا کی ہے

صدمہ سی اونکی تیر کی ڈرتا ہون جانکو
اور زخم اس پہ مستی مین شست قضا کی ہے

دہوکہ مین غیر کی جو وہ تشریف لائی ہین
تاثیر دست بس ہماری دعا کی ہے

لکھا ہے مین نے دل میرا ملک فنا مین ہے
دن رات آرزو اسی دار البقا کی ہے

شیرین کلامیون پہ شوخون کی نہ جاؤ تم
البتہ شور بات مین تلخی دعا کی ہے

جو تشنہ کا نسی وہ شوخ بی نقاب چلے
دبا کی پانو خجالت سی ماہتاب چلے

ہماری اونکی لب جو اگر شراب چلے
تو ساتھ ساتھ بطبع لئی کباب چلے

برس کی چمن مین اگر سحاب چلے
تو ساتھ پاکی کیونکر نہ پھر شراب چلے

ہو کہا مین موج فنا جسکہ بحر ہستی سے
تو پانی ہو کی وہین شرم سی حباب چلے

جو دیکھا ہی کف پا کو اوس پری رو کی
تو منہ چھپا کی سر چرخ آفتاب چلے

چلی ہستی مین گر باغ کو وہ گل اندام
جلو مین جام چلی شیشہ بہر گلاب چلے

ہوا ہی سینا سی کالی کی کیسے شمع چراغ
جو پیری آئی تو رنگ رخ شباب چلے

ملا یہ لیلی و مجنون کو عشق کا ثمرہ
کہ باغ دہر سی مجنون کا لی خطاب چلے

بہر دستہ کسکو ہی اکرم کی دیر کا ساقی
ہماری بزم مین ساغر نہ کیون شتاب چلے

کسیکے آتش رخ پہر پہڑک رہی دل مین
مزہ ہی ساتھ مین ہی کی اگر گلاب چلے

نظر ہی رحم پر اوسکی تو کچھ نہین پروا
کوئی ثواب چلی لیکی یا عذاب چلے

خدا ہی رحم کری تو ہماری بخشش
بغل مین ہم تو گناہون کی لی کتاب چلے

بہت ہی چرب زبانی پہ شور زاران تہی
سوال ایسا کیا اوسنی لاجواب چلے

اشکباری کی سبب مجھے دم ہون ہویدا آر سے
شبنا کہین ہو گئی ہین آنسوون کی تار سے

چاک چاک ہو گیا دل شعلہ رخسار سی
اور جگر چہلنی ہوا تیر نگاہ یار سے

نفرتی ہو بات سی جو تی کی یہہ گذرا گمان
کینچلی لپٹی ہوئی ہی خوب جسم مار سے

پانو کی ایذا کو راحت سی نہین کم جانتی
آبلون کو دبتا ہی میری یہہ نوک خار سے

شکر ہی دل داغ فرقت سی سراپا پک گیا
طایر جان اڑ گیا پہلی وداع یار سے

وقت مرنی کی کہا صیاد نے بلبل نے یہہ
میری تربت متصل ہو باغ کی دیوار سے

اک قدم چلتی ہی جو خون دو عالم کر دیا
چال نی کیا تیری سیکھا ہی چلن تلوار سے

ملک دل سوز نہان سی جل گیا میرا تمام
یہہ خبر پہونچی ہی مجکو آہ دہوان دہار سے

باغ عالم مین نہ سمجھا گل نہ اور غنچہ دہن
یہہ صدا آتی ہی مجکو ہر گل گلزار سے

ٹانکوان یہان تک ہوا ہون کہ جگر کی ناسور
بلبلین واں ہین لگی بھی قبر پہ منقار سے

کیسا ہی تیکھی نگہ سینہ کو سپر کو سدا ہم
جای خطلی تیر آتی ہین کمان یار سے

ہم کو تھا وحشت جو بسکی کہ ابھی اوٹھتی ہین
ناک مین دم آگیا ہے روز کی تکرار سے

پھول کسی پیچ مین بھی ہند و پیچ عشق کے
چاک دامن میرا سیدو رشتہ زنار سے

ہون مین لاغر اور دلدار ہر دم سے جدا
اب ہوا ہنگ چلون کا روزن دیوار سے

دامن ارض و سما رو رو کے بہی ہی تھی
جی مین ہی پھرو ون بہا چشم گہر بار سے

تار بکھر پڑتی ہین گردین گل ردیون کی شور
پھول جھڑتی ہین تیری جیب گلشن اشعار سے

ہند و بہلا اور اچھا بہت قریب ہی
تیرا جو کبھی وہ مین اور میرا نصیب ہی

جڑ ہی مسیح جو او سپہ تو جان ہی اپنی
اسی سبب سے تیرا زینہ صلیب ہی ہی

تھا عرش سے نہ تجلی کا سطر ہی بھی
کہ وہ خدا ہی نشانی ہی بھی حبیب ہی

کہ اوستاد جو آدم مین کچھ دکہا تا ہے
عجب طلسم انسان کا نصیب ہی

جو چاک گل کا گریبان ہی بی شتابی
تو اوسکی غم مین سیدا دو رقی عندلیب ہی

سیو رشہر جو ٹھہرا ہی وعدہ دیدار
تو منتظر ہین ہم اوسکی عجب غریب ہی

ہمیشہ بھی گا یہ بیمار چشم کا تیری
کہ دم لبون تک اور [illegible] قریب ہی

وہ چھوٹی کس طرح پایا ہے جسکو جان ہو لیکر | اگرچہ میرا عدو ہے ولی حبیب بھی ہے

نہ ہونا شوخ سے ہم ترش رو کبھی دیکھو
کہ رنگ بھی ہی شاعری ہی عجب سی ہی

تمہیں دل دیچکا ہی ہم کیا جانے جدائی کی | گئی وہ نوجوانی عشق میں بیہہ اضطرابی کی

میری عمر جو آوارد واقعی ہی انون کو | تو فرمانی ہیں وہ سب صدا بیہہ غدائی کی

تمہیں سو اہی اور اونکی ریاگ جیسا کا سا نقشہ | اونہیں جاوے تمہیں کی ہیں جن الجدائی کی

دل ہمارا ہے میری قلقتین تو شوون میں سپین نہین | میرا سینہ کیا پشت ہی بیہہ دوکان کیا بی کی

ذرا خنجر لگی ریکی دم چلتا تو لطف آتا | مگر افسوس بیہہ ہی قتل میں اوسنی شتابی کی

نگاہ سے ہی دیکھا ہو تو انہیں میری عین | قسم ہے جگرا ہی بیہدم اوسی روکتا ہی کی

نہیں دل لگیوں سہی ہیہائی ستی قتین | بری ہی تن چہیتا بی کیکی اور اپنی خرابی کی

شب عشرت کا اونی لطف ہی حاصل تو کیونکر ہو | اونہیں تن شرم آئی اور نہیں بیحجابی کی

دیا ہی جب سے دل اوس چشم سے گوں تو جو ہو | تو آنکھوں میں سے مستی ہی کیفیت گلابی کی

مجھی اپنا قتل کیکی تو تمہارا دل سہو شہدا | مبارک تجھکو ناکامی ہمیں ہو کامیابی کی

براندی پیکی کیا کیا شور دکھلاتا ہی کیفیت
کہ مستو الاہی پہ یاقین ہی شیرین ستراکی

آتی ہی قدم یہان میری عمر بھی یہ ٹھہر گئی ہے
ای عشق تیری چال کی ہم کو نہ خبر ہے

دل جب سی دیا تم کو ہوئی خانہ خرابی
اپنی تو فقط اسکی بہروسہ پہ گذر ہے

تنہا کٹی ہم سی نہ بجری مین شب فرقت
جب یاد تیری زلف کو کیا ہم نی سحر ہے

اکدم بہی یہان آکی کبہی چین نہ پایا
اس آنکہ کی کہلتی ہی یہین فکر سفر ہے

آکر عدم آباد سی پہنچین جا نتکی یہان ہم
اس ہستی دلچسپ کی یہہ کسکو خبر ہے

اب ضعف سی تب تک بہی ہی آنا اسی مشکل
وہ دن گئی جب آہ پہ کچھ رکہتی اثر ہے

دانستہ نہین دیکہی تہین دل کو گنوایا
کیا کہتی اسی خوبی تقدیر مگر ہے

ہر قدم پہ تیری کشتہ حسرت کی جو دیکہا
رفتی ہی قضا اور صبا خاک بسر ہے

کیون ہم سی وفاداری ہو دل کو نباسے
عادت ہی بگڑنی کی تمہین فتنہ گر ہے

کس منہ سی کرون تلخی الفت کا بیان آج
کل تک تو میری فکر کی یہ شیر و شکر ہے

سینہ کو کیا تم نی ہدف تیر مژہ کا
ای شور یہہ کیا جرأت دل اور جگر تہی

بن بن کی آج باغ مین جسدم وہ آئیگی
پہر سایہ گل کی دیکہنا کیا رنگ لائیگی

ہم قتل ہو کی خون مین خوشی سی نہائینگی
دولہا بنینگی تیغ کو دولہن بنائینگی

گردش سی آسمان کی اگر اب بچ گئی
مسکن نہ اس زمین پہ پہر اپنا بنائینگی

نقش قدم پہ اوسکی دلا مٹ گئی ہین ہم — ڈہونڈی ہی اب کسیکو نہ تا حشر پائیگی

اوس گلبدن کو دیکہہ ہی لیگی جو اک نظر — گل مثل بو نکل کی چمن مین نہ آئیگی

آئی قضا نہ فرقت جانان مین آج کل — اس منہہ سی اوسکی سامنی ہرگز نجائیگی

پیکان تیر یار کا جب دل مین آ بسا — کسطرح اس رفیق کو گہر سی اوٹہائیگی

گر سرد مہریان نہ کہینچین شمع رو کی تو — بیٹہی بٹہائی جی کو نہ اپنی جلائیگی

ہم کو بہی اونکی ناز پہ اتنا نیاز ہے — وہ لاکہہ بار روٹہین ہم اون کو منائینگی

جہونکی خزان کے آتی ہین دشمن نظر مجہی — کوچہ سی اوسکی خاک میری پہر اوڑائیگی

لالہ کا فق ہوئیگا اک دم مین منہہ ابہی
جب شور داغ دل کی یہہ اوسکو دکہائیگی

رقص بیجا نہین ہین بسمل کے — شکر ہوتی ادا ہین قاتل کے

ہوگئی کام جان اور دل کے — یہہ سزا پائی تم سی مل مل کے

در مقصد نہ ہاتہہ آیا کبہی — عمر گذری سہاری ساحل کے

کہین کیا حیف ناخن تدبیر — نہ کہلی عقد اپنی مشکل کے

شہر بارہ روان ملک بقا — ہم بہی پی رو ہین اسی منزل کے

بیکسی رنج و یاس محرومی — یہی کچہہ دوست ہین میری دل کے

میری دامن کا ہو رفو کب تک / روز پہنچتا ہی یہہ تو سل سل کے

شیشۂ دل ہوا وبال حیات / آگیا بال اس مین ہل ہل کے

لوگ کہتی ہین نکتہ چین سے مجہے / جب سے مضمون لکہے تیری تل کے

آنکہہ کیون تہری جلوۂ رخ پر / پتلی نوری بنی ہین اس گل کے

صرصر آہ قیس سی اب تو / پردی اوڑتی ہین روز محمل کے

ڈال دو شور زخم دل پہ نمک
لطف آئیگا خوب چہل چہل کے

دراز کاکل خمدار ہوتی آتی ہی / یہہ دل کی پیچہی میری مار ہوتی آتی ہے

یہہ کیسی ناز سی رفتار ہوتی آتی ہی / کہ اپنی چال سی گفتار ہوتی آتی ہے

وہ اپنی حسن پہ نازان ہین اور عشق پہ ہم / ہماری اونکی یہہ تکرار ہوتی آتی ہے

یہہ کون آتا ہے گلگشت کو سوی گلشن / فدا بہار جو ہر بار ہوتی آتی ہے

اوٹہاتی ہوتی ہی یہہ کون فتنۂ خفتہ / کہ جس سے موت بہی ہشیار ہوتی آتی ہے

گری جو دل کی تہی اونکا ہی ہوگیا دم شم / یہہ پاؤن زیب کی جہنکار ہوتی آتی ہے

وہ آئی نزع کی گر وقت تو عجب کیا ہی / سدا عیادت بیمار ہوتی آتی ہے

وہ دن گئے جو میری آہ مین اثر کچہہ تہا / کہ اب تو عرصی بیکار ہوتی آتی ہے

خدا بچائی تجھی نوک غمزہ سی ایستور
کہ دل کی برچھی سی ایک بار ہوتی آتی ہی

ہوا کی چال ایسی کی گھٹا کیا رنگ لائی ہی
پلا ساقی مئی گلگون بہار تازہ آئی ہی

کہا میں نے وفور جوش سی جان لب پہ آئی ہی
تو فرمایا کہ کیا ڈر ہی محبت آزمائی ہی

گھٹا جاتا ہی دل کالی گھٹا کو دیکھکر اپنا
کہاں سے یہ بلا فرقت میں میری سر پہ آئی ہے

ہوا کیا یا ہی کیا سحر ہی کیا تم میں جادو ہی
کہ مرتی آرزو سی تم پہ جو ساری خدائی ہے

نہیں معلوم ہوتا حال دل کی بیقراری کا
کہ بن دیکھی یہ کیسی چاہ میں آفت اٹھائی ہے

چرا کر لی گیا دل کو میری اور خون کر ڈالا
ہوا ثابت کہ یہ شوخی تیری دزد حنائی ہے

نکل جائی ابھی جان پیچ کیا کیا پریشان ہون
تیری گیسو کی کھلنی پر میری مشکل کشائی ہے

غلط ہی ایک دل کو ایک دل کا آئینہ کہنا
وہاں دل میں کدورت ہے یہاں دل میں صفائی ہے

صراحی روتی ہی کیون ہنستی ہے ساغر و مینا بالی
قریب آیا جہان کیا میرا وقت جدائی ہے

نہیں یہ خون عاشق کا بہا جاتا ہے دریا میں
تیری رنگ حنا کی آگ پانی میں لگائی ہے

جو پوچھا میں نے کیون مجھکو دی یہ رشک کی صدمے
تو بولی ہم کی اس کی سب الفت بتائی ہے

جدا اب داغ دل کیونکر ہون سینی سی میری ہمدم
کہ مہر کی نشانی اوسکی یہ تمین پائی ہے

سوال بوسہ جب میں نے کیا اوسی تو جھنجلا کر
مجھی کس ناز و انداز سی جھڑکی سنائی ہے

کھلی کاکل کا عقدہ کس طرح اب سخت مشکل ہی
کہ اوس کافر تلک اے شور تجکو کب رسائی ہی

ہم سی جب دوستی ہوی دل کی
آبرو خاک مین ملی دل کے

نہ ہوئی قدر میرے گل رو کو
اس لئی ہی یہہ بیکلی دل کے

جان پر اپنی ہای کیون بنتی
بات جو مانتی کبھی دل کے

وہ تو دیتا تھا جان تم پر حیف
تم نی پوچھی نہ بات بہی دل کے

دور ہم سی ہین وہ تو کیا ڈر ہی
پاس ہی اپنی آرسی دل کے

دین و دنیا سی کھو دیا اس نی
کس سی کہئی بری بہلی دل کے

تیر مژگان سی اوسکی چہد پیدام
یہہ ہی ہی ایک دل لگی دل کے

جب یہہ قابو سی ہو گیا باہر
گر کہی ایک سو سنی دل کے

جو لگائے بجھائے وہ ورنہ
آگ بجھتی ہی کب لگی دل کے

کوئی ہمدرد ہی نہین اس کا
دیکھئی میری بیکسی دل کے

اور لکھتا ہون اک غزل ای شور
جودت طبع دیکھہ ابھی دل کے

شوق نی کی جو رہبری دل کی
منزل عشق طی ہوئی دل کے

میری رونی پہ قہقہی ہی او ہین — واہ کیا خوب کے ہنسی دل سے

دیکہہ لو اک نظر ذرا اسکو — ہو رہی ہی روا روی دل سے

جیتی جی ایک دن نہ چین دیا — تم نی کیا قدر کی اجی دل سے

اک نظر نی کیا ہی کام تمام — آرزو ہی تو تہی یہہ ہی دل سے

جب جوانی گئی چہوڑ کر یا تہہ — اوس پہ پہری نہ کچہ چلی دل سے

جان جب لی گیا وہ جان جہان — موت ہی پہر تو زندگی دل سے

اور اب کس سی مدعا نکلے — جان جب ہوئی مدعی دل سے

شکر ہی مرتی دم جو وہ آئے — بات بگڑی تہی پہ بنی دل سے

جان ہی دیکی اونکو دیکہہ لیا — یہہ ہی حسرت نکل گئی دل سے

آپکو دیکی دل کرو انصاف — ہم سنین یون بری بہلی دل سے

مرتا ہی شمع رو پہ رات دن — یہہ تو اب ہو لگی بری دل سے

مین نی پوچہا کہ تمہسی کیون ہی رنج — ہنسکی بولی کہ ہی خوشی دل سے

نہ سنی اوس نی دہیان سی اپنی تو
ہم نی گو داستان کہی دل سے

اب آتی ہی ہر بات کہنا کالی ہی چہا گئی [illegible] — ساقی نی او وہ سنی [illegible] پی پی کی [illegible]

بیتاب مجھی دیکھکی بیتاب بجلی — نالون کی میری طرح پپیہا اوڑائے
اس موسم برسات مین جان پہ چھی — برسات نہو کیسی ہی یہہ تیری خدائے
دل اور بہی بے چین ہوا جاکی چمن مین — کویل نی بلا درد بہری کوک سنائے
دل لیکی وہ پہر آنکہہ ملاتی لگی مجھسی — لو اور ذرا دیکہنا دیدہ کی صفائے
ہی ابر کا روز آج گہٹا جھوم رہی ہی — کن روزون مین لکہی ہی قسمت نی جدائے

جو چاشنی درد محبت سی ہو محروم
کیا جانیگا وہ شور بہلا بیت پرائی

جفا سی چاہئی بچنا ذرا وفا کر کی — تو ملیگا تمہین کیا بہلا برا کر کی
ہوا مین عشق کی حق سی ادا وفا کی — نہ باز آئی مگر تم کبہی جفا کر کی
تہکی تہی کعبہ و بتخانہ کی سفر سی مگر — بتون کا گہر ہمین پایا خدا خدا کر کی
دکہائی کون مکان کی سی اسنی کیفیت — ملا مکان ہی اندی کو آشنا کر کی
مریض عشق کو ممکن نہین شفا ہرگز — خدا پہ چہوڑ دو بس اسکو تو دعا کر کی
ملا نہ بوسہ تو اگلی کو منہہ رہا اپنا — خجل ہوئی ہین بہت ہم بھی التجا کر کی
ہزار شکر ہی عزیزکا ایسی جینی سی — خدا بچا لی ہمین یار سی جدا کر کی
ہوئی ہین یاد مین ہم اوس صنم کی ایسی محو — [illegible] کر کی

دل اور جان کو جب نذر کر چکی اون کی
چھپی گی آگی کو پھر شوہر ہم ہی کیا کرکی

دکھا کے چل دیا سرشی سے انکھڑیان کوئی
بسی ہے راندن کو ہی اونہا سنحیان کو

کہیان کھیچ تو پہلی ہی خوبان کی نذر کیے تھی
اوڑا کرلی گیا دامن سے ہی لوٹ بیجیان کو

ذرا ترچھا او ٹھا کر اک نظر اسکو بھی دیکھو تو
تمہارے نذر کو اکھوکے لا یا ہتھیلیان کو

رہا ہی عمر بھر اب دام کاکل سی نہین چھٹکن
کہ دل کی پانو میں پہنا گیا ہی بیڑیان کو

وہان یعنی کھولنا بالون کے لٹکا یا لٹکانا
یہان دل سے لگا جاتا میری قمچیان کو

پڑا ہی خواب مین جب سے نظارہ ناوک مژگان کا
چبھوتا ہی جگر میں جنکے چپکی برچھیان کو

مجھی اب خبر جان کے کچھ نظر آتی نہین کل سے
کہ دل مین بیٹھی پہلی ہی پھیلیان کو

کہلے یہ زخم کیونکر میرا خوبی طالع سی
چرا کرلی گیا ہے وہ میری کنجیان کو

ترپتا ہون لا دی آب خود یا کے فرقت مین
گیا دکھلا مگر کانون کے اپنی چہلیان کو

غرض کیفیت زخم جگر کا کیا کہوں اے دل
نمک کے جب سے ڈال سپر گیا ہی شیشیان کو

پہنا ہی کم نصیبی کا اثر دیکھو ذرا ہمدم
وفاون کی عوض دیتا ہے مجھکو گالیان کو

مثال برق دل بیتاب کیونکر ہو نہ شیدا کا
دکھا کر چل دیا کانون کی جب سے بجلیان کو

نہ کیونکر ہوئی خاص و عام میں توقیر پتھر کے
کہ ہی کعبہ میں اور گرجہ میں بھی تقدیر پتھر کے

تمہارا جذب دل یہان تک مجھکو کھینچ لایا
مثال کہربا دیکھی گئی تاثیر پتھر کے

یہ سنگ آسیا دن رات گردش میں جو رہتا ہے
یقین ہوتا ہے ہوگی کچھ نہ کچھ تقصیر پتھر کے

ہوا ہون اک بت ترسا کی الفت میں یہان تک میں
لگا دو میری مرقد پر کوئی تصویر پتھر کے

کبھی جو وصل کے تقریر انسی دل کی کرتا ہون
تو فرماتی ہین پہلی لکھ دو اک تحریر پتھر کے

وہی اک سنگدل ہے جسکا ہون دیوانہ
میری پانون میں ہونی چاہیں زنجیر پتھر کے

اوہای کب تلک سنگ ستم کیا سخت مشکل ہے
کہان سینی لاتی ہے چھاتی عاشق دلگیر پتھر کے

یہ ہے بیدرد کہ سینہ میرا ہر سی کچلتا ہے
تیری چھاتی بلا شک ہے بنے ہیں پتھر کے

وہ ہیرے کی انگوٹھی زیب انگشت حنائی ہے
کہلے ہے تجھ قدرت سے کیا تقدیر پتھر کے

عیان نور خدا سنگ و بتخانہ میں ہی دیکھو
نہ پوجیں ہم کسو واسطے تصویر پتھر کے

نہیں جاتی ثبات السیو آخر خاک ہونا ہی
کریں وہ دل کے جینے پر عبث تعمیر پتھر کے

جان دوست اگر جاتی تو وہ جاتی ہی اچھی
اور دل بھی قربان جو ہو جاتی ہی اچھی

اسلام پہ لفظوں کے ہوا ہیں عاشق
ہو جاتی مسلمان تو مسلمانی ہی اچھی

جو کچھ کہ ملا اسے شب ہجر میں آنے
بیشتاین ہی [illegible] ہی اچھی

سو وصل کا اقرار تو حاضر ہین دل و جان
پا جاؤن جو بوسہ تو سزا پانی ہی اچھی

قسمت سی ملا کرتی ہی سطر جلی بخت
ہاتہ آئی جو اوس در کی تو دربانی ہی اچھی

آئینہ سی چہرہ پہ اگر دیکہہ لون لیکن
حیرانی ہی اچھی ہی پریشانی ہی اچھی

ہاتہ آئی جو فرہاد کی شیرین تو جوئی شیر
جس طرح سی ممکن ہو ہمین لانی ہی اچھی

ہم مانگ کے بوسہ کو ہوئی اوس سی پشیمان
جب عجز کیا تو یہہ پشیمانی ہی اچھی

اب ہند مین لو بند ہوا شور سخن کا
جب قدر رہی اسکی تو سخندانی ہی اچھی

اوٹھتی ہی جہوم کی کیا زور گہٹا ساونکی
ہجر مین دل کو گہٹاتی ہی ہوا ساونکی

باغ ہوا آب رواں اور گل اندام ہی ہو
تازہ دل کرتی ہی یہہ باد صبا ساونکی

خون عشاق ہی شرمندہ ہی اوسکی آگی
رنگ کیا لائی ہی یہہ تو حنا ساونکی

پانی جنگل مین بہر کہیت ہی ساری ہری
روپ دکہلاتی ہی کیا آب ہوا ساونکی

آج تو کالی گہٹا سر پہ بلا لائی میری
کرتی ہی کل کو یہہ بہت دیکہی کیا ساونکی

کوک کوئل کی کہین شور پپیہی کا کہین
مور بولین مین کہین دیکہ گہٹا ساونکی

ابر و باران مین ہی مینہ کی عجب کیفیت
رنگ لاتی ہی عجب جوش ہوا ساونکی

کان مین مینہ کی آواز چلی آتی ہی شور

گاتی ملہاری ہی اک ماہ لقا ساون کی

ناتوانی سی نہ فریاد کی طاقت ہو گی
پھر غرض کیا ہی کہ کس روز قیامت ہو گی

میری مرنی سی تمھین گرچہ مسرت ہو گی
یاد آئیگی وفا جب تو ندامت ہو گی

صحبت غیر سی گر تم کو نہ فرصت ہو گی
حسرت غم سی ہمین بھی نہین مہلت ہو گی

شکوہ ہجر کیا اونسی تو فرمانی لگی
رنج کی تعدیل ہی ہی تجھی راحت ہو گی

مجھکو تو جور و جفا سب مین اوٹھانی منظور
لیک یہ تم کو بری فکر کی عادت ہو گی

سمجھا ہی سانس کا نقارہ جو سینہ پہ مدام
پی نشان ہو گی او وہ ہر چلنی کی نوبت ہو گی

کوئی اکسیر نہین اسکی مقابل ہرگز
خاکساری سی میسر مجھی دولت ہو گی

دیکھو آئینہ نہ دیکھو مین کبھی دیتا ہون
آپ سا دیکھکی اوسمین تمھین حیرت ہو گی

روز محشر بھی ترا دیدار ہوا ہی تو کیا
ہمین دیکھینگی یہان کسکی فرصت ہو گی

ابھی اس گنبد گردون کو ہلا دینگی ہم
آہ و نالہ کی اگر ہم کو اجازت ہو گی

تیری گیسو کی خریدار ہوئی ہرگز
ایسی سودی مین اگر جان کی آفت ہو گی

نام ہرگز نہ رہائی کا کبھی لینگی ہم
تیری زلفون کی اسیری مین وہ لذت ہو گی

دل کی ناصح سی نکر ترک محبت اے دل
ترک ہو گی جو یہ عادت تو عداوت ہو گی

دیکھو میری طرف دیکھتی ہین وہ کسدن
دیکھی رحم پہ کب چشم عنایت ہو گی

زلف محبوب کا مضمون کوئی باندہ ای شعور
اس سی کیا خوب سا تیری طبیعت ہوگے

جفا سی ہم ہوئی عاجز تمہاری خو نہ گئی
کبہی نہ سیدہی رہی تیری گفتگو نہ گئی

وہ چٹکیوں مین اوڑا دیتا تجہکو غنچہ دہن
بہلا ہوا کہ صبا اوسکی پاس تو نہ گئی

ریا کی سجدی کا دہبہ ملی وضو سی خاک
مٹا نہ داغ پہ زاہد کے شست و شو نہ گئی

ہماری رونی نی آخر اونہین شتابی دیا
ملا سی آنکہہ گئی اون کی آبرو نہ گئی

یہہ انتظار کہ مرکر کہلی ہین آنکہین
تمہاری دید کی آنکہون کو آرزو نہ گئی

ہزار جہونکون سی اوسنی اوڑا دیا سی تیری
صبا سے خاک مری اوڑ کی کوبکو نہ گئی

مریض ہجر کی تیری ہی وہ بری حالت
قضا بہی دیکہکی حال اوسکی روبرو نہ گئی

نزار یار کی مرشانہ ہوگیا عاجز
مگر کجی تیری ای زلف کج کبہو نہ گئی

دکہائی گلشن ہستی نی بی ثباتی جب
نکل کی گل کی بدن سے پہر اوسمین بو نہ گئی

تیری مریض کی بچنی کی اب امید کسی
کہ اوسکی منہہ سی دوا آب سی تا گلو نہ گئی

شکیب و تاب و توان اس دل فسردہ سی
یہہ سب گئی مگر امید یار تو نہ گئی

ہماری خاک مین سے قدحی اپنی شامل تہی
کہ قبر مین بہی ہمین حسرت سبو نہ گئی

یہہ کسکی واسطی اتنے شور و شعور کرتے ہو

کہ جان جاتی پہ بہی اوسکی جستجو نہ گئی

غزل در صورت حال قحط سالی سال ۱۲۷۷ھ ع

گلستان جہان مین کیا خزان نے گل کہلایا ہی
کہ ہر برگ شجر کو زعفرانی کر دکہایا ہے

گرانی خشک سالی کا الم اور شور یا حسرت
یہان تک ہے کہ عالم نے براہی غل مچایا ہے

برستا جو نہین ہے ابر باران کا یہہ باعث
کہ اعمالون سی دنیا کی خدا غصہ مین آیا ہے

زمانہ رات دن روتا ہی اور آنسو نہین آتے
یہہ خشکی ہی کہ چشم ابر تک قطرہ نپایا ہے

کدورت دیکہکر عالم کی مطلع صاف ہنستا ہے
غبار اونے اعلی کی مونہون پہ نو چہایا ہے

خدا کی گہر مین کیا قلت ہے دیکہو اور حیرت کے
کہ آنکہون تک کا پانی بہی دلاسی کہایا ہے

ہزارون دفعہ ابر آئی گئی پانی نہین برسا
گہٹا کی تنگ نے کیا کیا دل و جان کو گہٹایا ہے

گئی برسات سب جانہ دل برسا بہی اپنی
فراغ عیش و طرب کا قحط نے دل ہی اوٹہایا ہے

دعائین مانگتے گرجہ مین او مسجد مین رو بیٹہے
اجابت کا نہ حکم اوسکی اب تک کوئی لایا ہے

بجائی آب غم ہی لخت دل خون جگر توشہ
یہہ فکر قحط سالی نے ہر ایکسکو چکہایا ہے

غریبون پر یہہ صدمہ ہے کہ دم آتا نہین دم مین
اور اونپر پیٹ کے چکر نے کیا کیا گہر پہرایا ہے

زمینداروں کی جان بن گئی ہی غم سے یکہو
کہ ہر دم خوف سرکار کا دل مین سمایا ہے

ہزارون بیگہہ جنگل مین بستی ہی بہی وحشت
زمیندارے پہ امساک نے خاکا اوڑایا ہے

کسانون کی یہہ حالت ہے کہ دن بہر دہوپ مین چلنا
و راو سپر بہوکی خشکی نی دل اونکا سوکہایا ہے

کوئی کہیتی مین چلاتا ہی کوئی لو کہ لگاتا ہے
کہ خشکی نی اونہین پانی سی بیلا زر بنایا ہے

خدا کچہہ رحم فرمائی تو ہو اس کال سی جان بر
وگرنہ کال اب دنیا کا سیدہے پر آیا ہے

غرض اس زراعت کی بات پانی سخت مشکل ہے
کہ غم سی پانی پانی ہو دل جان لب پہ لایا ہے

اسی افسوس مین تہا دل مرا یہہ غیب سے آئی
کہ اب تو شور شکر اسکا خدا کو یہہ بہایا ہے

یہہ دن مین چند روزہ پہر بہار آگی گلشن مین
کہ خشکی جا لگی پہر موسم تری کا اکثر آیا ہے

پریشان ہو نہ ہرگز او نہ کر تو شور شور اتنا
کہ تیری سر کی اوپر حضرت عیسی کا سایہ ہے

مگر اب چاہیی توبہ خدا سے دل کی تجکو یہہ
کہ تو نی عمر کو اپنی گناہون مین گوایا ہے

قصیدہ در مدح عالیجاہ ندان با مور دوران جناب فیضمآب ارسطو زمان
حکیم امیر علیخان صاحب جاگیردار رئیس گوالیار دام حشمتہ و نوالہ

سنگ کو یہہ سنگدل گرتا ہی پانی آسمان
آنکہین پتہراتی ہین سر دیکہکر اسکا سمان

ہدپی سچ سو الم رہتا ہی اہل ہند کے
دکہہ کے دیتی مین کمر بستہ ہی ہر دم کمان

کیا کرون مین جنتی اس رسہ کے نقل مین
کیا کرون تنگی گردش کا اب اسکی بیان

کشتہ طاقت اصلی حج کی
شعلہ خورشید تابان مین نہین چہوڑا دہوان

دم میں اوج تخت کو زیر زمین کر دیتا ہی — گم ہی کر دیتا ہی یہہ نام فلان ابن فلان

کلبۂ احزان لگا رہنے اسی تای تای — کر دیا دو سال سی مجکو بسر اس نیم جان

یعنی وہ امراض مہلک میری گہر میں دیے — الامان ہا نگہین مین اون کو دیکہکر پیر و جوان

اس قصیدہ کا لکہون اشعار کیونکر حال ضعف — ضعف سی میری قلم کی ہی کہین جنبش کہان

ہر طرح تدبیر کر مین جان وتن کو کہو چکا — پر نپایا کچہ اثر کا آخرش نام و نشان

تہا اسی رنج والم کا مبتلا میں روز و شب — غیب سی پہونچی ندا کانون مین یہی ناگہان

دیر کیون کرتا ہی اب رہتا ہی کیون تو سرنگون — جا اوس کی سمت کو اور دیکہہ کچہ راز نہان

گو الیہ کہتی ہین جسکو خطۂ یونان ہی وہ — ہین حکیم ایسی سی حاذق ارسطو زمان

میر علی خان انکو کہتی ہین یہان ہر خاص و عام — جنکی فیض و خلق سی مسرور ہی سارا جہان

اب لکہون وہ ہر یک مطلع مین انکی ثنا میں — شور پر جاتا ہی جسکا سند سی تا اصفہان

خلق اور اخلاق اور دست شفا کا کچہ بیان

با چنین سحر نہین کر سکتی ہا چنین بن زبان

صفت اسم مبارک بقید حروف

ہین الف سی وہ ارسطو میم سی مقبول حق — یی سی یار خدا سی شفیق وہ جہان

عین سی عالی نسب اور لام سی لقمان وہ ہی — یای ثانی سی یہی وہ یاد ہر پیر کسان

جو یہی ہیں خلاق خلق اور لطف میں ہیں
کون ہے نباض اونکی مثل دنیا میں کہاں

تو مریضوں کو وہاں پہونچا کے کرادیں رجوع
حکمت خالق ہیں سراسر سمجھئے پھر تجھ پر عیاں

جسکو جیسی خالق کی کرتی ہیں وہ دل سے عطا
حکم وہ اکسیر کا رکھتی ہی کرلو امتحان

تجربہ وہ اور وہ تشخیص ہے ہر درد کے
سیکھنے آتا ہی جالینوس اونسی ہر زبان

گر کہوں لقمان ثانی اونکو میں تو ہی بجا
بلکہ یہہ پیدا ہوا لقمان اول پر گمان

جسکو مفرد لکھدیا نسخہ وہ اچھا ہوگیا
اور مرکب میں اثر چاروں عناصر کا عیاں

سوزش دل اور جگر فوراً فرو ہو جاتی ہی
دیں گے تو قرص طباشیر آب بادیان

مشتہی ہے نسخہ اونکی بھوک کا باندھا وہ قید
اشتہا سی ہو گئی شبنم غذائی آسمان

دق ہوئی یا سل کبھی جاتی نہیں یہہ عارضے
اونسی پر وق ہو گئے یہہ بہا ہیں کوسوں جاودان

فیض کے قبضہ میں رکھتی ہیں دوائیں بیشتر
ہیں بہت مشہور سفوف اونکو سدا ورد زبان

جسکو دست فیض سے ہی نسخہ لکھا دیکر دعا
عمر بہر اوسکو رہا بہر جان کا امن و امان

ہیں مرض جتنے جہاں میں خوف اونسی کرتے ہیں
ہی بجا اونکو کہوں جو عیسی آخر زمان

استطاعت حکم اقدس میں ہی ہر لحظہ شفا
دست شفا سے اونکی ہی صحت ہر زمان

الغرض یہہ سنکے پہونچا یا مریض کو وہیں
دیکھہ حالت غیر اوسکی گئی وہ مہربان

پہر تو وہ دل سے توجہ کر گیا اوسکا علاج
چرخ فی ہی کہو لکہ تعریف میں اونکی زبان

یعنی وہ نسخہ لکھی اور دوا کیا دل کے علاج
نبض پر جس دم ارادہ ہاتھ رکھنی کا کیا
زندگی پائی سر تو جب نبض پہ تمام
جسکے حکمت ایسی ہو دیکھی نہیں کیونکہ پھر ایسی
ہین دوا مین اوسکی دعا مین اوسکی تاثیرین کمال
جسکے سب ہوئی ستائش جس سی سب امیدوار
اب لکھون کچھ وصف اخلاق کی اونکی ذرا
کہتی ہین اخلاق جسکو وہ ہی ایک اونکا غلام
غالب ترکیب لفظی مین نہین حرف فضول
اور زبان شیرین ہی ہی شکر سی کچھ کم نہین
دیکھکر اوصاف اونکی راجہ جانی تو بل
پیرہ عامہ جبر خدا کی تو بہی ہی دو دستو
اور ہیر اسطرح جو چاہو وہ یہ ہی بعد از فنا
کیا تمنا ہی اسکی کرین جسکو ہین ہے غرض
اس لئے کر دو قصیدہ کو دعا پر ختم شعور

جسکی شہرت اب تلک ہی از زمین تا آسمان
خود بخود بیماریون نے کر دیا اپنا بیان
لکھدیا خط علاج کا شوقی اونکو وہان
تہا مگر دستانہ اعرش کے باشندگان
قوت ہی اک ضعیف طاقت ہر ناتوان
ذرہ ناچیز کیا جانی کمال آسمان
نام رہجاتی ہین جس کے یہان لگی اور وہان
صبح سی تا شام سنتا ہوں وہ پر پاسبان
ذہن مین آتا نہین ہی کی حرف رایگان
کسنتی نام جو ہر طبیعون مین پیدا دیکھا کہان
بخشش ہی جاگیر اونکو ابر ای تقلیل بیان
دیکھلون مین ہی اگر دیکھی اونہین ہندوستان
ہو کفن کی واسطے ہمیں اونکی خاک آستان
چیز کیا ہی یہ دنیا یہ پیش عاقلان
کب سلیمان سی یہان تک پہنچی ہو زیانوان

تا کہ قایم دو جہان مین یا خدا او ریا مسیح	منجمد جب تلک مین اجزا زمین و آسمان

دوستون کو اون کی تو اوج سعادت ہو نصیب
خاک ذلت جہانتی دایم رہین سب دشمنان

قصیدہ در تہنیت بار دربار روشن خطاب شہنشاہ ہند جنابہ ملکہ معظمہ دام سلطنتہا و ملکہا بہ صنعت توشیح تاریخ عیسوی و ہجری و سمت ہندی

یہہ تیرا بخت یاور شہنشاہ ہند	یہ خدا ظل گستر شہنشاہ ہند
یہ سلامی کو آیا ہی پیش نظر	یہہ یہہ خورشید خاور شہنشاہ ہند
یہہ تیرا نام روشن ہی جون آفتاب	یہہ تو ہی ذرہ پرور شہنشاہ ہند
۵ ہوی لارڈ لٹین گورنر یہان	۴ ہی فخر اکبر شہنشاہ ہند

۷ ۷ عیسوی ۱۸

۱۰ یہہ دربار شاہی اونہون نی کیا	۵۰ نہ کیون خوش ہون سنکر شہنشاہ ہند
۲۰۰ کہ شہزادی نامور ذی وقار	۵ ہوئین اب مقرر شہنشاہ ہند
۷ زیارت کو گلزار مین ہین گہڑی	۱۱ یہہ یہہ سرو صنوبر شہنشاہ ہند
۶۰ سکندر سی کیا اونکو تشبیہہ دون	۶ وہ رشک سکندر شہنشاہ ہند
۸۰ فرانس او جرمن یہ عثمان او روس	۲۰۰ مفتخر ہی ان پر شہنشاہ ہند

فلک پر گیا ہی یہہ روشن خطاب ۔ کہ ہین شاد اختر شہنشاہ ہند

فلک نے لئی سنکی دربار پر ۔ ستارے نچھاور شہنشاہ ہند

فلک سے ہوا ہند کا اب دماغ ۔ ہی انگلش بہادر شہنشاہ ہند

خدا نے یہہ دن ہی دکہادیے ہمین ۔ کہ ہی ہفت کشور شہنشاہ ہند

منور ہوا مطلع لکہون اور ہی ۔ کہ ہو سب سے برتر شہنشاہ ہند

۱۲ ہجری ۹۳

ہی اکبری اکبر شہنشاہ ہند ۔ سکندر ہی بہتر شہنشاہ ہند

ہوا ہی نہ ہو جشن ایسا کبھی ۔ ہوی نام آور شہنشاہ ہند

سب آئی رئیسان ہندوستان ۔ رکھی حکم سر پر شہنشاہ ہند

کیا صرف لاکہون کا دربار مین ۔ ہی کان جواہر شہنشاہ ہند

نکیون ہو رعیت تری شادمان ۔ کرم ہی ترا گھر گھر شہنشاہ ہند

عدالت کیے انصاف و عدل ہی ۔ ہین معمور دفتر شہنشاہ ہند

نکیون عدل مشہور ہو ہند مین ۔ کہ ہی داد گستر شہنشاہ ہند

کرون مین بیان فوج کی کیا صفت ۔ مجلی ہی لشکر شہنشاہ ہند

شجاعت کا ہی حال سب پر عیان ۔ ہی لرزان غضنفر شہنشاہ ہند

۳ چمک تیغ بران کی گر دیکھ پائی	۱۰ فلک کہائی چکر شہنشاہ ہند
۲ گھٹا جاتی ہی اور شاہ پکا دل	۴ کہ ہی سب سے بڑہ کر شہنشاہ ہند
۳ جہانی تیری جنگ مشہور ہی	۴ مشرف ہی اور شہر شہنشاہ ہند
۲ کروں کیا صفت تیری صنعت کے میں	۲ کہ ہین سب تابع امر شہنشاہ ہند
۱ یہہ قانون عقل و کمال و خرد	۴ تجہی سب مین اثر شہنشاہ ہند
۴ گدا کو کری شاہ والا تبار	۵ ہی ایسا تونگر شہنشاہ ہند
۵ نہ کیون رونق ہند و لندن مین ہو	۵ ہی ماہِ منور شہنشاہ ہند
۶ سراپا عنایت کہ رہی یہان	۲ کرم ہی سراسر شہنشاہ ہند
۴ دعا ہی یہہ حق سی دن اور رات	۲ کہ ہو فضل تجہ پر شہنشاہ ہند
۴ لبالب ہی عیش سی ہو تیرا	۱۰ یہہ زرکار ساغر شہنشاہ ہند
۵ ہمیشہ ہین خوش و خرم تیری	۶ وہ کونسل کی ممبر شہنشاہ ہند
۷ عدو کی جگر مین ہی نیش سنان	۲ سنان اور خنجر شہنشاہ ہند

۳ یہی مدر لایا قصیدہ تیرے

۱۰ یہہ شور سخنور شہنشاہ ہند

۱۹ سنت ۳۳

رباعیات

آئینہ کی مثال جہان کو دیکھا ۔ صورت گر آئینہ جان کو دیکھا
ہر شکل میں ہی عکس تیرا جلوہ نما ۔ کیا خوب عیان اور نہان کو دیکھا

دیگر

کعبہ میں تو صدق و صفا کو پایا ۔ بتخانہ میں ناز و ادا کو پایا
حاصل نہوا کہیں سی دل کا مقصد ۔ جب خودی میں ڈھونڈا تو خدا کو پایا

دیگر

اول کو جو دیکھا اوسکا ثانی پایا ۔ پر تیرا خزہ نہ زندگانی پایا
جی کیونکہ لگی شور کا اس شعشع میں ۔ جس نقش کو دیکھا وہی فانی پایا

دیگر

کچھ تیرا اثر نہ ای جوانی پایا ۔ سرمایہ و بانچ زندگانی پایا
جی خاک لگی شور کا اس گلشن میں ۔ جو پھول کھلا اوسیکو فانی پایا

دیگر

کیا ہی جوہر اک نقش و لا دیکھا ۔ ہر شکل فی لا و نیز کو دیکھا دیکھا
[illegible] ۔ [illegible]

دیگر

دم مثل ہوا ہی تن ہی مانند حباب ۔ جو نقش ہی اس بحر میں ہی نقش بر آب
شکوہ کروں کسکا اور تمنا کسکی ۔ اک دم ہی کا ہی شور عذاب و ثواب

دیگر

کچھ کام نہین گبر و مسلمان سی ہمین ۔ ہی کفر سی کچھ بحث نہ ایمان سی ہمین
ہستی کی لئی دیر و حرم مین یکسان ۔ اک روز سفر کرنا ہی پھر یہان سی ہمین

دیگر

معشوقوں کو جو دیکھا تو وفاداری کم ۔ عشاق کو دیکھا تو جگر خواری کم
القصہ جو غور سی جہان کو دیکھا ۔ عیاری ہی عیاری ہی اور یاری کم

دیگر

جب تک ہی شباب بہار گلزار دولت ۔ ہر قصر مین سو نقش و نگار دولت
پیری آئی تو شور صاحب پھر کیا ۔ سب خاک مین مل گئی بہار دولت

دیگر

دولت کی سعادت جو ملی تو کیا ہی ۔ طالع کی مساعدت جو کی تو کیا ہی
پیری مین نہین فایدہ کچھ بھی اشور ۔ دنیا کی موافقت جو کی تو کیا ہی

دیگر

پیری میں ہی خاک زندگانی کا مزہ — دانہ کا ہی لطف ور نہ پانی کا مزہ

وہ سرکشی و ذوق کہاں ہی اے شور — تا مرگ نہ بھولینگی جوانی کا مزہ

دیگر

تھی عہد جوانی میں ہر اک کو مرغوب — اب پیر ہوئی تو ہین نظر مین معیوب

غمخوار رہا کوئی نہ اپنا اے شور — جز گریۂ یعقوبی و صبر ایوب

دیگر

جب تک تھی جوانی کچھ کمال آیا واہ — پیری آئی تو پھر زوال آیا واہ

اے شور یہ دنیا ہی اک خواب و خیال — جب کچھ نہ رہی ہم تو خیال آیا واہ

دیگر

تسکین نہ تسلی نہ دلاسا افسوس — ہون شربت دیدار کا پیاسا افسوس

غارت کئی فرقت نے تیری صبر و قرار — کچھ بھی نہ رہا پاس رہا سا افسوس

دیگر

کیا وصف لکھوں زلف سیہ کے لٹ کا — ہر پیچ میں بس دل کو لیا ہی لٹکا

ای شانہ نہی قسمت عالی تیری — کیا خوب تیری ہاتھ لگا ہی لٹکا

دیگر

وقت سے پہر وہ صنم آیا | جذبۂ دل نے اپنا کام کیا
دن کی ہونے کا فکر تہا مجہکو | کہول کر زلف وقت شام کیا

دیگر

آہ کرنے مین کیا خرابی ہے | گو کہ سنگینی مین وہ یکتا ہے
آخرش کہتی ہین قدر انداز | لگ گیا تیر ورنہ نکلا ہے

دیگر

لگایا ہاتہ چہاتے کو تو بولے | تو کچہ ای شور دیوانہ ہوا ہے
کہا یہہ چہوڑ کر ہاتہون کو اپنے | قسم لیجی جو مین نے کچہ چہوا ہے

دیگر

زندہ کو تو دم مین مارتی ہیہات | مردہ کو جلانا اوسکی آگی اک بات
تو قصہ ہی پاک کر گیا وہ مسیح | ہو کر مین ہوئی مریض ہجر انکی نجات

دیگر

جی لینی پہ تیری سب سے اکڑ بیٹہی لی | پر جو کہ شور مانگی اوسکو دیدے
بس مان خدا کو دل سے چہاتی پر مونگ | ہم نے تیری غم مین کیا ہی پاپڑ بیلے

دیگر

ان اپنی گناہوں کا جو لکھا کیجی | جو کچھ کہ سزا ہو کیا پہ لکھا کیجی
سرمایہ بخشش ہی حسب خدا کا بلند | اٹھیو اوسی پہ پھر بھروسا کیجی

دیگر

طفلی میں تو کھیل دن گنوایا ہم نے | اللہ کو جوانی میں بھلایا ہم نے
پیری جب آئی یہہ تو توشہ صاحب | جز مرگ خاک پھر نہ پایا ہم نے

دیگر

دیتی ہیں ہمیں بالا تیری جہومکی سب | آکان تیری لگتی ہیں یہہ جہومر کی سب
ہی چاند ستارونکی سی کیا خوب چمک | جہومر ہی پری زادکی ہیں جہومکی سب

سہرہ شادی کتخدائی برخوردار نور الابصار نیاز احمد خلف محمد نبی داد خان صاحب کمیل عمد اللہ علیہ

سر پہ نوشہ کی مبارک ہو زرافشان سہرا | جلوہ حق سے عیاں ہی یہہ نمایان سہرہ
جب کہ نقشہ سے دولہا کا بنا یہان سہرہ | مہر کے سر پہ شعاعون کا بندہا وہان سہرہ
لائی ہر رنگ کے پہولون سے بنا کر مالن | رخ پہ نوشہ کی کہلا مثل گلستان سہرہ
یہہ وہ سہرہ ہے کہ ہر باغ میں تعریف کے سات | بلبلیں گاتی ہیں یہاں بلبل شادان سہرہ
نیاز احمد کی تو سر تک جو رسائی پائی | بڑہ گیا دیکہنا جون کاکل پیچان سہرہ

تخت شاہی پہ جلوس آج جو دولہا کا ہوا — فخر اسو سطی کرتا ہی فراوان سہرا

لعل و گوہر سے بنا کر جو سجایا اس کو — ماہ و خورشید سے ہوا افزوں یہ درخشاں سہرا

ہی خوشی کی یہ دعا خالق اکبر سے مدام — بزم شادی میں ہی با سر و سامان سہرا

شوق نے ہاتھ ملا دولہا سے خوش ہو کے کہا
تو مبارک ہو تمہیں اے مہ تابان سہرا

سہرہ شادی برخوردار نجیب الطرفین نورالدین خلف محمد نور خان صاحب وکیل عدالت علیگڈھ

سر پہ دولہا کے زر افشاں جو سجایا سہرا — شعلۂ طور سر اس پہ نظر آیا سہرہ

جو پریں جنت سے جو پھولوں کا بنا کر لائیں — اپنی جامہ میں نہ پھولا سمایا سہرہ

کیا بنا ہے کہ ہے سبزہ ہی تو ہے بے شک — اپنے ہاتھوں سے خدا نے یہ بنایا سہرہ

کھینچ انجم کی لگا کر یہ پچھاور اس پہ — کشتی ماہ میں جب آج لگایا سہرہ

سلک گوہر سے بنا کر جو سجایا اسکو — کہکشاں کھینچ ہی اوج جان بہایا سہرہ

خوشبو اس سہرے کی جب گلشن عالم میں آئی — بلبلوں نے بھی خوشی سے ادا سے گایا سہرا

شوق نے ہاتھ ملا نوشہ کی والد سے کہا
تو مبارک ہو خدا نے یہ دکھایا سہرا

سہرہ شادی برخوردار ولیم سید خلف طالب حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر راج الور طول عمرہ

لائی نوشہ کی لئی گوندھ کے مالن سہرا | دے رہا ہے رخ پر نور پہ جوبن سہرا

سرو قامت ہے جو دولہا تو بنا بانکی گڑی | ہنستی ہنستی گیا تا گوشۂ دامن سہرا

چاند سورج نے سلامی میں ستاروں کو دیا | بیٹھا جب باندھ کے دولہا معہ دولہن سہرا

دولہا ولیم نیا ہے یہ دولہن ہے اوسکی | اپنے جامہ میں سماتا نہیں بن بن سہرا

دھوم اس سہرہ کی الور میں لگی ہے شوقی | سب لگے گانے بدل اپنے گھر آنگن سہرا

مے گلگون کا چلا دور جو مجلس میں لا | تو نظر آیا ہمیں غیرت گلشن سہرا

شور نے پاپا سے دولہا کی خوشی ہو کے کہا
لو مبارک ہو تمہیں لطف کے مخزن سہرا

تاریخ وفات جوزف اسمتھ صاحب رئیس لکھنو جنت آرامگاہ

گئی جوزف اسمتھ نامور جو جہان فانی کو چھوڑ کر
تو چمن نشاط کا جل گیا کوئی دل کو پانو سے مل گیا
لکھے سال طبع سے کے رو دیئے کیا فکر خوب جو غور کی
کہا بلبل دل شور نے کہ نصیب باغ بہشت ہوا

قطعہ تاریخ وفات ملک الشعرا افصح الفصحا مرزا رحیم بیگ صاحب علیہ رحمۃ
رئیس میرٹھ و استاد مولف دیوان ہذا

دار الفنا سی اوٹھ گئی استاد وقت ہائے — تھا جن کا نام مخزن رحمت رحیم بیگ

یاد آتی ہیں جو اونکی عنایات اس لئے — سوہان روح ہے غم فرقت رحیم بیگ

اشعار بے نمک ہوئے الیسو کرتی ہیں بیاں — سنی واعظ ماتم رحلت رحیم بیگ

چاہی جو مین نی سال پی یادگار قبر

منکر نکیر بولی ہے تربت رحیم بیگ

۱۲ ہجری ۹۴

انصار

مرزا رحیم بیگ کی مرنی پہ شاعری — روتی ہے شور کرتی ہے کہتی کیا ہوا

اک عمر کہوئی خون جگر کہا یا اونے تب — پایا تہا مجکو ہائے وہ اب ہے گیا جدا

تہا نزلہ سنج صاحب تحقیق و نکتہ رس — وہ کیا ہوا کہ لطف سخن ساتہ لے گیا

اور شاعری سے اوسکو تناسب تہا اسقدر — گر شاعری تہی جسم تو وہ اوسکی جان تہا

افلاک نے جہاں سے انہون کے سامنے — افسوس ایسے شاعر یکتا کو کہو دیا

تاریخ عیسوی کی ہوئی شو جب کہ فکر

جان پہ غضب ہوا دل پر شور نے کہا

قطعہ تاریخ رحلت جنابہ معظمہ مدلین بیش صاحبہ ملیسہ علیگڈھ

وہ ہی تو جنتی ہین دنیا میں اور دین میں بہا — جنکی کہ فیض بخشش مردم سرشت میں ہیں

مدفن بہشت یعنی یہین ہیسہ کو ہیل | عیسی کی مہربانی انکی نوشت بین مین

تاریخ کا تردد تہا جب کہ شور مجہہ کو
ہاتف یہہ بول اوٹہا باغ بہشت مین ہین

تاریخ وفات مرجع کار خلایق ازبس لایق دقایق دوست پرور داد گستر مخزن اخلاق یگانہ آفاق منشی نصیر علی صاحب مکین پانی پت

ڈپٹی کلکٹر ثانی ضلع میرٹہہ غریق رحمتہ

منشی نصیر علی کا ہوا انتقال آج | اک شور جسکی خلق کا سارے جہان مین ہے
محسوس ہی حقیقت اوسکی وفات سے | چرچا اسیکا یاری کون ومکان مین ہے
سبکون کہ تہا شوق ہی ہرایک کا ہی پائمال | افسوس کیسی خصلت بد آسمان مین ہے
پژمردہ ہوگئی میری ہر رنگ رنگ گل | باد خزان کو دخل کیا گلستان مین ہے
تہا تم مین مجہی پی تاریخ یہہ خیال | نکلی قلم سی جو دل مضطر بیان مین ہے

اے شور ناگہان اب دنیا سی یہہ سنا
ماتم نصیر علی کا زمین و زمان مین ہے

۱۲ | ہجری | ۱۹۲

ایضاً

ای شور مجہسی کیا کہون سووقت گورمین | پہلا لکی بالیوں سوگئی نکتہ نصیر علی

صدمہ ہوا یہہ دل مین ہای ہای ہای	اک خازن علم چہپ گئی منشی نصیر علے
ایدل یہہ چونکہ مزرعہ عقبی جہان ہی	نیکی کا تخم بو گئی منشی نصیر علے
ابر بہار و بارش اخلاق عام سے	خلقت کے داغ دہو گئی منشی نصیر علے
وہ جیسے تھی کلام وہ تحریر لا کلام	کیا کیا گہر پرو گئی منشی نصیر علے

تاریخ مرگ یہہ لب الہام سے سنی
عازم ارم کی ہوگئی منشی نصیر علے

تاریخ مرگ الاچی سنگ ۱۲۹ مادہ رفیق سمن آباد بنگلے صاحبہ بیگم علی گڈہ
کہ حسن و جمال مین بے مثال تہی اور رفاقت و جان نثاری مین باکمال تہی

کیا دیکہتی ہو لوگو اس قبر پر تم آکر	ہاتہون کا اک کہلونا مٹی مین مل گیا ہی
یعنی کہ نام اسکا چہوٹی الاچی تہا	وانہ مین خال رخ کی وارد کا دل پہنسا ہے
کتیا نہ تہی یہہ گویا قدرت کا تہا نمونہ	تصویر مین ہی اسکی جوبن بسے ہوئے ہے
ایک جان دو قالب اسکا اور آتا بنگلے کا	مشہور تہا جہان مین ہمنے بہی یہہ سنا ہے
کترک اجل نے آخر مارا رفیق ایسا	انیسوین ۱۹ تہی ماہ حج کی اور روز جمعہ کا ہے

حسرت سے ہاتہہ ملکر آئے یہہ شور بولے
بیٹہی بٹہای تم پر یہہ کیا غضب ہوا ہے
۱۲۸ ھ

تاریخ تولد فرزند دلبند نجابت و حجابت کاشانہ میر رضا علی صاحب پیشکار تحصیل مواناضلع میرٹھ

پیشکار مواانہ رضا علی ہین جو مقبول ایزد غفار

انکو حق نے بعین عہد شباب دیا فرزند مطلع الانوار

فکر تاریخ جب کہ شور نے کے
بولا ہاتف کہ نیک برخوردار

تاریخ کوٹھی ننگار صنع کار مہاراجہ صاحب بہادر والی گوالیار دام ملکہ وحشمتہ

راجہ نے یہہ بنائی کوٹھی گوالیر مین
اوسکا جواب ہے گر پیدا ہوا نہ اب ہو

تاریخ اوسکی کوٹھی لکھی جو شور شاعر
ششدر ہوئی کچھ ایسی پائی نہ راہ اونکو

ہاتف اوٹھاکی سرکو بولا یہہ آسمان سے
کیا سوچتی ہو اسکو رشک بہشت لکھ دو

تاریخ مکان جنت نشان میر قاسم علی صاحب تعلقہ دار عبد اللہ پور ضلع میرٹھ

وہ بنا قصر میر قاسم علی
دیکھ کر جسکو خوش جہان ہوا

شور بولا سر آسمان سے اوٹھا
غیرت لامکان مکان ہوا

رقعہ ہولی بنام احباب بزم از جانب بابو موہن لعل سرو قد کلب گھر

میرٹھ مرقوم ۲۵ فروری ۱۸۷۷ع

چمن میں پھولا ہی نقش و نگار ہولی کا — کہ رنگ دیکھنی آئی بہار ہولی کا

ہر ایک رنگ میں کیا کیا ہیں ڈھنگ گلکاری — ہر ایک پھول میں ہی سو سنگار ہولی کا

صبا ہی پھولی سمائی نہیں ہی جامہ میں — کہ دیکھنہ آئی گل و برگ و بار ہولی کا

فلک پہ چھائی عبیر و گلال کی بادل — زمین پہ باغ کھلا لالہ زار ہولی کا

شفق نہیں ہی رخ چرخ پر نمایاں یہ — اڑا ہی بن کی گلابی غبار ہولی کا

ادہر ادہر سی جو پچکاریوں کی ہی بوچھار — تو رنگ مانگتی ہیں گل ہزار ہولی کا

چمک عبیر کی دیکھی جو مہ جبینوں پر — بنا ہی مہر ہی آئینہ دار ہولی کا

گلوں کی جامہ پہ افشاں کو مانگتی ہی صبا — گلابی شیشہ سی عرق بہار ہولی کا

گریبان چاک ہی ہر تار کی صدا سی ل — یہ لطف پر ہی رباب و ستار ہولی کا

گلوں میں رنگ نہ غنچوں میں بو رہی باقی — تو دیکھتی ہیں وہ جلسہ بار بار ہولی کا

سجائی ہولی کی پھولوں سی کستی مجلس یہ — کہ دل فریب ہی ہر گلعذار ہولے کا

یہ عرض کرتا ہی غنچہ تمہیں سبکی ہو بن لعل — شگفتہ ہی چمن انتظار ہولے کا

ہی جلسہ فروری کی سنت بیچ سی جو شروع — تو تا بہ بست و ہشتم ہی تار ہولی کا

جو صاحب آنکی دیکھینگی رنگ محفل کو — تو دل ہی ہوئی گا اون پہ نثار ہولی کا

ہزار لطف کا موسوں سو گا یہہ جاصی — جو دور دیکھتی آئیں سنگار ہولی کا

جہان مین شور ہی ہولی کا آج کل ہر رات
بجز سرور کے اور کیا ہے کار ہولی کا

رقعہ شادی برخوردار برہم سین پسر لالہ ایسری پرشاد صاحب منصف دیوبند ضلع میرٹھ

نوید باد کہ کیا شور عیش و عشرت ہی
ظہور شادی پہونچی خوشی کی نوبت ہے

ہوا کی گھوڑی پہ باد بہار ہی جو سوار
تو جان و دل سے نثار اسپ باغ جنت ہے

نسیم جلسہ مین ہولی ہین ساقی ہی
اور عندلیب کو گل سی ہزار رغبت ہے

زبان پہ بلبلون کے ہی ترانہ اور یہ
چٹکنا غنچون کا گویا کہ سارنگی گت ہے

گلبین شاخون کے ڈالی ہین ہار کی بدھے
عروس باغ کی ہو سو روش سی زینت ہے

سرود شیخ سی گل ہی لیے بکف ساغر
لبون پہ شیشون کی قلقل سی اور رنگت ہے

بطور تازہ مہ نیک و سال فرخ مین
شریب خانہ پہ تقریب جشن و دعوت ہے

بنی گا نوشہ مصد [illegible] جہان مین
کہ نور چشم ہی اپنا یہ اسکی جلوت ہے

قرار پائی ہے شادی جو خاص [illegible] مین
تو صدر و مہر مین اسکی خوشی بکثرت ہے

شریک جلسہ کے [illegible] ہوئے ہین
کہ اسکی خویش و اقارب مین ایک شہرت ہے

[illegible] نغمہ و چنگ و رباب سی ہر دم
جہان مین رقص کا تماشہ [illegible] مسرت ہے

[illegible] چلو [illegible] فرما کر
خدا کی نوشہ کو بخشی [illegible] ہے

یہہ عرض کرتا ہی منت سے الہی بزم شادی ۔ کہ اجتماع احبا سی بیت زینت ہے

کرم کرین جو مکرم تو کہہ یہہ اون کا ہے
دگرنہ عذر سی مجکو بڑی شکایت ہے

رقعہ شادی خانہ آبادی برخوردار نور الابصار علی عباس خلف میر قاسم علی صاحب مہین عبد اللہ پور ضلع میرٹھ بنام احباب عالی جناب ذو شفقت

شکر خدا کہ آج ظہور بہار ہے ۔ سنبل کی شاخ غیرت مشک تتار ہے
گلبن ہے مین سرو چراغان صحن باغ ۔ تشبیہہ سی فتیلون پر نور خار ہے
مہتابیون سے چاندنی کا فرش ہے بچھا ۔ اور گرد اوسکی پھولونکی وصفی بہار ہے
بلبل ہزار نغمہ سرا گل کی شاخ پر ۔ ہر سرو ناچنی کی لئی گرم کار ہے
سامان یہہ سب ہے شادی ایک نور چشم ۔ جسکے سبب سے عیش کا گھر روزگار ہے
یعنی ہی شادی علی عباس نور چشم ۔ مشہور جسکا غلغلہ شہر و دیار ہے
سامان بزم رقص کا موجود سب ہے یہان ۔ نغمہ سی کون بزم دف و چنگ و ستار ہے
گلدستہ پھول و پان بتاشہ عطر لانے بچھے ۔ خوشبو سی جسکی بزم بہی مشکبار ہے
اسواسطی ہی عرض کہ ہون سب بزم شفیق ۔ تشریف لائین یہان میرا عز و وقار ہے
مجلس کی زیب و زینت ہے احباب سے تمام ۔ اور اوس سے اہل بزم کا بہی اعتبار ہے

چوبیس سے ذالحجہ کی پچیسوین تلک | سامان بزم رقص کا بر روی کار ہے
اور ماہ فروری کی مطابق جو پوچھیی | تو تیسری سی تا بہ چہارم شمار ہے

آگی خلاف رسم ہی طول کلام شور
اسواسطی سلام پہی اختصار ہے

متفرقات بہ زبان بہاکا ہندے

بیتہ

شور مت لریوا بہان دی | دنیا دو دن دی گذران وی
جگ بیچ اندا ایک دن جاندا | اس نوں سرا پہچان وے

ایضاً

تو سی کرلے رب نو یاد | دنیا ہے بے بنیاد
چہانڈ شور سب جگ جہگڑی | اسسے ہو جاند سے آزاد

دوہرے

سکہی جہمریا بیتی جات | جیا کی کہون کاسی بات
ایک تو بین جنم کی ہارے | دوجی چہوٹی کو سات
پیسی پیا کی بین درشن پاؤن | سوچ یہہ ہے دن رات

شور پیا تم ہر کیون نہ سمرو
جنم اکارت جات

دادرا

چین سی ناہین سکھی مورا جیرا
رین نیند پیا دنا دکھہ دہندی

سکھی مورا جیرا سکھی مورا جیرا
کہون کاسی پیر کہون کاسی پیرا

اب تم شور چلو پیا نگر سے
کہن کوئی پیر ادہری ناہین دہیرا

ہولی سورٹھہ

جب سی بچہری من موہن موہ کچھو نا سہاوی ری
لاج کی ماری کہون نا سکھی ری برہا پیر بساوی ری
کو پچکاری بہر مکھہ پر ماری کون گلال اوڑاوی ری
پیا کی رنگ مین شور رنگی ہون اور کو رنگ نہ بہاوی ری

ہولی کافی

آج سکھی کیسو پہاگ رچوری
شور پیا کہیل رہی گوری ہوری

جو تو چاہی ملت ہوری سنجی تیش دن رام جیوری
جا کی جوت بیا پک جھکین واہی کو دہیان دہر دوری

ناہہ کو اودو اسی بڑ دوری

پیت کی ریت سی پران ہو نانگی دیوت تا سکچوری
آج پہاگ کہیلی شئور ہرچند پورتن من ہی اردوری

وای ہت ناہہ کروری

ہنو ہی شئور سکہین میں ایسو چیون کو ہین ہکان سجوری
پا کو مچو شئور جگ ناہین تہہ سی گلال ملوری

اسی رنگیلا کہوری

رنگ روپ سبی ہی سنجی ہرچند پو سب ہی چلوری
شئور کی سنگ کہیل رنگ گوری پہر واسی کر شئور اشئوری

پہاگ کو پہگوا لوری

ایضاً

شئور نی کیسی دہوم مچائی
جا کی جگ میں پڑی ہی دمائی

سب سکھین مین شور مچو ہی ہر چند پور ہوری رچائی
ابیر گلال کی بادل اڈ ا کرشن کو بات دکھائے
رادہکا دیکھن آئے
او نگلی پکڑ ہوری چوپر جہبکی دونگی مین رام دہائی
جانت پانت پوچھی نہ موری مکھہ پر گیند لگائے
شوری بزو ہر جائے
سب سکھیان ہوری کھیلن آئین رنگ ویار برسائے
دہپ اور جہانج کی جہانج مین آکر برج کی ہول اڈرائے
ایسی ہوری کھیلائے
او سکھے مل گاوین سی ہوری شورنی جو بہہ بنای
یا کو رنگ ہی جگ سی نیزا لومن مین جاکی بہہ بہائے
کینے وانے بڑائے

ایضاً

	لاج رکھو رام جیری تہار	نام بنا کون پوچھی ہمارے	
	بیت گئی یونہین ساری	نا کچھہ کری اور نا کر سکی سی	

سب سکھیاں کھیلوں ہوری
پیت کے ریت موہ نہارو

شورتی پہاگ رچا کے
ناتوری دون گی ہین گار

رنگ کا رنگیلا چھب کا چھبیلا
شوہی جبر کھلارے

ہولی سندورا

ابہان کری مت گوری
چلنا ہے رہنا کچھ ناہین
گیان دہیان کا رنگ کہولی

بسر گئی بدہ توری
بہت گئی رہی تہوری
ہوری کہیلت پیا توری گور

ابیر گلال کے بدرا چہائی
شور کا شور مچورے

ہولی جہنجوٹی

شور دے موہ گاری
ایسو اٹکہو کہلارے

پیج ہین رے

گرشن کے ہین کھیلن
اونگلی پکڑ پہونچا پکڑو

سارگئی موری سارے
دون گی تہیا تہارے

عطر گلاب اور چوا چندن کے | لکھ مبارک پچکاری

شور مچا تم جگ جیو
اتی ہوں سدن تمہارے

ہولی سارنگ

شوکی کہلاج تمہی ادار | یہہ ایکہی لڑسی ستار
دہرتی اکاس سبہن کر جین | کر پاکران پر پیارے

جگ سب کے جہن مین بادشاہ
جیسی شوکی کاج سنوارے

اشعار متفرقات در تہنیت تشریف آوری
شاہزادہ لندن ولیعہد بہادر و صفت جلسہ ہا

جابجا

مطلع در انتظار مقدم مقام آگرہ

مبارک شاہزادہ کے سبھی کیا انتظاری ہے | کہ جسکے چاک کے سے ملی یہ خاکساری ہے

در صفت روشنی آگرہ

آگرہ آنی سی شمع کی اک گلستان بن گیا | روشنی ایسی ہوئی ہر سو چراغان بن گیا

جو دیا شہ نی تہا اوسکا یہ دیا آیا نظر — جو بہشتی اقبال کی کل ہند رضوان بن گیا

در صفت روشنی روضۂ تاج

ہی روشنی تاج کی کیا کیا بہار آج — تپتی کی کہتا ہی دیکھو سنگار آج

در صفت شہر جی پور

جیپور ہی اک جہان مین جنت نشان ہے — ہر ایک مکان اوسکا گویا لامکان ہے

منبار پر جو چڑھی تو ہی عرش سامنی — یعنی خدا کی ملنی کا وہ ہی نشان ہے

فوارون کی بہار نہ کچھ مجھ سی پوچھیی — اونکی ثنا مین قاصر مجھ مین زبان ہے

جب دیکھو اونہین ہم جھم مینہ برستا ہے — چھینٹون پہ اونکی قربان دل و جان ہے

در صفت ہوا محل جی پور

ہوا محل یہ ہوای بہشت قربان ہے — پری وشون کی منزل اونہین کو شایان ہے

در صفت جالی ہای چونہ تمام شہر

عجب جیپور کی دیکھی ہم نی جالی — دل مضطر ہی یہان جا لگی جالی

در بیان زبان و گفتگوی جیپور

جی پور کی جو بیون سی ال کو سرود ہے — ہر کائین کا مین اوسکی ہی نغمہ سرود ہے

بیان شیران جی پور

شہروں کے وہی کا وہ دل سے قصد کرے — ہوئی ہے جس سے اونکی جو جانکو سر پہ دہرے

فقط

تہنیت تولد فرزند دلبند یگانہ مسٹر ادمنڈ ڈرمنڈ صاحب لفٹنٹ گورنر پنجاب بہادر و مہاراجہ صاحب راجگان گوالیار زاد مجدہ

یہہ فرزند دلدار پیدا ہوا ہے — نصیبے کا بیدار پیدا ہوا ہے

مبارک تمہین ہوئی ادمنڈ صاحب — کہ گہر مین یہہ سردار پیدا ہوا ہے

نہ دولت کی ہوگی کمی اب تمہین — کہ بیٹا گہر بار پیدا ہوا ہے

رہوگی سدا پہولتی پہلتی تم — شگفتہ یہہ گلزار پیدا ہوا ہے

چمن آرزو ساری گہر کا کہلا — کہ شجر ثمر دار پیدا ہوا ہے

لبالب مئی عیش سے ہوگا جام — خوشی کا طلبگار پیدا ہوا ہے

مہ و خور سے کیا اوسکو تشبیہہ دون — سراسر پر انوار پیدا ہوا ہے

تمہین ہوگی کیتائی اس سال مین — ترقی کا آثار پیدا ہوا ہے

جبین پر سعادت کے سب طور ہین — یہہ ایسا خوش اطوار پیدا ہوا ہے

کرو شور سودائی ! اسکو رہا تہہ پلا — کہ اچہا خریدار پیدا ہوا ہے

براندی کا اک یار پیدا ہوا ہے

خدا عمر اسکی کری اب دراز	کہ گہہ [illegible] پیدا ہوا ہے
مبارک سلامت کی ہی دہوم تمام	یہہ [illegible] ہوا ہے
کہا جب کسی نی کہ انشو صاحب	تمہین اسپہ کیون بہا پیدا ہوا ہے

تو بولی کہ باغ جہان مین نیا سا
کوئی گل شگفتہ پیدا ہوا ہے

تاریخ تولید فرزند مذکور مجموعہ سرور

ہوا اُدہند صاحب کے جو فرزند	بر آئی شور بہری دل کی امید
لب بام فلک سی آئی آواز	چراغ خانہ ہی تاریخ تولید

تاریخ تعمیر مسجد محمد نور خان صاحب رئیس ٹمپٹہ گردی میجر رجمنٹ ہفتم

سواران [illegible] جہاد فی مرار علاقہ گوالیار ملازم سرکار انگریز سے

وردی میجر مین نور خان جیہان	اون کی ڈالی ہوی بنا ہی یہہ
سن ہجری مین کسی آئی ندا	شور لکہہ خانہ خدا سے یہہ

مبارکباد سالگرہ برخوردار انوار الحق فرزند احمد جان کے طالسل صاحب

عرف جان عالم رئیس

مبارک ہو وی یہہ انوار حق کی سال گرہ	ہی اسکو [illegible] و بال گرہ

چمن میں پہولی نسیم سحر جو پہرتی ہی — تو دل سی کہولتا ہے غم کی ہر نہاں گرہ

ہوئی ہی ساتویں سنکی اب اسکی عمر عزیز — لگائی دیکہہ کے حق نی یہہ نیک فال گرہ

خوشی سی کہولا ہے والد نی عقدہ دل کو — کہ سال بہر ہی ہی اوسکو تہا خیال گرہ

دعا ہی شور کی اس شنہ سعادت میں
اسی طرح سی ہون یارب ہزار سال گرہ

سہرہ شادی خانہ آبادی مسٹر جارج اسمٹ صاحب ڈاکٹر رییس لکہنو ملازم راجہ صاحب
بہادر والئے بیکانیر

جارج اسمٹ کے بندہا سر پہ جو زر سہرا — اپنی جامہ سے سراسر ہوا باہر سہرا

بعد مدت کے خدا نی یہہ گہر آباد کیا — کیون نہو جا یہہ سر چرخ کی مفخر سہرا

چاند دولہا کو کہون میں تو دولہن ہے سورج — دونو پر باندہو ستارون کا برابر سہرا

چرخ نی دیکہی دعا جو کہ سر پہ پہنچا — کہکشان سے ماہ میں انجم کا لگا کر سہرا

عقد کی بعد یہ کو روشن ہو چراغ خانہ — جلد وہ دن ہے جو کہا دی یہہ منور سہرا

دہوم اس شادی کی جب جنان کو پہنچی — جلوہ نور کا وہ لائی بنا کر سہرا

ساقیا بادہ گلگون کا ذرا دور چلے — پہر سی آنکہون میں ہی جہلکر سہرا

لکہنو پہنچی جب اس سہرہ کی خوشبو اوڑ کر — جب خوشی ہو کی لگی گانی یہہ گہر گہر سہرا

شور نی ہاتھ مین لی جام کو دولہا سی کہا
تو مبارک ہو تمہین ای مہ انور سہرا

تاریخ وفات مسماۃ امراؤجان رشک حور غلمان طوایف سکنہ میرٹھ عفی عنہا

تھی ایک امراؤجان میرٹھ مین
حسن تھا بڑہ کی حور غلمان سی
جب اجل کی خزان نی آگھیرا
گل چلا مثل بو گلستان سی
ہوا تن زیب جب کفن اوسکا
شق ہوا سینہ شور وافغان سی

سنکی یہہ شور نی لکھے تاریخ
اوڑگئی بس پری پرستان سی
۱۲ ہجری ۹۴

تاریخ انتقال پرملال منشی منوہر لعل رئیس علیگڑہ سرشتہ دار فوجدار ضلع میرٹھ عفی عنہ

گئی دنیا سی جب منوہر لعل
دل آ ... ہے
بگڑا گہر اون کی جان جانی سی
جان ... لی ... ہے
صفت مین ہی تھی وہ موصوف
ہر جگہہ ... ہے
آگئی پیک اجل نی ایک دم مین
روح فنا ... ہے
پڑگیا شور اسکا عالم مین
دہہ اخا ... ہے

ں کی باعث — غم کی برچھی اک چبھاکی ہی
یشدہی پی تاریخ — رات دن غم سی لو لگا گی ہے

آ رشکِ سرکو پیٹ یون بولا
ماہی ری یہہ رضا خدا کی ہے

تاریخ طبع دیوان ہذا از نتایج طبع مؤلف صاحب

دیوان چھپا جو دوسرا یہہ — دل اس پہ نثار ہی بلاشک
شوخیٔ کلام و بندشِ چست — کیا نقش و نگار ہی بلاشک
تھی فکر کہوں جو اسکی تاریخ — دشوار یہہ کار ہی بلاشک

لکھو شورِ صدا فلک سی آئے
سب باغ و بہار ہی بلاشک

۱۲ ہجری ۹۴

تقریظ و تاریخ دیوان ہذا از نتایج طبع رسا فکر دکا خوش بیان انتخاب شعرای زمان ذہین و متین حکیم فصیح الدین صاحب متخلص برنج رئیس قدیم شہر میرٹھہ مجلس سرا زد

ای رنج جہان ہی عیب بینی کی لئی — حالانکہ سخن ہے دل نشینی کی لئی
پروہ ہی یہہ گلشن مداحت جس کی — سحبان آیا ہی خوشہ چینی کی لئی

مشتاقان حسن عروس سخن فی الربا و منتظران شاہد جمال شعر
مژدہ گوش جلا دو نوید تاب فی سا دو ستون کو مسرت
خبر روح فزا منتظرون کو بشارت صبر ربا کہ اندنون
مرتبت ناثر شری فرست بود و کیش محبت اندیش مسیح صاحب شوق بتخلص
جسکے رای روشن سے شمع طور پروانہ جسکی حکمت سے فیلسوف سا فرزانہ دیوانہ جسکی ذہن
رسا سے رسائی بہرہ مند جسکی رسائی ذہن سے شیوا بیانی ارجمند یادگار سخنوران
زمانہ غرض اپنی فن میں یگانہ چہپایا ہے بندش مضامین اور ترکیب الفاظ مین اگر
مبالغہ نہ سمجہا جاے تو جادو کیا ہی دیکہا ہو تا ہہ لنگن کو ا ہی کتنا صاحب دیوان نے
مجہسے جو تقریظ دیوان ہذا کی لکہائی ہی سچ یہہ ہی کہ کہیں پابندی کسوٹی
پر چڑہائی ہی کجا دیوان سحر البیان کہان ہیچ نگار سی من ہیچمدان اللہ تعالی
اس برگزیدہ کلام کو سلامت رکہی اور نام نامی اس نامور کا جاری تا قیامت رکہی
ایک قطعہ تاریخ پر تقریظ کا خاتمہ کیے دیتا ہون او بعوم لکیا ... سوی سن

قطعہ تاریخ

چہپتا ہی یہہ شوق کا جو دیوان | بینیا کن جش | ہے یہہ
ہر شعر ہے دل فریب اسکا | دیوان ... | ہے یہہ

شور کی دل پہ الف ... ن | اوس طبع رسا کا زور ہے یہہ
حسن کے ہاتف ... ے دل سی یہ تاریخ
خوب کلام شور ہے یہہ

قطعہ تاریخ از نتائج طبع فصیح الفصحا نواب محمد اشرف علیخان صاحب رئیس مرہیہ

مرتب کرد چون دیوان ثانی | زبان زد گشت نام شور صاحب
ندا آمد بتاریخ از دل صدق | زہی شیرین کلام شور صاحب

ایضاً ۱۲ ۹۴ ہجری

مرتب کرد دیوان شور صاحب | بطرز نو زہی شیرین بیانی
بگوای صدق از بہر سن او | چہ والا ثانی این دیوان ثانی

ایضاً ۱۲ ۹۴ ہجری

وہ چہ رنگین طبع جادو بیان شور | از خیالش لالہ زار تر شگفت
چون پی دیوان ثانی فکر کرد | سنبل و ریحان ز رد کلکش شگفت
صدق بہر عیسوی تاریخ گفت | در زمین شعر گل ہا در شگفت

قطعہ تاریخ از نتائج طبع والا ثانی مخزن ہمہ دانی معدن سخن بیانی مقبول اہل کرم
منشی عبد الحکیم صاحب متخلص بعیش مدرس اول فارسی و اردو مشن اسکول ضلع مرہیہ

نقش تازہ فروغ دیدہ وری
جوشش دیوان شور بانگری

الیضاً

یہہ دیوان ہی فیض رنگین خیالی — کہ ہر صفحہ ا...
اگر جوشش تاریخ مد نظر ہو — کہو یہہ گلستان شعر و سخن ہے ۱۸

قطعہ تاریخ از نتایج افکار شاعر شیرین گفتار منشی للتا پرشاد صاحب متخلص مایل فہم کا یہہ سالکن میرٹھ

دیوان چہاپہ شور کا زیب سخن شان سخن — سحر کان سخن روح سخن جان سخن
ہمت ہاتھی ہر جاہر آئی صدا ان سخن — تاریخ مایل تم لکہو دیوان بستان سخن

۱۲۹۴ ہجری

قطعہ تاریخ از تصنیف نیاز علی تخلص گوہر ساکن کرت پور شاگرد سجاد حسین تخلص عشرت

چہپا دیوان ثانی طرفہ ممتاز المطابع مین | جہان میں | چار سو ہی شور اس فن عجایب کا
صدای ہاتف غیبی ناگاہ آئی گوش گوہر مین | مبارک | ۱۲ ہجری | ثانی شور صاحب کا
چو این مطبع رشک مانی نگار | دو ایرہ | دو | ملال
تگو صدق تاریخ بی روی بخت | رہی مطبع | انجلا | وکمال
بتاریخ ۲۲ جنوری ۱۸۷۶ مطابق ۹ محرم الحرام ۱۲۹۳ ہجری قمر | ماز ا | الکبنہ نورحسین

نعت مسیح علیہ السلام

اعجاز کیون اثر نہو اپنے کلام کا
مداح ہون مسیح علیہ السلام کا

کیا شان ہی کہ دل ہی ملایک ہین خاکبوس
کیا اوج اور عروج ہی بس احترام کا

پیدا ہی روح پاک سی روح اللہ نام ہی
پھر اس مین دخل کیا ہی کلیم و کلام کا

ہی چرخ پر وہ جب سی کہ مسند نشین جان
عرش برین پہ ناز ہی اوسکے مقام کا

ہین دلسے اوسکا حلقہ بگوش کمال ہو
پابند ہون درم کا نہ وابستہ دام کا

میری زبان نہ کیون ہو کلید در نجات
ہی نام اوسکا ورد میری صبح و شام کا

کیون عرش پر دماغ نہو ناز کا میری
آقا ہی پاک چرخ نشین ہی غلام کا

وہم و خیال کو ہو رسائی کہان نصیب
زینہ پری ہی عرش سی اوسکی مقام کا

کی مُردی دم مین ہزارون جِلا دی
کیا معجزہ تھا اوس لب معجز نظام کا

ہوش ہون اوسیکی مئی ذوق شوق سے
سرشار ہون اوسیکی شفاعت کی جام کا

ایل ہوی اوسکے نبوت کا جو کوئی
دنیا کی کام کا ھی نہ وہ دین کے کام کا

ہی جہان مین اوسکی کرامات کا تمام
شہرہ ہی اوسکی فیض کا اور احتشام کا

ای شور چشم ترکو بنا چشمۂ حیات
کر ورد جان ودل سی مسیحا کی نام کا

ہوا اس وصعت سے منسوب ہوا خوب ہوا
یعنی فرزند خدا خوب ہوا خوب ہوا

دو عالم کا تو ہی شافع ہی اے میری مسیح
طالبونکا تو ہی مطلوب ہوا خوب ہوا

مین فخر نہ کیونکر ہو تری امت کو
جان دینا تجھے مرغوب ہوا خوب ہوا

ے کونین مین نور ہی نخوا تیری ہوا
جلوۂ حق سی خوش اسلوب ہوا خوب ہوا

جان دینے مین بجز شکر نہ نکلا موُنھ سی
صبر مین ہادی ایوب ہوا خوب ہوا

دیکھا یوسف کو تو آنکھیں کھلین دم مین اوسکی
نور بینائی یعقوب ہوا خوب ہوا

تری بخشش مین نہین شور رہا شک باقی
اپنی عصیان سے تو محجوب ہوا خوب ہوا

دل میں جلوہ تیرا محبوب ہوا خوب ہوا
شوق کا ایک خوش اسلوب ہوا خوب ہوا

نہ ہمیں کوئی شکایت نہ گلہ جان جہان
ظلم ہی گر تجھے مرغوب ہوا خوب ہوا

اوسکے جلوے ہیں شب و روز [illegible]
دل میرا خلوت منسوب ہوا خوب ہوا

خنجر غمزہ سے ارمان نکالی تم نے
جان بیمار بخوبی ہوا خوب ہوا

تو بنا یوسف ثانی میرے پیارے چھٹ کر
میں تری ہجر میں یعقوب ہوا خوب ہوا

صبر نے نام کیا ساری جہان میں میرا
پیرو حضرت ایوب ہوا خوب ہوا

گر کبھی عشق سے انکار جواب عرض کیا
اپنی اس نام پہ منسوب ہوا خوب ہوا

عمر بھر شور نے کی بادہ کشی ای واعظ
آکے پیری میں جو محبوب ہوا خوب ہوا

ایک نکتہ ہی میں دفتر عشق کا برہم ہوا
اس نئی مضمون سے پیدا اور تازہ غم

چارہ گر کوئی بھی میرے جانب سے پیدا غم ہوا
جب مرض شدت گیا ایک پیچہ بھر وہ کم

میرے دل کو بھی مزاج یار سے نسبت ہی کی
وہ اگر اس سے سوا ہی یہ بھی اس سے کم

حسن کی ساری خطا ہی اسمیں کیا تقصیر ہو
اوسکا عالم دیکھ کر دیوانہ اک عالم

[illegible]

سبزہ رنگوں کی محبت میں عجب کچھ ماجرا
جسنے چاہا وہ اوسکے حق میں آخر سم ہوا

ایسا منعان اشرف المخلوق اسکو کر دیا
پھر فرشتہ سے بھی افزون رتبۂ آدم ہوا

کان پکڑی عشق کا پھر نام لینے کی نہیں
ہاتھ سے اسکے ہمارا ناک میں بھی دم ہوا

جسکے دل ہم نے دیا ہم نے دیا تم کو صنم
پھر خوشی میں کسطرح سے رنج بیجا باہم ہوا

دیکھکر گل نے یہ آنکھیں ہنس پڑا اسکو مگر
میری اشکو دیکھنے سے خجل جب قطرۂ شبنم ہوا

حال دل لکھ کر کیا جب خط شور اپنا تمام
اوسکے ایک ایک لفظ پر یا تم کو بھی ماتم ہوا

شور تیرا درد سنکر ہوگئی سب دم بخود
سنتے واویلا بھی اوسکی کچھ عجب ماتم ہوا

یاد وصل گل میں رونیکا عجب ماتم ہوا
اشک جو آنکھوں سے نکلا قطرۂ شبنم ہوا

بعد مرنے کی بھی کیا تسکین ملیگی ان کو ہا
روح کیا خوش ہوگی جب تجھکو غم مرہم ہوا

اوسکے زنجیر و گیسو سے آزاد جو بھی اسیر
سلسلہ سودا زدونکا آج پھر برہم ہوا

چشم وحدت سے جو دیکھا عالم کثرت کو تجھ
ذرہ بھی اپنی نظر میں نیر اعظم ہوا

مر گئے سودای زلف پر شکن میں جب کہ ہم
خانۂ زنجیر میں بھی مدتوں ماتم ہوا

اگئی پھر یاد دلہن می پرستونکی مجھی
دور جام می مین جب کچھ ذکر خم جم ہوا

کالی کی کاٹی کی لہر آنی لگی تن مین مرے
موںھ لگانا گیسوی مشکین کا کیسا ستم ہوا

جب نہ کچھ عقدہ کھلا رمز دہان یار کا
لب میرا نطق و بیان سی سخت نامحرم ہوا

جب سحر اوٹھکر وہ گھر اپنی سدہاری ہمدم لپٹ
کیا نہ کچھ دم سر پٹکنے کیسا نہ مین بیدم ہوا

اس اجل کا ہو بھلا یہ ہجر سے راحت دی گئی
جان کی جاتی ہی سب یہ قصہ غم کم ہوا

شور کی مرتی ھی وہ نادم جفا سی ہوگی
کہتی ہین لوگونسے دلکا مری کیا عالم ہوا

درد فرقت کا نہ کرنا مجھی درمان ہوتا
خواب مین ہی وہ مسیحا جو نمایان ہوتا

پورا اگر ایک ہی دل کا میری ارمان ہوتا
پہر تو سو جان سی مین یار پہ قربان ہوتا

کس غضب کا ہی بنا شان خدا سی آدم
کہ فرشتہ کو تمنا ہی مین انسان ہوتا

کاش دو دل ہی مجھی روز ازل سی ملتی
ایک مین یہ کہتا اور اک یار کا دربان ہوتا

پہنس گیا دام مین کاکل کی گرہ بنکی رہا
دل کی حق مین یہی بہتر تہا پریشان ہوتا

چاہ مشکل تہی بہت تجہسی دلا نبہہ نہ سکے
اور یہ کچہہ کہیلنا تہا کہیں جو آسان ہوتا

داغ پھر بھی وفا کا طاقت سے افشا نہ ہوتا
کیا ہی [illegible] میری [illegible] ہوتا

روز کیون رہتا ہی درپی میری تو دست جنون
چاک کیا کرتا جو باقی نہ گریبان ہوتا

تیری کلمہ کی تو پڑہتی ہی نہین عذر صنم
پیر فرنگی کو بھی دیکھا نہ مسلمان ہوتا

قتل میرا تو ہی اک روز مسلم تجھکو
گر شب ہجر مین کرتا تو یہ احسان ہوتا

شکر ہی غم کی غذا ملنی سی مین بچ تو گیا
روز کے فاقون سے رخصت شب ہجران ہوتا

کاش وحشت کی تو کچھ فکر نہ رہتی باقی
تری کوچہ مین میرا خانہ ویران ہوتا

قتل کے بعد خلش کی ہی مری چکتی ہی ہم
تیر کی بدلی اگر نشتر مژگان ہوتا

آفت جان ہوئی روئی کتابی تیری یاد
راس آتی جو مجھی حافظ قران ہوتا

سایہ مین اوسکی اگر قبر میری بن جاتی
ای پیر برد تیری دیوار کا احسان ہوتا

جان و دل اوسکی مدارات مین کرتا حاضر
گر تری تیر کا پیکان میرا مہمان ہوتا

شور کیا نہ مری وقت ذبح ملتی تجھی
کاش قاتل کا تبسم نمک افشان ہوتا

ہی غمزہ ریز فتنہ آغوش نقش پا
کیونکر نہ کھوئی دل میرا مدہوش نقش پا

وہ گم شدہ ہون کوچہ الفت مین اب تلک
نی غم سراغ کا نہ مجھی ہوش نقش پا

مٹ مٹ کی آرزو ہی کہ کوچہ مین یار کی
کیا کیا نہ خاکسار بکے افسانہ مین کھون
تقدیر ایسی کب ھی کہ ہو وصل لبریا
کسنے اوٹھایا حشر قدم ہای ناز سے
بعد از وفات بھی نہ مٹی آرزوی وصل
آتا ہی کھون کسکے قدم سی اوٹھیگا حشر
ذلت تو دیکھیی کہ میری خاک بعد مرگ
دل تنگ کسکے ناز ستم زانی کر دیا

مجھ ناتوان کی خاک ہو ہمدوش نقش پا
مایل مری طرف ہوا اگر گوش نقش پا
ہون کاش خاک ہو کی ہم آغوش نقش پا
تذر فسادگی ہوئی کیون ہوش نقش پا
ہی وا اوسیطرح میرا آغوش نقش پا
کیا کھہ رہا ہی یہ لب خاموش نقش پا
ھی ناتوانیو ننے سر دوش نقش پا
غنچہ بنا ہی کیون لب خاموش نقش پا

عالم خرام ناز پہ مفتون ہی لیک شور
اک عمر سے ہی والہ و مدہوش نقش پا

یہہ ھے دیکھا جہان کے باغ مین آکوئی پھول شگفتہ سدا نہ رہا
کبھی غنچہ بنا کبھی کھائی ہوا کبھی گل ہوا پھر بھی پتا نہ رہا
رکھا دنیا کی جھگڑی مین دل بیچ پھنسا کبھی بھولی سی ہاے دینا اوسکو کیا

کھلی آنکھ نہ خواب سے میر ذرا مجھی خوف خدا بخدا نہ رہا

وہ ہی دیر و حرم مین ہی یاد خدا وہ ہی کرتی ہین لوگ کلیسا مین جا
مین نی خوب سا غور کیا اسمین کیا کوئی نام خدا سے جدا نہ رہا

گئی شوق جوانی کی ساتھ ہی سبھی کیا پیری نی آکی بہت سا دکھی
مجھی گوشہ نشینی پسند ہوئی کہ وہ دل نہ رہا وہ مزا نہ رہا

یہہ بہار دو روزہ تھی باغ جہان لگی ساتھ ہی اسکی بلای خزان
کوئی رنگ جما ہی جو دم کو یہان تو پھر اوسکا کہین بھی پتا نہ رہا

جسے سمجھے تھی دوست عدو وہ بنا جسے دل دیا اوسنی ہی جانکو لیا
نہین کام کسی سے ہی نکلا ذرا کوئی اپنا پرایا میرا نہ رہا

میری ساتھ سلوک قضا نی کیے مجھے زیست کی فکر و الم نہ رہی
میری بار گناہون کی ھلکے ہوئی کوئی رنج و عذاب ذرا نہ رہا

نہین شور کو مرنیکا اپنے ہی غم کہ عبث ہی فنا کا ملال و الم
مگر اوس پہ خدا کا ہی فضل و کرم وہ کسیکا جہان مین برا نہ رہا

تمھارا جبر میری اختیار مین کیا تھا
جو یاد کر کی تیا تا شمار مین کیا تھا

خزان کی غنچۂ دل کو نہین شکایت کچھ
یہہ دن تو آج ہوا کل بہار مین کیا تھا

نہ ٹھہرا اوسکی مقابل چمن مین گل کوئی
کھلا نہ بھید کہ اوس گلعذار مین کیا تھا

تمام عمر نہ آیا قرار دم بھر کو
خدا ہی جانی دل بیقرار مین کیا تھا

کس آرزو پہ ہوا تو نثار ای منصور
نشان ثمر کا تیا نخل دار مین کیا تھا

وہ کسدن اپنی جفا کاریون سی باز آیا
ڈرون بگاڑ سے مین کیا سنوار مین کیا تھا

کھلی ہین بعد فنا بہی مزار مین آنکھین
کسے خبر ہی میرے انتظار مین کیا تھا

ہر ایک آبلہ پانی چوم چوم لیا
خدا ہی جانی مزا نوک خار مین کیا تھا

تمہاری کاکل عنبر فشان کا صدقہ تہا
وگرنہ نافۂ مشک تتار مین کیا تھا

نہ چھوڑی گل نی رفاقت ہی خار کی ایکدم
خلش ہی رات دن اسکی کہ خار مین کیا تھا

کہان ہی دلکا پتہ کیا بتاؤن دست جنون
گرہ کی شکل گریبان کی تار مین کیا تھا

بجائی سرمہ لگایا ہر اک نی آنکھوں مین
تیا و شور کی مشت غبار مین کیا تھا

ربط اوسسے بڑہاکے دیکھہ لیا
جسم و جان کو گھٹاکے دیکھہ لیا

غیر پر مسکراکے دیکھہ لیا
مجھہ پہ بجلی گراکے دیکھہ لیا

اب لگی کیون عدوسے شرمانے
آنکہہ ہم سے چراکے دیکھہ لیا

نقش پاسے تیری خدا سمجھی
جان اوس پر مٹاکے دیکھہ لیا

کتنا رسوا ہوئی زمانہ مین
غیر کی دم مین آکے دیکھہ لیا

شیخ ہی لب کو چاٹتا ہی رہا
قطرۂ مے چکھاکے دیکھہ لیا

ہوئی قاتل جہان مین تم مشہور
بی گنہ خون بہاکے دیکھہ لیا

ہوچکی عمر بہر رہا ہی اب
زلف مین دل پہنساکے دیکھہ لیا

شور اوسنی سنا نہ تیرا درد
شور تونی مچاکے دیکھہ لیا

اوسکے کوچہ مین جاکے دیکھہ لیا
پہر وہان سے نہ آکے دیکھہ لیا

چل گئی دل پہ غیر کی تلوار
مجکو آنکہین دکہاکے دیکھہ لیا

رات کچہہ ایسی کی کشش دلنی
اوسنے آنکہین چراکے دیکھہ لیا

تم تو طعنی ہمین کو دیتی ہی
غیر کی بس مین آکی دیکھہ لیا

سخت جانی سی جان نکلی ہین
زہر بہی ہم نی کھا کی دیکھہ لیا

عشق کو سب برا ہی کہتی تھی
اپنی پر آزما کی دیکھہ لیا

بزم مین دیکھتے تہی غیر کو وہ
ہم نی آنکھین بچا کی دیکھہ لیا

ایک پتہ کا بہی پتا نہ لگا
ہاتھہ سے یہہ صبا کی دیکھہ لیا

دشمن جان ہو گئی تم تو
دل کو تمسے لگا کی دیکھہ لیا

تم نی اوس پر نہ مارا اک چھینٹا
دل کو ہم نی جلا کی دیکھہ لیا

شور کی شعر مین نمک ہی خوب
چکھہ لیا اور چکھا کی دیکھہ لیا

شور اپنی خوش نصیبی کا مہ و اختر مین تھا
وہ بہی کیا شب تہی کہ وہ جانان ہماری بر مین تھا

پڑتی ہی اک ہاتھہ کی تسمہ لگا رکھا نہ ہائے
کس بلا ہی ناگہانی کا اثر خنجر مین تھا

دل دیا تھا جسکو وہ ہی دشمن جان ہو گیا
آہ کس حسرت سی چرچہ یہہ میرا گھر گھر مین تھا

درد فرقت سی جو تڑپا پھر نہ پایا دلکو ہائی
سیر مین تھا میری نہ گھر مین اور طاق و در مین تھا

روز و شب کی رونیسے رو بیٹھی ہی آنکھونکو ہم
چشمہ آفت کوئی شاید کہ چشم تر مین تھا

در ہم و برہم کیا اوس سلک دندان نے تمام
آبرو کا قدر تی جو سلسلہ گوہر مین تھا

گل کھلائی اور ہی جوش جنون نے الامان
کس غضب کا جو ہر اوس فصد کی نشتر مین تھا

گردش قسمت مجھی روز ازل سے ہی نصیب
پیشتر گردون گردانسے بھی مین چکر مین تھا

سب سیہ بختی ہی اپنی کچھ خطا اوسکی نہین
مدتون سے زلف کا سودا ہماری سر مین تھا

یہہ ملا دیتا ہی انسانکو خدا سی بالیقین
جو کہ دیکھا لطف دینا ہم نے سب کچھ زر مین تھا

مجکو بھی ہمدم کبوتر لی اوڑا نامہ کی ساتھ
شوق کا کیسا اثر اور زور کیا شہپر مین تھا

اجتک شیرین زبانونسے نہ وہ حاصل ہوا
جو مزہ ای شور پایا ہم نی اوسکی شر مین تھا

غیر کی ساتھہ عیادت کو وہ دلبر آیا
لو مسیحا ملک الموت کو لیکر آیا

سخت جانی نی بھی امید شہادت توڑی
عید کو بھی نہ گلی لگنے وہ خنجر آیا

یاد آیا شب غم مین جو سر زانوی یار
چین سر کو نہ سحر تک سر بستر آیا

ہچکیان آئین کیا یاد کسے نی مجکو
غیر سے ذکر میرا آج مقرر آیا

آہ گم گشتہ اثر نی ہی جدا اوس سی رکھا
مین تو گھبرا اوسکی گیا اور وہ میری گھر آیا

شکوہ غیر پہ ہو جنگ یہ قسمت کا بگاڑ
ہمکو تو وصل مین ہی ہجر میسر آیا

شب مہتاب مین اور یہ ہالہ حسرت ہو بغل
دیکھ خالی یہ بغل دل ہی میرا بھر آیا

ایسی بیدرد سے کہنا ہی نہ کچھ درد تھا شور
جسکی افسوس ہی افسوس نہ لب پر آیا

کیا اشک ہی چشم تر کا
رونا ہے رہا اثر کا

ہر دم کو سفر ہے تن مین
خود تن سے وطن سفر کا

داغون سے جگر چمن ہی
اور نام نہین شجر کا

زر باعثِ خواب غفلت
سونا ہے جو نام زر کا

دل نذر کیا نظر کے
جادو ہے بلا نظر کا

بی زخم نہین ہی آبلہ ہی
یہہ پھول ہی اس ثمر کا

ھی دل کو جو راہ دل سے
کیا کام پیام بر کا

آوارگی کی اب بدولت
مین گھر کا ہون اور نہ در کا

ظاہر ہوا شور فی زمانہ
دشمن سے بشر بشر کا

دل پہ ہی زخم اور زخم پہ چھالا چھالہ پہ کانٹا ہی غم کا
نخل پہ پھول اور پھول پہ پھل ہی پھل پہ ہی ناخن ضیغم کا
چشم پہ ابرو ابرو پہ بل ہی بل پہ وہ تیزی غصہ کی
سان پہ تیغہ تیغہ پہ باڑا اور باڑ پہ خون ایک عالم کا
رخ پہ وہ تل ہی تل پہ ہی زلف اور زلف پہ بیدم لاکھو ندم
پھول پہ دانہ دانہ پہ دام اوس دام پہ صدمہ ماتم کا
عمر رواں پر رنج فنا ہی رنج پہ غم غم پہ ہی حسرت بی پایان
خاک پہ تن ہی تن پہ ہی مرگ اور مرگ پہ دم آدم کا
ناز پہ ناز اور غمزہ پہ عشوہ عشوہ پہ طرز خو یانہ
چہرہ پہ غصہ غصہ پہ جھڑکی جھڑکی پہ شکوہ پی ہم کا
شاخ پہ ہی گل گل پہ کھلا گل گل پہ ہی شبنم غم کی شور

دل پہ ہی داغ اور داغ پہ زخم اور زخم پہ پھایا مرہم کا

جلوہ یہ طور کا مجھی کسنے دکھا دیا
بیخود جو دم میں صورت موسی بنا دیا

سوز فراق نی میری دلکو جلا دیا
تسکین کا نام خاک مین بالکل ملا دیا

جب سی خرام ناز نی محشر اوٹھا دیا
نقش قدم کیطرح سی مجکو مٹا دیا

جب سی کہ تجکو ای بت نا آشنا دیا
وحشت نی دلکو خانہ حسرت بنا دیا

دلمیں الم ہی جانمیں حسرت ہی تنمیں ضعف
سب کچھ ہی تیرے عشق مین اللہ کا دیا

لائی صبا کبھی نہ وہانکا کوئی پیام
ہان میری مشت خاک کا خاکا اوڑا دیا

میری ہر ایک بات سی اعدا کو رشک ہی
وہ کونسا ہی زہر جو مین نی ملا دیا

سنتے ہین آج اونکا ارادہ پہانکا ہی
بخت غنودہ کو میری کسنے جگا دیا

غیروں کو بوسہ لب شیرین ملی مگر
عاشق کو ہی بتاؤ کبھی تم نی کیا دیا

نالہ سے ہی ہلا نہ کبھی دلکا مدعا
گو بار ہا ہی عرش ہی اس سے ہلا دیا

میری ہی تہی یہہ ضد کہ کیا پیار غیر کو
مجکو رلایا اور اوسے ہسکر ہنسا دیا

سب سے کہ اوسکے عشق مین شیدا بنا ہی شور

دا[illegible] جسنے ہماری دلکا غنچہ دکھا دیا
اوسنے ہمیں بھی خاک مین اسطرح ملا دیا

دونو جہان کی فکر کو دل سے بُھلا دیا

مانگا جو اوس سے دلکو تو بالا بتا دیا
پھر لاکی جلد آئینہ مجکو دکھا دیا

معشوق کو خدا نی ہی ناز و ادا دیا
عاشق کی جان و دلکو پھر اوسپہ مٹا دیا

جلوہ نی تری جھلکی یہ روشن کیا ہی نام
داغ جبین کا ماہ کو دہبہ لگا دیا

لخت جگر سے ہوتی ہی اب مزے زندگی
مجکو تو بہی رزق خدا نی بتا دیا

احسان مانو قدرت حق کا تم ای تیغ
پہتر تہی تم کو شیشی سو نازک بنا دیا

جب سے تمہارا دہیان میرے دل مین آ رہا
ویران پڑا تہا اسکو سر نو بسا دیا

خلخال پای یار ہی یہ ضد الہند
غافل جو سوتی تہی اونہین اسنی جگا دیا

مغرور ہو نہ حسن جوانی پر آدمی
پیری نی آسمان کی کمر کو جہکا دیا

کافر سے ہی نہو جو کیا تو نی ای صنم
عاشق کی دلکو توڑ کی کعبہ کو ڈہا دیا

پوچہا اونہون نی شور سے کیا دلکا حال ہی
سو ٹکڑے ہو رہا تہا سو اونکو دکہا دیا

کسو قت پریشان تیرا بسمل نہین ہوتا
سیماب صفت شوقین کب دل نہین ہوتا

گر رمز تجلی سے اسے آگہی ہوتے
آئینہ تیری رخ سے مقابل نہین ہوتا

گر لاکھون بہی ہوتی تو فدا آپ پہ کرتی
افسوس ہی پیدا ہی نیا دل نہین ہوتا

غمخواری اندوہ کی امید ہو کس کو
دل ہی تو میری حالکی شامل نہین ہوتا

ٹکری نہین رہتا ہی جگر کب تیری غم سی
یک اشک کی قطرونمین میرا دل نہین ہوتا

غمزہ سے جگر عشوہ سے ہین دلکو چہپایون
یہہ ظلم تو مجہسے میرے قاتل نہین ہوتا

مین کیا ہون ہزارون ہین طپان صورت بسمل
کس روز تماشا سر محفل نہین ہوتا

اس لجۂ الفت سے خدا سبکو بچائی
سنتے ہین کہ اسکا کہین ساحل نہین ہوتا

عاشق کو کبہی آپ نی الفت سی نہ دیکہا
دیوانہ غلامی کی ہی قابل نہین ہوتا

ہم جبکے لئی شور جہانمین ہوئی مشہور
افسوس ہی وہ بہولکے مائل نہین ہوتا

آج دلبر دل میری سینہ سی باہر لیچلا
جانکو ہمراہ اوسکے ہین ہی اب لب پر چلا

رہ گئی ہم ہاتہہ ملتے خانہ خالی دیکہکر
جانکو حسرت لیچلے اور دلکو دلبر لیچلا

نوح کے طوفانکا وہان ہو کیا سبکو یقین
سوی محشر اپنا مین جب دیدہ تر لی چلا

آج مقتل مین سنا ہی امتحان ہوئیگی یہی
سر کو مین بہی شوق سی ہاتہون پہ رکہکر لیچلا

کوئی پکڑی اسکو جب جانی کہی کچہہ سرخرو
میرا دل وزد حنائی اب چرا کر لی چلا

کیا کہون کن مشکلونسے پہونچا ہون در تک تیرے
ناتوانی نے بیٹہایا شوق اوٹہا کر لیچلا

بار عصیان ہے مجہے بہت اور مین بنہایت ناتوان
کسطرح پہونچون گا وان تک پر مقدر لیچلا

داغ دلپر میری اعمالونکے لاکہون ہین گواہ
اس لئیے مین اپنا محضر آپ لکہہ کر لیچلا

جانکر اسکو خدائی مجہسے کی پہر باز پرس
دلمین جب تیری تصور کو چہپا کر لیچلا

سخت جانی سے میری تیغ اوسکی موتہہ پہیرے
اسلئے مین اپنی گہر سے تیز خنجر لی چلا

آہ لب پر داغ دلپر سینہ بریان تن خاک
شور یہہ سامان بہانسے پیش داور لی چلا

مین اوسکی بزم سی بس جان زار سے اوٹہا
وصال کیسا غم انتظار سے اوٹہا

تمہارے کاکل پیچاں کے پاس جا بیٹہا
دہوان جو میری دل داغدار سے اوٹہا

پکڑ کے دل کو زمین پر سما گئے ہم بیٹہہ
جو فتنہ اس فلک کینہ کار سے اوٹہا

چڑہا وہ طور پہ دکہلائی سینکڑون جلوے
بجہا چراغ جو میری مزار سے اوٹہا

فلک کا سر ہی اوسے دیکھکر کی چکرایا
کوئی بگولہ جو میرے غبار سے اوٹھا

جفا کا آپ کی میری وفا کا بس چرچہ
مجھی بتائے کب روزگار سے اوٹھا

پپیہے بولتے ہین مور شور کرتی ہین
فلک پہ ابر بہاری بہار سے اوٹھا

نہ بیٹھا چین سے ایکدم ہی وہ قیامت
نظر سے گر کی جو اوسکوئی یار سے اوٹھا

شب فراق مین موت آکی ڈر گئی اوس سے
جو درد میری دل بیقرار سے اوٹھا

قطعہ

ہجوم یاس و الم ساتھہ تھا اوسکے
تمہارا کشتہ ہی کس افتخار سے اوٹھا

کفن تہا سرخ اور آنکھین تہین لال الغرض
شہید ناز ہی کیا کیا بہار سے اوٹھا

کسنے ماردی ٹہوکر جو ناز سے اکبر
تو شور حشر کا میری مزار سے اوٹھا

سودا ہی [illegible] شب تار ہی رہا
آخر کو رفتہ رفتہ مجھے مار سے رہا

مین گو شراب عشق سے سرشار ہی رہا
پر بیخودی کی جوش مین ہشیار ہی رہا

شرم و حجاب ہی مین شب وصل کٹ گئی
اون کی زبان پہ تا سحر انکار ہی رہا

بخشش کے بعد پہر ہوئی مجکو تو نکی چاہ
جنت مین جا کی ہی مین گنہگار ہی رہا

حاشیہ: دل چہوڑا ہی لذت آزار ہی رہا
مرنا [illegible] آزار ہی رہا

بالین پہ میری آیا مسیحا نہ عمر بھر
اچھا ہوا کہ عشق کا آزار ہے رہا

صدقہ مین زلف کی بہت آزاد ہو گئی
پر مین تو مرتی مرتی گرفتار ہی رہا

مرنے پہ بھی میرے وہ نہ راضی ہوا کبھی
آسان کام یہہ مجھی دشوار ہی رہا

سنتے ہی نام وصل کا مین ہو گیا تمام
تا زیست ہائی طالب دیدار ہی رہا

باز آیا وہ کبھی نہ جفا کاریون سے شوخ
پر شور عاشقون مین وفادار ہی رہا

رشک اسکا مجکو ای دل پی گمان ہو جائیگا
کوئی دن مین وہ صنم جان جہان ہو جائیگا

حشر مین تیری ستم کی داد صد ہا چاہیں گے
جو یہان ہوتا نہ دیکھا وہ وہان ہو جائیگا

تیغ اپنی صاف کر لی میری سر پر بیدریغ
ہاتہہ تیرا مشق سے قاتل روان ہو جائیگا

دل سے دیکھہ اپنا شب فرقت مین کیون روتا اگر
یہہ خبر ہوتی کہ وہ خواہان جان ہو جائیگا

جب تصور اپنا تم دلسے میری لیکر چلے
یہہ خیال آیا نہین ویران مکان ہو جائیگا

حال دل کہتا تھا کچھہ پیغام سے ہمدم سون
بدگمانی بول اوٹھی یہہ رازدان ہو جائیگا

کیا شکایت حشر مین تیری جفا کی کر سکون
جو نہان دلمین ہی چہرہ سے عیان ہو جائیگا

کیون شکایت ہین عدو کی اوس سے کرتا بار بار | کیا خبر تہی مہربان نامہربان ہو جائیگا
گریہ ہی رونا شب فرقت مین آنکہو نکا رہا | دیکہنا نور نظر کم ناگہان ہو جائیگا

جب قدم آدم نی رکہا تہا زمین پر آے شور
تہا یقین اک روز بی نام و نشان ہو جائیگا

ہجر کے اضطراب نی مارا | اور ناز عتاب سے نے مارا
ہمین دونو جہان سے کہویا | دل خانہ خراب سے نے مارا
کبہی برقع اوٹہائی رخ سے | راتدن کی حجاب سے نے مارا
مفت مین عمر ہو گئی برباد | غم روز حساب سے نے مارا
بخت ناکام عشق ہی جانکاہ | اس غضب کی عذاب نی مارا
کہدیا صاف غیر سی ہین وہ خوش | نامہ بر کے جواب نی مارا
عارض یار سے ہوئی ہی غشی | جلوہ آفتاب سے نے مارا
غیر کو قیس وقت کہتی ہین | اس ستم انتخاب نی مارا
جب سی دیکہی کسیکی کیفی چشم | شوق جام شراب سے نے مارا

ہی میری نام سی اونہین نفرت　　تو بے اجتناب نی مارا

شور عابد بنے ہو تم کب سے
اس خیال ثواب سے نے مارا

اپ سے نے ہمکو کیا ہی شاد کیا　　اور عنایت کی ہی جبر بیداد کیا
کیا ہوا جبز نالہ وا فغان نصیب　　ہم کرینگے زندگی کو یاد کیا
سخت جانی نی کیا مجکو تباہ　　تو کری گا خنجر فولاد کیا
بعد مرگ اونکی ہی آنیکی خبر　　دی ہی قسمت نی مبارکباد کیا
جان شیرین مفت مین برباد کی　　جانکنی سے پایا ای فرہاد کیا
پہونک سی اوڑجائیگی یہ مشت خاک　　ہی ہماری زیست کی بنیاد کیا
کیا زمین کیا آسمان دشمن ہین سب　　بس اثر لائی میری فریاد کیا
قابل حسرت ہی حال زار دل　　کیا وجود اور بس عدم آباد کیا
آج ہم جاتی ہین وان پر دیکہیی　　خوبی قسمت سی ہوا ارشاد کیا
خود بخود خون ہو کی دل بہنی لگا　　سخت حیرت ہی کہ آیا یاد کیا

راتدن ہی جوش وحشت ہمنفس
خانۂ دل اپنا ہوا آباد کیا

مشت پر ہون اور ضعیف وناتوان
ایسے بی رحمی ہی ای صیاد کیا

شور الفت نی کیا تمکو تباہ
صبر اور تسکین سے ہوا نداد کیا

ہم نی اوسکے دلمین گھر بیداد کیا
جان کھو کر یہہ ہنر بیداد کیا

ایک عالم مین ہی شہرت حشر کی
کیسا فتنہ فتنہ گر پیدا کیا

اونکی مجلس مین ہی میرا تذکرہ
آہ نی بی شک اثر پیدا کیا

اپنی دل مین پالیا اوسکا نشان
ہم نی اوسکو ڈہونڈکر پیدا کیا

ہم سی اوٹھوایا خدا نی بار عشق
یہہ ہمارا ہی جگر پیدا کیا

ہوگئی معدوم اوسکے فکر مین
کیسا مضمون کمر پیدا کیا

ذرہ ذرہ مین تجلی دیکھہ لی
کیا ہنر نور نظر پیدا کیا

کیون نہو تو بی وفا ای سرو قد
سرو کو بہی بے ثمر پیدا کیا

میری صورت سی دل سوراخدار
تو نی کسدن ای گہر پیدا کیا

سبز رنگون کی مجھی یاد آ گئی
رنگ کیا شاخ شجر پیدا کیا

شور ہی عالم مین دیکھو شور کا
حق نے کیسا باہنر پیدا کیا

ہمنے تیرا الطاف تو ایجان نہین دیکھا
دلمین کبھی اپنے تجھی مہمان نہین دیکھا

ان انکھون نسے بڑہ کر کوئی گریان نہین دیکھا
اور اپنی جگر سا کوئی سوزان نہین دیکھا

بیتابی و بیخوابی و ناچاری و اندوہ
کیا کیا ہی عذاب شب ہجران نہین دیکھا

آخر تو کسیکے ہی تجلی کا تماشا
آئینہ کو کیا آپ نی حیران نہین دیکھا

کیا جانی ازل ہی سے جنون ساتھ مین آیا
ہمنے کبھی دامان وگریبان نہین دیکھا

دل کھو دیا اور پہرتی ہین بیتاب ہر اک دم
بڑہ کر کوئی اپنی سی ہی نادان نہین دیکھا

کہتا ہی زمانہ مجھی سودائی و مجنون
تو نی میرا چہرہ غم جانان نہین دیکھا

صدہا ہی کئی خون دکھا کر کے ادائین
لیکن تمھین افسوس پشیمان نہین دیکھا

جب سی کہ جگر سے تیری پیکان کو نکالا
دل کا ہی تو کیا ذکر پہر ارمان نہین دیکھا

کچھ آپ کی بیدادمین لذت ہی غضب کی
عاشق کو کبھی آپ کی نالان نہین دیکھا

یہہ جھوٹ ہی وہ غیر کی ممنون بنی ہین
خوبونکو کبھی بندہ احسان نہین دیکھا

ہر دم ہہو کسطرح لب زخم سے فریاد
مدت سی تیری تیر کا پیکان نہین دیکھا

حالت ہی وہ ہی دلکی وہ ہی جانکی صورت
تسکین کا تو بہولیسے ہی سامان نہین دیکھا

میرا دل گم گشتہ کہان خوار ہی یارب
بہولی سے ہی جون خواب پریشان نہین دیکھا

کس رات نہین روز قیامت کی سی آفت
کسدن مین عذاب شب ہجران نہین دیکھا

مین ہون دل مشتاق ہوا وسکا ہو تصور
ایسا ہی کبھی وصل کا سامان نہین دیکھا

یہ حال ہی اب دیدہ خونبار کا اپنے
اسطرح کبھی شمع کو گریان نہین دیکھا

سنتے ہین کہ دل کعبہ مقصود جہان ہی
افسوس ہی اسمین اوسی مہمان نہین دیکھا

اوس کی رخ انور مین ہی قدرتکا تماشا
تو بی مگر ای دیدہ حیران نہین دیکھا

ساری ہی زمانہ سی تجہی جنگ و جدل ہی
ای یار کوئی تجہہ سا ہی انسان نہین دیکھا

اس عشق نی دونو ہی جہانسی ہمین کہو یا
ایسا ہی کوئی درد دل و جان نہین دیکھا

مارا ہی ہمین اوسکی خموشی کی ادانی
عاشق کی کبھی حالکا پرسان نہین دیکھا

افسوس ہی ای شور محبت کی الم سی

دل صورت غنچہ بہی خندان نہین کیا

خوش بیانی کا مزا جاتا رہا
شعر خوانی کا مزا جاتا رہا

جان بہی لیکر رہی انجان وہ
قدردانی کا مزا جاتا رہا

مجکو بہی اغیار مین شامل کیا
مہربانی کا مزا جاتا رہا

خال کی مضمون پہ وہ بگڑی بہت
نکتہ دانی کا مزا جاتا رہا

دل تہا محرم وہ بہی اوس سے مل گیا
رازدانی کا مزا جاتا رہا

اشک بہی سوز جگر سے جل گئی
درفشانی کا مزا جاتا رہا

داغ دل دہوی گئی جب اشک سی
پہرلفشانی کا مزا جاتا رہا

شور اب کیا اس زمین مین لکہتی ہو
خوش زبانی کا مزا جاتا رہا

جانفشانی کا مزا جاتا رہا
قدردانی کا مزا جاتا رہا

لیتی ہین غمزہ سی کیا کیا اب کام
تیغ رانی کا مزا جاتا رہا

چپکی چپکی غیر سے کچہہ کہدیا
بیدہانی کا مزا جاتا رہا

کر لیا اغیار سے کیوں ربط ضبط — دلستانی کا مزا جاتا رہا

جم گیا دلمین میری نقشہ تیرا — نام مانی کا مزا جاتا رہا

کون سنتا ہی فسانہ عشق کا — قصہ خوانی کا مزا جاتا رہا

خون دل باقی نہین ای چشم زار — گلفشانی کا مزا جاتا رہا

ایتو تسمہ بہی نہ چہوڑا تیغ نی — سخت جانی کا مزا جاتا رہا

ہای پیری نی کیا کیا نامراد — کیا جوانی کا مزا جاتا رہا

جب شراب نو بنو پینے لگی — پھر پرانی کا مزا جاتا رہا

خون دل پینے لگے اب راتدن — ٹھنڈے پانی کا مزا جاتا رہا

اب تبسم کی ادا بہی چہوڑ دی — خستہ جانی کا مزا جاتا رہا

ہوگئی دیدار سے حیرت نصیب — خونفشانی کا مزا جاتا رہا

مونہہ بہی اب کہلتا نہین وقت اخیر — دانہ پانی کا مزا جاتا رہا

یار تو نی کر دیا دل میرا خاک — لن ترانی کا مزا جاتا رہا

شور جب جاتی رہی قدر سخن

شعر خوانی کا مزا جاتا رہا

دل اپنا اب تو عشق سے ای یار مر گیا
غم سخت سہتے سہتے گیا ہار مر گیا

بعد از فنا بھی ہی وہی حسرت وہی خیال
کہتا ہی کون طالب دیدار مر گیا

کل جو تمہاری واسطی روتا تھا زار زار
وہ آج خستہ جان و جگر خوار مر گیا

صیاد دیکھہ اپنی اسیر قفس کا حال
کس بیکسی سے تازہ گرفتار مر گیا

کیا کیا ہی ہاتھہ ملتی ہی چارہ گر تمام
ہمدم جو کوئی عشق کا بیمار مر گیا

میر طرح سے کوئی تو تیلا ہی حضور
تیر نگہ سے کون دل افگار مر گیا

بلبل ہی گل پہ سرو پہ قمری ہی دلفگار
صیاد آج کون وفادار مر گیا

تم اپنے ناز حسن کی ساغر سی مست ہو
کیا غم ہی تم کو کوئی گنہ گار مر گیا

مرنے سے بھی پری ہی تڑپتا ہی رات دن
تیلا تو کون تیرا خریدار مر گیا

تم نے نہ ایک بار کیا شور کا خیال
یہ ہی تم پہ شوق و ذوق سے سو بار مر گیا

مر کے ہی آمد و شد میں نفس نہیں چلتا
یہ ہی ہے حکم الہی تو بس نہیں چلتا

پرانی ہر رگ وپی ہوگئین ضعیفی مین
اب آگی جسم کا اپنی قفس نہین چلتا

ہوا کے گہوڑے پہ رہتا ہی وہ ہوا مدام
کسی کا اوسکے برابر فرس نہین چلتا

گذشتہ سال جو دیکہا وہ اب کی سال نہین
زمانہ ایک سا بس ہر برس نہین چلتا

نہین ہی ٹوٹی کی بوٹی جہان نہین پیدا
شکستہ جب ہوا تار نفس نہین چلتا

ہر ایک بات پہ بن بن کی وہ بگڑتی ہین
کسی کا اونکی طبیعت پہ بس نہین چلتا

رکہا ہی وقت ہر ایک کام کا خدا نی یہی
ہزار فکر کرو پیش وپس نہین چلتا

نہ کچہہ صدا ہی نہ کچہہ اہل کاروان کا سراغ
یہ کیا ہوا ہی کہ شور جرس نہین چلتا

خدا نی راہ بنائی ہی صبر کی مضبوط
پہر اوس پہ شور کبہی بوالہوس نہین چلتا

پڑا انکار سے ہی کار میرا
ہوا جیتا بہت بیکار میرا

یہہ دل مجہسے ہوا ہی زار میرا
یہہ ہی اب باعث آزار میرا

مزا آے تمہین اپنی کئی کا
قیامت مین ہو جب اظہار میرا

یہان ہر بار اونکی یاد دل مین
نہ لین وہ نام پہر اکبار میرا

وہ کہتے ہیں برملا ہیں چارہ گر بھی — نہیں بچنے کا یہہ بیمار میرا

کہا میں نے کہ تو گل اور میں خار — ہوا اس پر گلے کا ہار میرا

کبھی پوچھا نہ مجکو یہہ بھی کہکر — ہے زندہ طالب دیدار میرا

نہیں ہے حال دل کا کوئی پرسان — بھی کچھ غم میں ہے غمخوار میرا

کریگا سرنگوں پیش خداوند — ق — گناہوں سے وہاں اقرار میرا

بن آئیگا جواب اوسکا نہ کچھ بھی — لیا جایگا جب اظہار میرا

نہ فرمایا کبھی تم نے صد افسوس
ہے تابع شور ہرزہ کار میرا

ہر رنگ میں آثار کو دیکھا اوسے دیکھا — ہر جلوہ و انوار کو دیکھا اوسے دیکھا

اوسکے ہی تجلی کی تماشے ہیں جہاں میں — انوار رخ یار کو دیکھا اوسے دیکھا

ایک عمر سے تھی چشمہ حیوان کی تمنا — ایک لطف کی گفتار کو دیکھا اوسی دیکھا

تھی شور قیامت کی ہزاروں ہی فسانے — اوس شوخی رفتار کو دیکھا اوسی دیکھا

روئی عرق افشانکی تماشیکی تھی ہم محو — جب ثاقب و سیار کو دیکھا اوسی دیکھا

جب پردہ مین خلوت کی ہی پایا اوسی پایا
جب جلوت اظہار کو دیکھا اوسی دیکھا

محشر کے سی ہنگامہ کا شہرہ ہی جہان مین
ہر کوچہ و بازار کو دیکھا اوسے دیکھا

یہہ ہی تہی ادا وہ ہی تہا شوخی کا اشارا
جب قہر کو اور پیار کو دیکھا اوسی دیکھا

نغمہ تیری گیسو کا لبیا تہا میری دل مین
جب نافہ تاتار کو دیکھا اوسے دیکھا

ہر طاق ہر اک منظر و کوشک سے عیان ہے
جس جس در و دیوار کو دیکھا اوسی دیکھا

بوسہ کی تمنا مین دل و جان سے ہو گو خون
جب لذت انکار کو دیکھا اوسی دیکھا

تہا شور ترا شور بڑی اونچی صدا کا
جس گنبد و مینار کو دیکھا اوسی دیکھا

جس روئی پر انوار کو دیکھا اوسی دیکھا
جس شعلہ رخسار کو دیکھا اوسی دیکھا

دم پہول جسے دیکھہ کی بلبل ہوئی بیتاب
اوس گل رخسار کو دیکھا اوسے دیکھا

بجلی سی چمک جاتی ہی اوس آنکھہ کی گردش
اک مہر وش تلوار کو دیکھا اوسے دیکھا

وہ ایک ہی سودا تو نہ نام اوسکا لکھا ہے
ہر سبحہ و زنار کو دیکھا اوسے دیکھا

ہی جنس کی جو گرمی بازار جہان مین
ہر شخص خریدار کو دیکھا اوسے دیکھا

چبھتی ہین جگر مین میری وہ نشتر مژگان
جب وادی پُر خار کو دیکھا اوسی دیکھا

ہی شوخی رفتار قیامت سی بہی بڑہ کر
بیتاب ہر اک یار کو دیکھا اوسی دیکھا

خالی نہین حکمت سی کوئی بات بہی اوسکی
ہر غافل و ہشیار کو دیکھا اوسی دیکھا

ہی طرز جفا رنگ ستم حرکت شوخی
جس جا بُت عیار کو دیکھا اوسی دیکھا

کس طرح سی ہم اپنی خطا کی نہون قایل
انکار مین اقرار کو دیکھا اوسی دیکھا

ای شور ترا شعر ہی رشک لب شیرین
جب لذت گفتار کو دیکھا اوسی دیکھا

بزم مین اوس بت عیار کی جو جائیگا
دین و ایمان کو ایک باتمین کہو جائیگا

آج سُنتی ہین کہ وہ تیغ بکف آتی ہین
شکر کی جا ہی جو ہونا ہی سو ہو جائیگا

جوش پر آیا ہی پہر دیدۂ تر کا دریا
دل کو کیا یہہ میری ارمان بہی بہ جائیگا

دیدۂ شوق نہ کیونکر رہی ہر دم بیدار
یہہ مثل سچ ہی وہ کہوئیگا جو سو جائیگا

دل بہی حاضر ہی مرا جان بہی موجود ہی لو
یہان تلک او جو فرماؤ گی ہو جائیگا

کون ہی جسکو میری حال پہ افسوس نہو
دوست کیا غیر بہی آئیگا تو رو جائیگا

ایک کیا چیز اوٹھا لاکہون تجھ من
وقت پر تخم نکوئی کا جو بوجائیگا

رات دنکو چہ قاتل کا تمھارا مانکو خیال
آج تم حضرت دل پوچھہ تو لو جائیگا

سنتے ہین ناصح نادان کو ہوا ہی سودا
آتی دو یارو میری جان کو روجائیگا

کسکی ہمت ہی جو تر گانسی مقابل ہوگا
مین ہی جاؤن ہون آدے سامنی جو جائیگا

ہمدمو ہجر مین ہر دم ہین ہزارون آفات
گر مقدر مین ہی تو وصل ہی ہوجائیگا

خواب غفلت سے مین اکدن ہے نہ بیدار ہوا
کسکو معلوم تھا طالع میرا سوجائیگا

ہینے ہی ٹھان لیا دلمین کہ قصہ ہے تمام
آج تو جائین گی وہان فیصلا ہوجائیگا

شور اوس بزم مین بیشک ہی طلسمات کا رنگ
جو کوئی جائیگا وان ہوش کو کھو جائیگا

مچا ہی شور ہر اک سمت اپنی نالون کا
خدا بھلا ہی کرے ایسی بول بالونکا

ہوا ہی جب سے اونھین شوق خوش خرامی کا
برا ہی حال ستا اونکی پایمالون کا

تمہاری رخ کی تجلی سی ماہ و خور یولی
ملا ہی عکس ہمین ہی یہ خوش جمالونکا

زمین پہ ابتو قدم رکہنا ہوگیا دشوار
دماغ چرخ پہ کیون ہونہ میری چہالونکا

جواب دی نہ سکی وہ عدو کی خاطر سے
خیال تھا اونہین ورنہ میری سوالونکا

عدونکو چین نہ راتون ہی قرار اک دم
خدا ہی والی ہی ہمسے خراب حالون کا

ہین زلف مار سیہ اور ابرو ہین عقرب
خدا بچای کہ ہی خوف چار کالون کا

گذر ہی لخت جگر خون دلسے اب اپنی
خدا بھلا کری ان نوالون پیالون کا

وہ دہلی رشک ارم اور وہ صبح و شام کی سیر
وہ آنا چوک مین ہر روز قلعہ والون کا

ہوا ہی جب سی کہ پتلون کوٹ کا یہہ رواج
نہ قدر جامہ کی ہی مرتبہ دوشالون کا

ہمین تو ہجر مین اکدن ہی اک مہینا ہی
گذرنا سخت ہی اب زندگیکی سالون کا

ادہر ہی زلف سیہ اور ادہر رخ گلگون
ہی دلمین شورؔ کی اب خوف گورے گالونکا

اگر اوس بت خود کام سی کچھہ کام نکلتا
تو عشق مین اپنا ہی بڑا نام نکلتا

جو دیکھتا تجکو وہ سر شام کسی دن
تو ماہ نہ اک شب بہی لب بام نکلتا

چکر مین تو خود آئی ہین ہم روز ازل سے
ارمان تیرا کیا گردش ایام نکلتا

گر پیر مغان بھول کی مونہہ اوسکو لگاتا
میخانہ سے شیشہ نہ کبھی جام نکلتا

مین اپنی سزا پانیکو سو فخر سمجھتا
گر میری طرف ایک ہی الزام نکلتا

گر ڈہونڈتا دنیا مین کوئی روشنی لیکر
مجہسا نہ کسی جا کوئی گمنام نکلتا

آنکہون مین لگاتی جو وہ سرمہ کو نہ اپنی
کیون چشم سے خون میرے سیہ فام نکلتا

آرام کی قایل نظر آتا جو یہہ اوسکے
کیون دل سی میری تو وہ دل آرام نکلتا

آغاز سے گر اسکی خبر ہوتی تو ہمدم
کیون عشق مین یہہ میرا انجام نکلتا

شیرین کا تعشق جو نہوتا کبہی اوسکو
فرہاد سے دشوار نہ کچہہ کام نکلتا

گر شور تیرا شعر مزہ دار نہ ہوتا
تو ہند مین کاہیکو تیرا نام نکلتا

دیا آزار دل زار یہہ کیا
جان جانیکو ہی تیار یہہ کیا

نہار آتا ہی نظر بی گلرو
کوئی بہاتا نہین گلزار یہہ کیا

کرتی ہین قتل وہ بی جرم مجہی
کوئی پرسان نہین زنہار یہہ کیا

مین ہون اک جنس بہا نہین بکا
جیسپہ ہر شخص خریدار یہہ کیا

مانگا بوسہ تو لگی یون کہنے
ایسے بے ساختہ گفتار یہہ کیا

ردیف [illegible]
[illegible]

لوگ شاکی ہین جہانمین تیرے — مجکو آتا ہی بہت پیار یہ کیا

دیکہا عالم کی مرقع مین تمام — تمسا پایا نہ طرحدار یہ کیا

ہر قدم پر ہی قیامت برپا — کرتی ہی آپ کی رفتار یہ کیا

زلف مشکین کی تیری خوشبوسے — ہی خجل نافۂ تاتار یہ کیا

آنکہہ دکہلاتی ہی سبکو نرگس — اسکو کیون کہتی ہین بیمار یہ کیا

آج گلشن کا اوڑا ہی خاکا — کہین گل ہی نہ کہین خار یہ کیا

چہوٹی وعدونپہ نہ اپنی ہی نظر — اور پہر مجہسے ہی تکرار یہ کیا

دم نکلنے کو تہا آئی نہ قضا — کار آسان ہوا دشوار یہ کیا

پڑگئی ٹہنڈی جو شاعر شستگر — گرم تہی شور کی اشعار یہ کیا

دکہاتا وہ رخ روشن کسیکا — جلا دیتا ہی جان و تن کسیکا

تجاہل سے میری مرقد پہ بولی — یہان ہی تہا کبہی مدفن کسیکا

دکہائیگا خدا محشر کو اکدن — کسیکے ہاتہہ مین دامن کسیکا

اندھیرا ہی سدا عالم مین رہتا
نہ ہوتا گر رخ روشن کسیکا

ذرا سے حسن پر اتنا بڑا ناز
ہمیشہ رہتا ہی جوبن کسیکا

کلیجہ سُنتے ہی آیگا موںہہ کو
سنو گی ہائی جب شیون کسیکا

ہمارے داغ دل ہین رشک گلزار
نہ پھولی اسطرح گلشن کسیکا

بلائین شام تک سب پھیر دے ہون
سحر ایسا ہو گر درشن کسیکا

تیری خصلت پسند آئی ہمین شور
کسیکا دوست نی دشمن کسیکا

چشم پُرنم سے میری پانی ہی دریا کیسا
تنگ وحشت سی ہوا دامن صحرا کیسا

ہم جو کہتی تہی کہ تم تاب نہ لاؤ گی کبھی
اب کہو طور کا جلوہ تہا یہہ موسا کیسا

جلوہ ہی دونون مین یکسان ہی جب اوسکا زاہد
دیر و کعبہ مین ہی پہر فرق کا کلما کیسا

اوسکی فریاد خدا سی مین کرون کس موںہہ سے
مدعی سست ہو نہین ظلم کا دعوا کیسا

جب تصور سے پھیر دلمین بسے تم اگر
پہر کہو اب کہ حجاب رخ زیبا کیسا

لی چکی دام مین جب دلکو توانی کافر
پہر یہہ بل آج تیرا زلف چلیپا کیسا

شور سی شور کی گهبرا کی وه فرماتی ہین
کچهه ہی سودا اسے یہه نالہ بیجا کیسا

ہوتا ہی حشر مین انصاف خدایا کیسا
دیکہین طرفین کا طی ہوتا ہی قضیا کیسا

رانکو جاگی نہین ہو تو بتا او صاحب
ابہی آنکہون مین یہ سرخی کا ڈورا کیسا

آپکی چال سی آجایگا بہونچال ضرور
ہم بہی دیکہین گی پہر اوس روز تماشا کیسا

پونچہی آنسو جو عدو کی میری آگی اوسنے
ہوگیا آج میرا خون تمنا کیسا

قیس و فرہاد کی قصّے تو پرانی ہیں سبہی
فی زمانہ کہو ہم نی تمہین چاہا کیسا

آپ ہی اپنیکو دیکہہ آئینہ مین سچ کہنا
حسن کیسا ہی ادا کیسی ہی نقشا کیسا

جو عدو مین ہین برائی وه بہلائی ساری
میری ہر بات کا تم کرتی ہو چرچا کیسا

آکی بالین پہ میری جانکی پوچہا مجہسے
کیا مرض تجکو ہی اور حال ہی تیرا کیسا

ہوگئی خون سفید اتو زمانہ کی سبہی
شور کیا دیکہتی ہو اپنا پرایا کیسا

کسی نی نام لیا یا کہ ذکر ہو ر آیا
تو سنکی حسن پرائی ہی انہین غرور آیا

الٰہی جان لی پر دلکو تو سلامت رکھ
یہ کام میری بڑی وقتین ضرور آیا

تمہاری کوچہ مین خلق ما سقدر کیون ہین
ضرور مجہسا کوئی وہانپہ نا صبور آیا

یہ سچ کہا ہی کہ ہوتی ہی دلکو دل سی راہ
ذرا سے تمنی اگر پی مجہی سرور آیا

بنی بنائی وہ پہر مجہسی ہین بگڑ بیٹھی
الٰہی کام مین کیون میری یہ فتور آیا

نہین سمجہتی وہ اپنا سا حسن مین ثانی
ہوئی وہ جامہ سی باہر جو نام حور آیا

خدا ہی سمجہی گا اس ضعف و ناتوانی سی
کبھی ہین پاس کبھی کارواں سی دور آیا

کرین ہزار خطا اوسنی دشمنو نکی معاف
مگر نظر مین نہ اوسکے مین بے قصور آیا

اوسیکا عکس مری دلمین ہی پڑا آکر
کہ جس تجلی کا موسی کی ہاتہ نور آیا

بہت دنو نسی مین مشتاق تہا تجلی کا
جو چمکی برق تو سمجہا کہ کوہ طور آیا

جہان ہی ذوقِ سخن ذکر ہی سخنور کا
تو شور تیرا ہی وہان نام بالضرور آیا

جو دردمند ہو دلمین فرزانہ ہوا تو کیا
وہ مرد ہوا تو کیا مردانہ ہوا تو کیا

جو راز حقیقت سی نہو واقف و آگاہ
ہشیار ہوا تو کیا دیوانہ ہوا تو کیا

دونوں میں اگر کوئی دلسوز نہ ہووی
پہر شمع ہوئی تو کیا پروانہ ہوا تو کیا

الفت نہوا انسا تکو وہ حیوان ہی سراسر
اپنا ہوا تو کیا بیگانہ ہوا تو کیا

جہومر میں جو اوس شوخ کی قسمت سی نہ پہنچا
ہیرا ہوا تو کیا دُردانہ ہوا تو کیا

ہم عشق کی خادم ہین نہیں دونوں سی مطلب
کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

ہم تشنہ کو نشہ ہین نہیں اس سی بجھی پیاس
گر خُم ہوا تو کیا میخانہ ہوا تو کیا

شیشہ میں میری دل کی اوترتی ہین جب جو پرین
پیر مان ہوئیں تو کیا ہی پریخانہ ہوا تو کیا

گر نشۂ وحدت نہوا آنکہون مین تو ای شور
صوفی ہوا تو کیا مستانہ ہوا تو کیا

دل عشق مین نہ کہونا کہ پایا نہ جائی گا
ہرگز پہر اسکو راہ پہ لایا نہ جائی گا

ای طفل اشک کوچہ مین اوسکی نہ تو مچل
آخر کو پہر کسی سے اوٹھایا نہ جائی گا

دود جگر سی گر کوئی شعلہ بہڑک اوٹھا
تا حشر پہر کسی سے بجہایا نہ جائی گا

مرنی سی ہم گر شب ہجران مین بچ گئے
پہر صبح اوسکو موںہہ یہ دکہایا نہ جائیگا

دامن سی داغ خون تکو دہویا تو کیا ہوا
پر دلسے اسکا نقش مٹایا نہ جائی گا

زاہد کی لب نہ ہوگی برائی سے مَی کی بند
جب تک کہ ایک قطرہ چکھایا نہ جائیگا

فکر رفوی زخم جگر سے عبث دلا
یہہ چاک وہ ہی جسکو سلایا نہ جائیگا

شاید کہ پرسش آپ سی ہو اسکی حشر مین
داغونکا محضر ہمسے دکھایا نہ جائیگا

عصیان کا اپنی شور ابھی سی کرو شمار
جب ہوگا وہان حساب چھپایا نہ جائیگا

پی کی مَی باغ مین گر آئیگا
آنکھہ نرگس کو بھی دکھلائیگا

بوسہ مانگا تو بگڑ کر بولے
منہہ تو اپنا ذرا بنوائیگا

پیس گی مہدیکی ملتی ہی ہم
اب نہ کچھہ رنگ نیا لائیگا

لب جان بخش نہ دکھلاؤ ہمین
یہہ مسیحا ہی سے فرمائیگا

سبزہ رنگون سی بچو حضرت دل
ورنہ غالب ہی کہ سم کھائیگا

پاس آنی کی قسم کھائی ہی گر
دور ہی سے کبھی مل جائیگا

دل بتون کو ہی ندینا اے شور
بخدا اسمین خطا پائیگا

دیکھہی دیکھہی پچھتای گا — غیر کے دم مین نہ آجای گا

غیر کو چاہو اگر بسم اللہ — دل ہمارا سا کہان لای گا

اپنے بسمل کا اگر رقص کبھی — دیکھہی گا تو پھڑک جای گا

یہہ تو فرمای ناصح پہلے — مجکو کیا آتی ہی سمجھای گا

میری رونی کی حقیقت کہکر — دشمنون کو کہین ہنسوای گا

حضرت دل نہ کسی پر مری — مرتی مرتی یونہین مرجای گا

چھیڑ کرنا لون کو اپنے ای شور — خلق مین شور نہ مچوای گا

بت تیری بزم مین جب شمع کا سامان ہوگا — شمع کی لو کا میری واسطی پیکان ہوگا

اشک بھی ہمرہ آہ دل سوزان ہوگا — آگ کی ساتھہ تعجب ہی کہ طوفان ہوگا

سب میری ہجر کی دن اور محشر لی لی — ایکدن مین تو کہا حشر کا سامان ہوگا

زلف ناگن کا مین عاشق ہون نہ ڈرونگا کبھی — مجکو وہ زہر بھی دیگا تو پشیمان ہوگا

کیون نہ اس کان ملاحت کی جگہہ سینہ مین دون — واسطی زخم جگر کی یہ نمک دان ہوگا

خانۂ دل کو جو ڈھاتی ہو تو ڈھا دو لیکن
آپکی ملنی کا اوسمین بھی اک رمان ہوگا

مصحف رخ کو نہین چھوڑتا اک دم بھی جو خال
نکتہ چین کہتے ہین ہندو یہ مسلمان ہوگا

میری دلمین ہی جلا تری ستم کی بی جا
یہہ وہ آئینہ ہی تو دیکھہ کی حیران ہوگا

دم تو نکلا ہی مگر یہہ ہی نہ نکلا دلسے
تیر شاید اوسی بے رحم کا ارمان ہوگا

جیسا اوس دلبر عالم کی جدائی مین ہی غم
شور دشمن کو بھی ایسا نہ غم جان ہوگا

بناؤن اوس ہی مین برقع رخ پر نور جانانکا
اگر رہ جائی باقی ایک ٹکرا اس گریبانکا

بلا دام بلا ہی سر بسر اوس زلف پیچانکا
نکلنا ہو گیا دشوار جس سے طائر جانکا

نہ تنہا لب پہ اوسکی دانت ہی لعل بدخشانکا
ارادہ زہر کھانیکا ہی خط پر بلکہ ریحانکا

رخ روشن کی گرمی سی جبین پر جب عرق آیا
تہیہ آب و آتش مین ہوا دست و گریبانکا

میری رونیپہ جب وہ ہنس پڑی تو زخم دل بولا
کہ مین مرہون احسان ہون بہت اس نمکدانکا

ہوئی ہی دشمن دین زلف اوسکی دیکھئی کیا ہو
خدا کافر کی ہاتھونسے رکھی ایمان مسلمانکا

ارم مین جی لگا اپنا نہ ہرگز اوس گھڑی ہمدم
جب آیا یاد وہان نقشہ ہمین پہر کوی جانانکا

تمنا قتل کے اپنی مجھی ہی پہر بھی جینی پر
اشر پاتا ہون اوسکی تیغ مین کچھ آب حیوانکا

مریض لاعلاج ایسی نہین دیکھے ہین ہم نی بھی
خدا تک بھی نہین پرسان ترے بیمار ہجر انکا

گھٹا دی ایک پل مین آبرو سب ابر نیسانکی
خدا آباد رکھی گہر ہماری چشم گریان کا

یہ اوس جوڑیکی کھلنے ہی مرے سر پر بلا آئے
وبال جان ہوا ہی بال بال اوس زلف پیچانکا

ہماری اوسکی رہتی ہین تصور مین جو کچھ باتین
تو لطف آئینہ گاہی اوسنسے ہمکو رازپنہانکا

پلادی شور کو وہ جام شیرین بادہ کوثر
کہ ہووی ساقیا آئینہ جس سے راز عرفان کا

ملائی خاک مین جان اور جسم ناتوان پھونکا
فسون ایسا میری کانو مین تو نے زلستان پھونکا

پتہ لگتا نہین پتہ کا بھی کیا باغبان ڈھونڈے
ہماری آہ سوزان نی یہان تک گلستان پھونکا

خزان آتی ہی گل کی بی ثباتی دیکھ بلبل نے
اوسی دم آشیان پھونکا اور اپنا خانمان پھونکا

میری سوز جگر کا جرچا ہی گھر گھر یہ عالم مین
زمین پھونکی زبان پھونکا اور اوسنے آسمان پھونکا

الٰہی نالہ سوزان کو اب لیکر کہان بیٹھون
کہ اس آتش کی پرکالے نے تو کون و مکان پھونکا

میری سوز نہانسی شعلہ آتش جب اوٹھتی ہین
تو غل مچتا ہی عالم مین جہان پھونکا دہان پھونکا

پڑا کس شمع رو کا پرتو جام برانڈی پر
کہ جسکے تیزی و گرمی نی سب کام و زباں پھونکا

پڑیں بہتر نہ کیوں اس عقل پر فرہاد کی یکھو
کہ اوسنے آتش الفت میں سب نام و نشاں پھونکا

خدا جانی نظر کس برق وش کی لگ گئی مجکو
کہ اوسکے گرمی الفت نی میرا جسم و جاں پھونکا

کیا جب عزم ملک شمع رو کا میں نے ای ہمدم
لگادی آگ یہاں اوسنی کہ سارا کارواں پھونکا

کہیں کس سی حقیقت اس شب ہجر انکی شور اپنی
کہ دل پھونکا جگر پھونکا بدن اور استخواں پھونکا

دل سی جوں شمع نہ سوز غم پنہاں نکلا
اشک ہی آنکھ سی میری شرر افشاں نکلا

غیر جانب سی قیامت ہی وہ جاناں نکلا
آج مغرب سی ہی خورشید درخشاں نکلا

نہ ملک اور فلک عشق کی شایاں نکلا
آخر اس درد کی قابل یہی انساں نکلا

دل آشفتہ صبا نکہت مشکیں سا نہ
جو تیری زلف سی نکلا سو پریشاں نکلا

کشمکش دام کی تہی ہم اثر تنگی گور
مرغ جو دام سے نکلا وہ پر افشاں نکلا

تم وہ بیدرد کہ ہی کھیل جلانا دل کا
میں وہ غمکش کہ نہ آنسو دم سوزاں نکلا

دور ای جوشش طپش جان نکلتی ہی میری
تہام ای صبر بغل سی دل نالاں نکلا

داغ
ڈوب کر سینہ میں اس رنگ سی پیکاں نکلا
دل سے بے ساختہ نکلا کہ وہ ارماں نکلا

دم کا دم بھر نہ بھروسہ ہے سر آتش مین
دم کو سمجھے تھے مقیم آہ یہ مہمان نکلا

کوئی حسرت دل زخمی کی ہوئی او شہید
اشک سرخ آج جو آئی دیدہ گریان نکلا

کیا تجلی رخ روشن کی ہے اللہ اللہ
جلوہ حسن نقابون مین بھی عریان نکلا

نہین معلوم کہ کیا انس تھا ان دونون مین
دل ہی پہلو سے نکل آیا جو پیکان نکلا

رنگ خون کف پا ہی ہے یہ گلشن ایجاد
خار جو پانو سے نکلا وہ گل افشان نکلا

آدمی سا نہ کوئی نرم نہ کوئی بہتر
کار دشوار جہان صبر سے آسان نکلا

اب ہے غمخوار غشی مونس جان جوش خیال
کام تھا ہجر کا مشکل مگر آسان نکلا

جان بلب اور مسیحا کی کیا باتون نے
مونھہ سے نکلا جو سخن جان کا خواہان نکلا

چلین دے گردش پا اب ستا جوش جنون
کم مری وسعت وحشت سے بیابان نکلا

اسکو کیا تجکو ہی قاتل نہ لگاؤن گا گلے
شکوہ تجھ پہ ہے کیون خنجر بران نکلا

شور کیونکر نہ سخن کا ہو جہان مین اے شور
منتخب تیرا تو ہر ایک ہی دیوان نکلا

آج غالب کی غزل پر ہی گل افشانی کی
اسمین ہر شعر ترا رشک گلستان نکلا

نہ جہپکی آنکہہ گذر دی پی بار بار کیا ۔ تمہاری انیکا کیا کیا نہ انتظار کیا

سحر کو شام کیا لیل کو نہار کیا ۔ فراق یار مین یہہ ہم نی کاروبار کیا

وفا کو ترک کیا اور جفا شعار کیا ۔ تمہین کہو کہ یہہ کیا تم نی اختیار کیا

خزان سی باغ جہان مین نہ گل رہا محفوظ ۔ گو اہتمام چمن چند نی ہزار کیا

بہت ہی چوکی جوان گلرخونکو دل دیکر ۔ مثال دست شکستہ گلی کا ہار کیا

تجہی ڈبو ہی دیا ہوگا دیکہنا گردون ۔ جو ہم نی دیدہ گریان کو اشکبار کیا

کبہی نہ آکی پہری تا مزار کشتہ چشم ۔ تمہارا اوسنے قیامت تک انتظار کیا

یہ سب ہین صانع قدرتکی خوبیان پیارے ۔ کہ تم کو نور دیا اوس نی ہمکو نار کیا

زمین پہ پانو رکہوا ہی تو نہ اتنا اڑو ۔ خدا ہی چوک گیا جو تمہین نگار کیا

ہزار شکر کہ مدت مین دن ہماری پہری ۔ جو اوسنے غیرون مین ہمکو بھی شمار کیا

جو اوسکی کوچہ مین رہتا ٹہکانی لگجاتا ۔ صبا نی دور وہان سے میرا غبار کیا

الہی تو فتنہ بیدار چشم سوتا تہا ۔ مژہ نی چٹکیان لی لیکی ہوشیار کیا

کہلا نہ عقدہ تقدیر آج تک اپنا ۔ حل اسکو ناخن تدبیر سے ہزار کیا

غضب کیا تری وعدہ پر اعتبار کیا ۔ تمام رات قیامت کا انتظار کیا

جہان مین صبر کا تھا مدد تونے شور ای شور
پر اپنی نالون نے اوسکو بہی شرمسار کیا

مجھی تمہاری محبت نے بیقرار کیا
تمہین رقیب کی الفت نے شرمسار کیا

تمہاری عشق مین کیا کیا نہ اختیار کیا
کبہی فلک کا کبہی غیر کا وقار کیا

اگر نہ دل مین کدورت تمہاری تہی مجھسے
تو پایمال پس مرگ کیون غبار کیا

اسی خیال مین وحشت زدہ مین تڑپتا ہون
تمہین قرار بہی دوگی جو بیقرار کیا

کہان وہ پہلے سی طاقت ستم اوٹھانیکی
کسی زمانہ مین ہان یہ بہی اختیار کیا

ستم اوٹھانیکی طاقت اگر نہ تہی ایدل
تو پہلی کیون نہ خیال مآل کار کیا

قصور عقل کا شکوہ عبث زبان پر ہے
جنون نے کسکو محبت مین ہوشیار کیا

کوئی ہماری نصیبے کی شوخیان دیکھی
امید وصل مین دشمن کو رازدار کیا

فلک سی پوچھی کوئی جا کی سیر خاطر سے
قصور شور کیا تیرا نابکار کیا

جب چمن مین وہ کبہی غیرت شمشاد آیا
مجھری بنکے وہان سرو سا آزاد آیا

دیکھتے ہی تری صورت کو ہوا بند دہن
شکوۂ جور نہ لب پر دم فریاد آیا

چشم پیرا و سکے پڑی آنکھہ تو منشی فلک
شاخ نرگس کا قلم لیکے پئے صاد آیا

غیر نے مرگ پہ بہی ساتھہ نہ چھوڑا میرا
تا لب گورستانی میرا ہمزاد آیا

نقشہ یار جب اوس سے کسی صورت نہ کھچا
اپنا مونہہ لیکے خجل مانی بہزاد آیا

سخت جانی نے دم قتل بہر شرم رکہی
ہو کے مقتل سے پشیمان میرا جلاد آیا

حشر میں آپ نے صورت جو دکھائی ہمکو
شکوے سب بہولگئے جور نہ کچھ یاد آیا

حال دل کس سے کہیں داد ملنی معلوم
جب وہ آیا میری گہر پر سر بیداد آیا

دیکھتے ہی ہوا محشر میں خدا بہی عاشق
سامنے ناز سے جسدم وہ پری زاد آیا

عالم عیش و طرب میں نہ کیا اوسکا خیال
جب دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا

دلمیں پہلے ہی سے تہی یہاں خلش شک عدو
اور رگ چھیدنیکو نشتر فصاد آیا

گہر کے آباد کئے دیتے ہیں دلکو افسوس
مجکو رونیکو میرا خانہ برباد آیا

آتے دیکھا جو مجھے غیر نے ڈر کر بولی
آج کچھ خیر نہیں شور جو ناشاد آیا

پیش آئیگا وہی لکھا جو ہی تقدیر کا
اس لئی قایل نہین بندہ کسی تدبیر کا

خون بہایا جس نی ناحق عاشق دلگیر کا
جون شفق خون ہوگا دامنگیر اوس بی پیر کا

غرقۂ دریا ہوا اوس زلف پیچان کا اسیر
موج نی نقشہ اوتارا صاف جو زنجیر کا

خاکساری سے سوا دولت کوئی دیکھی نہین
اسکے پانیسے ہمین رتبہ ملا اکسیر کا

غیر کے خط مین مجھی آیا ہی جوابونکا سلام
آگیا لکھا میری آگی میری تقدیر کا

عذر اوسکو کیا رہا جو جان و دل ہی دی چکا
کاٹ ڈالا تمنے سر مفت ایسی بی تقصیر کا

شیشہ سان جب چرخ جیسا سنگدل پایا ہی ہوا
کیون نخون مرہون مین اپنی آہ کی تاثیر کا

کہینچلایا جذبۂ دل اپنا اوس بی مہر کو
سیکھ لی ہمسے کوئی آکر عمل تسخیر کا

آگی پروانہ کی لی مونہہ مین زبان شمع کو
ہمسے یہ دیکھا نہین جاتا ستم گلگیر کا

کہینچلی مجھ زار جیسے کی اگر مانی شبیہہ
تب مین سمجھون اوسکو ہی کامل فن تصویر کا

مین ہون وہ سینہ سپر اور وہ دم خم مجھ مین ہی
روبرو اگر میری پھر جای مونہہ شمشیر کا

آیا پہلو سے جگر مین کبہی جگر سے دل مین راہ
کیون نہ منت کش ہون تیر انداز کا اور تیر کا

شور تمنے چن وہی حرفونسے کاغذ مین شعر ر

ولہ
تیغ غمزہ لب پہ لایا ہی خون اوسکی [illegible] کا
تیر کی پیکان سے ہی سوفار اوسکی تیر کا

کام دیتا ہی تمہارا خامہ آتش گیر کا

دل دیا دین دیا اور دیا سر اپنا
نہ ہوا پیر نہ ہوا ہاے ستمگر اپنا

بزم اعدا مین گیا شب کو جو دلبر اپنا
رہ گیا شمع صفت دل ہی مین جلکر اپنا

ان بتونکی تو جفا مین بہی ہی تاثیر غضب
ہوگیا سخت جگر دل ہوا پتھر اپنا

ابرو و چشم و خط و خال کو دیکھا جب سے
دل بہلتا ہی انہین چارونسے اکثر اپنا

بعد مردن بہی رہے کاوش مژگان باقی
جا ئی گل قبر پہ رکھہ دیتی ہین خنجر اپنا

سرخی پانکو تیری دیکھہ کی دل خون ہوا
دانت اسواسطے ہی بوسۂ لب پر اپنا

زلف ہی ایسی بلا ہی کہ نہ رکہی گی قصور
دلکے لینے مین ہی میرے بال برابر اپنا

جب کہ محشر مین تیرے جور سے پرسش ہوگی
ہم بہی داغونکا دکہا ئینگے یہ محضر اپنا

عقل اور فہم سے سب راز حقیقت کی کہلی
نہ کہلا پیر نہ کہلا حال مقدر اپنا

کبہی اوٹہنی کی نہین شور قیامت تک بہی
اوسکے پانو پہ اگر رکہہ ہی دیا سر اپنا

میری مرنے پہ بہی راضی جو وہ ایک بار ہوتا
تو ہزار بار مین پہر معہ جان نثار ہوتا

کہین کس سے بعد مردن کہ صبا نے خاک اڑا دی
وہ کبھی ادہر تو آتا جو کہین مزار ہوتا

میرا بخت بد تو دیکھو ہوا رنج یار اپنا
کوئی رازدار ہوتا کوئی دوستدار ہوتا

جو وہ ویسے مانگتی تو مین یہ جان ہی دیتا
کہ عذاب سے ہی چھٹتا نہین اختیار ہوتا

میرا دل ٹہکانے مر کر تو لگا ہوا یہ بہتر
اگر اور بر مین رہتا تو یہہ بیقرار ہوتا

شب ہجر مین نہ جیتا نہ جل مین اوس سے
میری جان سخت پر گر میرا اختیار ہوتا

مجہے بیکلی ہی ہردم ہے طفیل ہجر گلرو
نہ تو گلبدن یہ مرتا نہ یہہ دل بہ خار ہوتا

تیری جہوٹی وعدون پہ یہ تمام عمر کاٹی
مین خوشی سے مر جاتا کہ جو تو دوچار ہوتا

تیری چشم جس نے دیکہی ہوا مست اور بیخود
میری ہوش کیا نہ جاتی جو نہ بادہ خوار ہوتا

یہہ پڑہی ہوئی سقاحت یہ تو کی شور جیتا
مجہے کہتی سب کسر سچ جو خدا یار ہوتا

جہان مین ہمنے آکر کیا نہ پایا
نہ پایا تو نشان اپنا نہ پایا

غم و اندوہ سے ہم چہٹتے کیونکر
کہین چہپنے کا ہی گوشہ نہ پایا

غم دنیا کی ہردم ساتہہ دیکہا
کبہی پہلو مین دل تنہا نہ پایا

گئی عمر رواں یارب کدہر کو
نشان اوسکا بہت ڈہونڈہا نپایا

خدا کی ہاتہہ ہی سب لینا دینا
تو پہر انسان کچہہ کہو یا نپایا

خزانی آتی ہی گلشن مین دیکہا
کہین بہی نام کو تنکا نپایا

مرقع مین جہانکی لاکہہ ڈہونڈہا
تیری صورت سی ایک اچہا نپایا

گئی چہوٹی ہزارون تمنی ہاتہ سے
مگر اوسمین سے ایک بہی سچا نپایا

کہین کس ہو نہہ ہے درد دلکو تجہے
تیرا رخ سے کچہہ بہی اچہا نپایا

صبا ہی ڈہونڈکر اوسکو ریگ بہہ
غبار راہ پر میرا نپایا

پہری دونو جہان مین ڈہونڈتی ہم
کسیکو شور پر اپنا نپایا

نالہ ہر ایک ہجر کی شب رشک صور تہا
پہٹ کر گرا نہ چرخ یہہ میرا قصور تہا

نالہ میرا صدا مین صدا رشک صور تہا
تقدیر سے پر اوسمین اثر کا قصور تہا

یک خیال ہی ہی عجب ایک جہان تماشے
آیا نظر وہ پاس جو اپنی سے دور تہا

چہلکا کیا جو ہاتہہ مین ساقی کی جام می
شاید کہ وہ ہمارا دل ناصبور تہا

داغ جب تک کسیکے چاہ نہ تہی کیا سرور تہا
میرا ہی دل بغل مین رشک حور تہا

افسوس ہمسے تمسی نہ اکدن بنی کبھی — عادت تہی ہم مین عجز کی تم مین غرور تھا

جین وزن گرم جوش ساقیکی عالم تہین — ہر ایک رند بزم مین صدر الصدور تھا

اوس ماہ روپہ آنکہ کسی کی نہ پڑ سکے — جلوہ تہا طور کا کہ سراسر وہ نور تھا

دیتے نہ دل جو تمکو تو کیون بنتی جان پر — کچھ آپ کی خطا نہ تہی اپنا قصور تھا

اچھا کیا جو خاک مین مجھکو ملادیا — مرقد پہ ایک روز تو آنا ضرور تھا

رکہتا نہ تھا ازل سے جو پانو زمین پر — دیکھا جو اوسکو آج تو وہ خاک گور تھا

ذرہ کیطرح خاک مین پامال ہوگئی — وہ جن کا آسمان پہ سر پر غرور تھا

کس سنگدلکی راہ مین اے شور مٹ گئے
پہلو سے دل جو نکلا تو سب چکنا چور تھا

راتکو ساقی جو لی شیشہ و ساغر آیا — دل و دیدہ ہوئی روشن مہ انور آیا

گہر سے کہولی ہوئی رخ شب کے جو دلبر آیا — ہوا دہوکا کہ زمین پر مہ انور آیا

ٹکری غیرت نیکلے جیب گریبانکی ہیرے — عطر ملنیکو جو غیر اوسکے قبا پر آیا

آپنی جان پہ سو بار جفا سے لیکن — صرف شکوہ کا نہ ایک بار زبان پر آیا

ہای قسمت کا لکہا پہونچا نہ قاصد وان تلک
اور جو پہونچا بہی تو خط اوسکا نہ لیکر آیا

ہیرا تہا زہر تہا یا خاک تہی یا کچہہ افیون
کہا لیا ہجر مین ہم نے جو میسر آیا

مرتی مرتی یہ ہی ارمان رہا لب سی مجہی
کہ نہ کچہہ اوس سی میرا مطلب دل بر آیا

خنجر کچہہ جا لگی اب آتی نہین مجکو نظر
ٹکر ہو ہو کی جگر نوک مژہ پر آیا

کچہہ زمین ہی میری گریہ سی نہین غرقاب
آسمان کو ہی میرے نالونسے چکر آیا

نا خدا کشتئے عالم کا خدا حافظ ہے
جوش پر پہر میری آنکہونکا سمندر آیا

وای تقدیر دہین بول اوٹہا مرغ سحر
ڈہب پہ کچہہ کچہہ جو شب وصل وہ دلبر آیا

وحشت دلکا جب ارمان نہ وہان بہی نکلا
شور مایوس بیابان سے پہر گہر آیا

بوسہ غیر دن کو ہی ہر روز برابر دینا
اک ہمین ہی تو کبہی راہ خدا پر دینا

خلد مین ہم تو خدا سی ہی گلگونکی عوض
کبہی کہنی کی نہین تو ہمین کوثر دینا

لیجیے لیچلی ہم ہاتہہ پہ رکہکر لائی
راہ الفت مین نہ دشوار ہی کچہہ سر دینا

میکشو ہمکو یہہ امید نہ تہی تمسے کبہی
رکہنا خالی ہمین اور غیرونکو بہر بہر دینا

لیکے دل جب وہ چلا مین یہ مناسب سمجھا
جان کو بھی چاہی لیس ساتھ ہی مین کر دینا

دل دیا جان بھی دی دین اور ایمان بھی دیا
اب رہا پاس مرے کیا ہی ستمگر دینا

آپکے غصہ مین بھی ہمکو مزا آتا ہے
ہو نہ تکلیف تو دشنام برابر دینا

جان و ایمان ہین ہر وقت تصدق تمپر
دل تو ہمدرد ہی منظور ہو کیونکر دینا

لینے کی بات تو بھاتی ہی سبھیکو اکثر
تلخ ہوتا ہی مگر موت سی بڑھ کر دینا

لینا اللہ سے سب کچھ ہی ابد تک ہمکو
پر حساب عصیاں انکا اوسکو ہی سراسر دینا

مانگ کر شور تمہین اوس سے خجالت ہوگی
لیکے دل چاہتا ہی کوئی بھی دلبر دینا

ردیف بائی موحدہ

بس لطف زندگی کا کدہر اور کہان ہی اب
وہ مہربان دل بنا نامہربان ہی اب

مرغ سحر کی بانگ سی ہی فق ہمارا رنگ رخ
سوہان جان زار صدائی اذان ہی اب

صد شکر آن دیتا نہین ہی عدو کو بھی
میری دعا سے اتنا ہوا پاسبان ہی اب

قاصد سے پوچھا کہ وہ تیار ہو رہے
معلوم ہوگیا کہ میرا امتحان ہی اب

عشاق کو خوشی سے تو نسبت ہی کیا بھلا
غم ہی رہی ندیم تو ہان ارمغان ہے اب

میر یطرح سے اونکو بہی کچھ کچھ ہی انتشار
مدت مین دوست میرا ہوا آسمان سے اب

گلشن کی خاک آتی ہی اوڑ کر بگولہ مین
رخصت بہار آمد دور خزان ہی اب

کچھ وصل کا اشارہ جو اون سے کیا گیا
فرمایا ایسے جہگڑونکی فرصت کہان سے اب

لو سانس کی بہی لینین اوجہی دم میرا
مجہہ ناتوان پہ یہ بہی تو بار گران ہے اب

ناصح کی دوستی مین یہی اتنا کلام ہی
وہ بہی کچھ اوسکا آتا نظر رازدان ہی اب

رکہنی زمین پہ نہین دیتا قدم مجھے
آزار جان زار بہت آسمان ہی اب

کیا پوچھتے ہو دل کی وہ گم ہو گیا کہین
بر مین رہا نہ میری نہ تیرا امکان ہی اب

ملنے کا لطف کوئی بہی باقی نہین ہی شور
کس ذریعہ تجہسے یار ہوا بدگمان ہی اب

رنگ پر آیا ہی ساقی اثر جام شراب
گوش کوثر مین یہ پہونچی خبر جام شراب

گردش بخت سی میر وہ نہ پہونچا مجہہ تک
پڑی جب بزم مین مجہہ پہ نظر جام شراب

تون ڈالا کیا مونہہ سے وہ مجھی دیکھ کی ہائے
پہٹ گیا درد سے میری جگر جام شراب

شیشهٔ دل مین میری او تری اک لال پری
دیکهنا ساقیا کیا هی اثر جام شراب

محتسب حشر مین پینے کا کهلی گا سب کیف
هوگا پرسش پہ وہ جب داد گر جام شراب

خون میرا کم نهین ساقی می گلرنگ سی کچهہ
اوس هی هی سرخ هی یہ چشم تر جام شراب

آج مینا هی تهی جام تهی میکده بند
نظر آتا هی همین کچهہ سفر جام شراب

بزم مین کسکی نظر بد یہ لگی هی ساقی
آج مجهہ تک نهوا جو گذر جام شراب

کیا هوا شور جواب هوئیت مخمور سی دور
نہ خیال خم و ساقی نہ سر جام شراب

ردیف تای فوقانی

صدمہ هجر سے گهبرای نہ انسان بہت
دم اگر باقی هی تو وصل کی ارمان بہت

سخت جانی نی نہ مرنی دیا خنجر سے مجهی
چلتی چلتی هی یہ کام ای میری جان بہت

حسرت و یاس و الم درد فراق و وحشت
مجهہ دم نقد مسافر کی هین سامان بہت

خون بہا مانگینگے تری دست حنائی اکدن
جان دیجایئن گی ان هاتهونپہ انجان بہت

زلف کافر کی کوئی پیچ سے خالی نہ رہا
لائی جان بیچکر اس پر بدل ایمان بہت

سچ اگر پوچھیے اس چاہ کا مشکل ہی نباہ
جان پر کھیلے جو اوسکو تو ہی آسان بہت

ہم تو جب جانیں کریں اوسکو مسخر پڑھ کر
نام کیواسطے ہیں حافظ قران بہت

تمسا دلدار ہزاروں مین نیا یا اک ہی
دیکھی ہندو ہی بہت اور مسلمان بہت

کیا سبب ہی کہ ہر اکوقت ہین نیچی آنکھین
کیا پسند آئی ہین اغیار کی احسان بہت

تم وہ ظالم کہ کبھی ظلم سی رکھتی نہین شرم
ہم ستم دیدہ ہین اور پہر ہین پشیمان بہت

غیر کیواسطے یہہ مجھہ پہ جفا اور یہہ ستم
وہ مبارک ہو تمہین میری محبان بہت

شور کس کاکل مشکین کا تمہین ہے سودا
جس سی تم رہتی ہو ہر وقت پریشان بہت

ردیف خای منقوطہ

کس شہید ناز کی ہی آہ پر تاثیر سرخ
ہو گیا چہرہ جو تیرا ای بت بے پیر سرخ

سرخ روی کیا کیسکی تیغ سی ہو گئی نصیب
کلک قدرت لکھہ رہا ہی کیون خط تقدیر سرخ

بل بے ای جوش شہادت خون تہمتا ہی نہین
ہو گئی قاتل کی دونو ہاتہہ اور شمشیر سرخ

کہتے ہین جسکو شفق یہہ سب خیالی بات ہی
ہی کسیکے خون ناحق سی یہہ چرخ پیر سرخ

آفرین دست حنائی پر کیا کیسا شکار	ہوگیا ہی سر سی پانو تک سبھی نخچیر سرخ
خون حسرت تہا غضب جان و جگر مین جوش زن	قاتل سفاک کا سب ہوگیا ہی تیر سرخ
قتل کا میری ارادہ اس سے ثابت ہوگیا	قاتل بی رحم نی بہیجی ہی اک تحریر سرخ
خون حسرت کھا رہا ہے تن مین کیا کیا پیچ و تاب	ہوگئی یکسر میری پانو کی جو زنجیر سرخ

شور کی سرخی لب کی یہ لکھتی ہو ثنا
جو نکلتی ہی زبان خامہ سے تحریر سرخ

ردیف دال مہملہ

خدا کو مان نہ کہلوا میری زبان صیاد	بلای جان ہی میری غم کی داستان صیاد
قفس پہ باندہی ہی پہولونکی بدہیان صیاد	بہت دلونمین ہوا میرا قدردان صیاد
نہ دل لگا کی سنا تو نی کچھ بیان صیاد	میری ہی دلمین رہی میری داستان صیاد
وہ باندہتا ہی رگ گل سی بال و پر میری	کئی برس مین بنا ہی مزاجدان صیاد
قفس کو صحن گلستان مین لا کی اب رکھا	ہزار شکر بنا کچھ تو مہربان صیاد
دکھایا خوبی قسمت نی مجکو کنج قفس	وگرنہ مین کہان اور تیرا گھر کہان صیاد

خدا کیواسطی اب یہ سر ترنم ہو
بہار باغ چلی آ گئی خزان صیاد

نسیم دم کی نہ ہمدم نہ ہمنفس ہی شمیم
قفس مین اپنا نہین کوئی خبر فغان صیاد

اوجاڑا جیسے میرا آشیان گلستان سی
رہی نہ تیرا ہی نام اور کچھ نشان صیاد

کبھی تو کھول دی دم بھر کو بال و پر میری
چمن کو چھوڑ کی اوڑ جاونگا کہان صیاد

رہائی پا کی ہی بہولونگا مین نہ حق نمک
بھرونگا تیرا ہی دم دیسے ہر زمان صیاد

ستانہ ہمسی اسیرونکو ظالم بی رحم
کہ تیری گھر مین ہین دو دنکی میہمان صیاد

لگائی تاک چمن مین پھر آشیان ڈھونڈا
پھرا ہی فکر مین میری جہان تہان صیاد

کوئی خدا کی لی کہدی ہم صفیرون سی
کہ بیٹھا تاک مین ہر وقت ہی نہان صیاد

چھری کا ہی ہاتھہ مین چلین پر جیسی یا قسمت
خدا ہی جانی کہ لی جائیگا کہان صیاد

خطا کسیکی نہین ہی یہہ خوبی تقدیر
کہ لائی مجکو قفس تک کشان کشان صیاد

تیری ستم سی اگر جل کی آہ گرم کرون
قفس مین آگ لگی اور اوٹھی دھوان صیاد

جلا جلا کی مجھی خاک کر دیا تو نے
تیری جفا سی ہی ہر وقت الامان صیاد

چمن کا ذکر نہ ہی یاد ہمصفیرون کی
خدا نخواستہ ہوجای بدگمان صیاد

نگاہ لطف نہ کی بہول کر کبہی تو نی — تمام عمر گئی اپنی رایگان صیاد

تیری سبب سے ہوی دور گل و گلچین — غضب خدا کا پڑے تجہہ پہ ناگہان صیاد

زمین پہ چہوڑا نہ اور آسمان پہ گہر میرا — میری تلاش مین دوڑا یہان وہان صیاد

اگرچہ شور کی اوسکو کلام کا ہی مزا — پر حیف خوب سمجہتا نہین زبان صیاد

ہی دام مین وہ کاکل عنبر شمیم بند — مجکو بہی پاس اوسکی تو کردی کریم بند

رکی ہی کب رکی میری لاکہو نہ لک زبان — دیکہون مین کون کرتا ہی اسکو کلیم بند

پہونچا ہی بو نہ کاکل مشکین کی تجہہ تلک — کردی ہی اوسنی کوچہ کی اپنی نسیم بند

بخشش کی بعد ہم پہ وہ کہلیگی حشر مین — دروازی خلد کی ہوی پہر ای ندیم بند

اون سی جفا چہٹی گی نہ مجہسے وفا کبہی — دونو سے ہوی گی نہ یہہ خوی قدیم بند

دریا ہی اشک اکی تہما ہی مژہ پر آج — کاٹو نہ یہہ کوی اسطرح کردی حکیم بند

خاکا اوڑی ہی جو گلشن عالم کا کیا عجب — کردی ہی فصل گل مین خزانی نسیم بند

گو آپکے جفا کی کہلی ہین ہزار در — ہی بہی اک وفا کا نہ کبہی کریم بند

نام خدا جو راحم و رحمان ہی ضرور | رکہیگا وہ نہ حاجتین میری رحیم بند

مانگی خدا سی شور یہہ کس منہہ سی اب دعا
باب قبول نیم سے ہے وا اور تیم بند

ردیف رای مہملہ

جہان کو پہانستے ہین اونکی زلفین سر بسر ناہوکر | چہپی جان و جگر مین تیر مژگان سر بسر چہان ہوکر

برائین آرزوئین سب اسیران محبت کی | رنگین تنگی جو کام آئین قفس کی تیلیان ہوکر

مشبک گر جگر اور دل ہوی ہین تیر مژگانسے | رہین در پر پریزادونکی یا رب جالیان ہوکر

اگرچہ ترک ادی تہی ولیکن اوسکی ہاتہون سے | رگ جان میری لپٹی دست بستہ چوڑیان ہوکر

بغیر اوس ساقی میکش کے کانٹی سی کہٹکتی ہین | کہ ٹوٹی زخم کی انگور دلمین شیشیان ہوکر

مزا آئی شب فرقت مین کچہہ تو وصل جانانکا | رہین آہین میری سینہ مین اونکی سسکیان ہوکر

محبت تہی ہمین زر ہی بہت کچہہ شغل قاتل کی | وبال جان ہوا ہی اب تیری بالیان ہوکر

شب فرقت مین آہین جو نکلتی ہین میری دلسے | کہی ڈر ہی نہ پہونچین دشمنونتک گالیان ہوکر

شنا یا گردہ میکش لگو کہی ہی اب مزا ساقی | رہین پیالی ہماری زہر کیسے پیالیان ہوکر

نہ کیونکر جذبۂ دلکا اثر ای شور پیدا ہو
کہ میری یاد اونکی پاس پہونچی ہچکیان ہو کر

عشق مین ہم نی بتون کی لئی سر پر پتہر
اپنی قسمت مین لکہی تہی یہہ ہی ککہر پتہر

آسمان تجہہ پہ ہی اگر و نگریگی بجلی
تونی برسائی زمین پر جو ستمگر پتہر

روح ہی صاف بگولہ مین کسی وحشی کی
کہاتی ہین اوڑکی پہاڑ ونسے جو چکر پتہر

یار سر دور کیا اوسکا بہلا ہو یارب
جسنے مارا ہی میری سر پہ اوٹہا کر پتہر

آب اور تاب سی ہی قیمت و قدر انکی فقط
ورنہ یہہ ساری ہین گوہر و جواہر پتہر

نہ گئی سنگدلی بعد میری بہی اوسکی
جای گل قبر پہ رکہدی جو لا کر پتہر

گل گلزار سے بہتر اوسی مجنون سمجہا
کوئی لیلے کی جو ماری اوسی اکثر پتہر

خاک کی بدلے میری قبر مین ڈالی اوسنے
دو دنو تا ہون سی اوٹہا فاتحہ پڑہ کر پتہر

کہل گئی صاف شرارت بت بی رحم کی شور
آج پہکوائی جو اوسنے میری گہر پر پتہر

جو دل کہ ہوا زلف گرہ گیر سے باہر
تہا گانٹہہ کا پورا نہ تہا تدبیر سے باہر

حال اپنی تعشق کا یہان تک لکھا اوسکو
تقریر سے باہر ہوا تحریر سے باہر

گر ذبح کیا اوسکو تو کچھہ سیر ہی دیکھو
خون آیا اوچھل کر دل نخچیر سے باہر

ابرو کی روانی کی ادا پانی ہی مشکل
جوہر ہی یہہ آب دم شمشیر سے باہر

ارمان ہی میری مجھسی قناعت مین تہی گرہ
ہی میری نہ نکلی دل دلگیر سے باہر

گردش اسی کہتی ہین دو عالم مین تپاک ہی
نکلا کبھی دور فلک پیر سے باہر

ابرو ہی تیری تیغ تو ناوک وہ مژہ ہی
ہین تیغ سی باہر نہ تیری تیر سی باہر

دل کہتا ہی اوس گیسوی پر پیچ مین پہنسکر
یارب نکر اس حلقۂ زنجیر سی باہر

صورت کو تیری دیکھہ کی مین بت سا بنا ہون
ہوتی ہی خموشی کہین تصویر سی باہر

قطعہ

مضمون سی مجھی اُنس زیادہ ہی مجھی شوق
ہی طرز میری ذوق سی نی میر سی باہر

پرشور میرا نام تو لازم سے نمک ہی
یہہ چاٹ وہ ہی جوکہ تحریر سے باہر

سوال وصل سی بیٹھی اودہر تم خشمگین ہوکر
ادہر بیٹہا ادہر حیران ہین ہم فرش زمین ہوکر

تمہاری تیر کا پیکان نہ نکلا اس سی پہر باہر
مکان کو دیکھہ کر اچھا رہا اوسمین مکین ہوکر

الہی پیچ و خم سی زلف پیچاں کی بچانا تو
یہ ماری کی کسی دن ہمکو مار آستین ہنکر

رہیگا بعد مرنیکی یہی اب نام و نشان اپنا
کہ پہونچا اوسکی ہاتہوں تک ہوں مشکل نگین ہنکر

تمہاری ناز کی تقلید جورین ہی لگی کرنی
بگاڑا ہی پری تم نی اونہیں ہی نازنین ہنکر

شرار اغواں کی عجیب نیرنگ دیکھی ہین
کہیں یہہ روپ لاتی ہی بگڑکر او کہیں ہنکر

کرین کیا خاک ہی لیکر صبا تا آسمان پہونچی
پڑی تہی ورگرنہ اوس گلی مین ہم زمین ہنکر

شب وصلت رہا طرفین مین جیر تنگ یہ عالم
ادہر ہم بگڑی بیٹہی اور اودہر وہ شرمگین ہنکر

چھپایا گو نقابو مین ہی تمنی روئی تابانکو
پہر آنکہیں سری جا پہونچین وہان ہی دوربین ہنکر

نہ نکلا شرم سی خورشید تابان آج گردون پر
تمہیں دیکہا کہ وہ بیٹہی ہین پیدا مہ جبین ہنکر

خدا ہی خود بنا کر تمکو مایل اور ہوا ہی خود
بگاڑو گی جہان کو کیوں نہ تم پیاری حسین ہنکر

ہوی آزاد اور سیر دو عالم خوب کی ہم نی
بنایا کوی اپنا بیٹہی اب گوشہ نشین ہنکر

پڑا تہا شور شب کو آج کچہہ اونکی محفل مین
گئی تہی جو رکیا ای شور صاحب وان تمہین ہنکر

پہر گئیں مجھسی تیری شوخ نگاہیں کیونکر
حشر انگیز نہوں پہر میری آہیں کیونکر

جب کیا رام خدا کو ہی توفیق ہمدم
ہم تو انسان ہین پہر اونکو نچاہین کیونکر

ہم یہان یاد کرین تمکو خبر وہان ہو جای
دل کے بیطرفین سے کہل جائین رہا ہین کیونکر

شرم سے اونچی تو ہوتی نہین دیکہین یہ کبہی
دل کو لی لیتے ہین پہر نیچی نگاہین کیونکر

دشمنون کی جو کری بات کا ہر لحظہ یقین
اوس سے ہم دوستی دم بہر ہی نباہین کیونکر

خوف ہی آپکا ہر لحظہ ہر ایک دم ہی لحاظ
عاشق زار بہلا غم سے کراہین کیونکر

راتدن انکے غم واندوہ نی ہم کو مارا
اب تو سنتی نہین ہمدرد بناہین کیونکر

دل فدا کر دین کہ جان اوسپہ کرین اپنی نثار
اتنا بتلا ی کوئی یار کو چاہین کیونکر

آپ سی داد کی امید ہی ہر دم ہر وقت
اب کئی جاہین یہ دل تہام کی آہین کیونکر

راتدن اونکی ہی صحبت سی ہی تفریح انہین
وہ رقیبونکو بہلا دلسے بچاہین کیونکر

سیکڑون طرز سی دنرات ستاتی ہو مجہی
دیکہہ لین تم نی جفا کار یکی راہین کیونکر

ہم نی انگریز ہی تو پوشاک مین دیکہین ہین
کوٹ پتلون پہ ہین سرخ کلاہین کیونکر

چاہ کی نام سی ای شور ہی جسکو نفرت
ایسے بیدرد کو فرماؤ تو چاہین کیونکر

کیوں نہ میں جان دوں اسقدر پہ قرباں ہوکر
رہ گیا تیر ترا دل میں جو ارماں ہوکر

میری باتوں پہ کبھی لائی نہ ایمان و یقیں
اونکی خاطر سے میں بچتا یا مسلماں ہوکر

بخیہ گر سی نہ رفو ہوئیگا تا حشر کبھی
اوسکی ہاتھوں سی ملی میرا گریباں ہوکر

اب تو پانی کا گلیسے ہی اوترنا ہی محال
کانٹی بیٹھی ہیں میری حلق کی دو زباں ہوکر

زلف کافر ہوئی یہاں تک تو میری جیکی بلا دل
جاندی بیٹھا میں آخر کو پریشاں ہوکر

مرض عشق سی صحت کی کسی ہی امید
یہہ بگڑنی لگا ہر دم غم درماں ہوکر

برق ہی دیکھہ جسے ابر میں روپوش ہوئی
چھپ گئی کسکی تجلی یہہ نمایاں ہوکر

تیری پیکاں کو کیا دل نی نہ دم بھر بھی جدا
ہوگیا تنگ وہ گھر میں میری مہماں ہوکر

شرط ہر کام میں رکھتا ہی سلیقہ بھی ضرور
عیب بھی کرتا ہی انسان تو پنہاں ہوکر

ایک ایک بات میں ہی اوسکی دغا اور فریب
شور کرنا نہ یقیں تم بھی سخنداں ہوکر

جائینگی ہم نہ کوچۂ جاناں کو چھوڑ کر
کیونکر جئیں گی اپنی دل و جان کو چھوڑ کر

دل سا عزیز جب کہ گیا اپنی ہاتھ سے
ہم جائیں کس پہ خانۂ ویراں کو چھوڑ کر

تنہا خدا کی پاس ہی ہم تو نہ جائینگے
اپنی رفیق جان شب ہجر انکو چھوڑ کر

وحشت کا ہو بھلا ہمین آزاد کر دیا
اب گہر کو کیا کرینگی بیابان کو چھوڑ کر

ہم کیا کرینگی خلد مین جا کر یہہ سوچ ہی
باغ جہان ہی اوس گل خندانکو چھوڑ کر

کنج قفس نصیب ہوا آب و دانہ سے
وقت بہار آیا گلستان کو چھوڑ کر

زخم جگر کو اوسکی تبسم سے ہی مزا
تلوار کیا کرونگا نمکدان کو چھوڑ کر

اوس روی مصحفی سی جو زاہد پہریگا تو
پہر کسکو مونہہ دکہائیگا ایمانکو چھوڑ کر

داغون کو بعد مرگ بہی ایدل نہ میٹنا
جائی نہ میزبان کہین مہمان کو چھوڑ کر

افسوس ہی کہ دست جنون پر مین سر بسر
پچتا رہا ہون جیب و گریبان کو چھوڑ کر

ای شور دل لگی گا یہہ کب خلد مین تیرا
پریون کو چھوڑ اور پرستان کو چھوڑ کر

جو شور نالو نکا تہا اس زمین کی پردی پر
وہ پہونچا دہوم سے چرخ برین کی پردی پر

بشر تو کیا کہ صبا کا گذر نہو یہان تک
لکہا ہوا ہی یہہ پردہ نشین کی پردی پر

ہزار چرخ پہ خورشید و مہ اگر چڑہ جائین
نہون گی تمسے وہ چرخ برین کی پردی پر

نہ ایسی آنکھ کیسکی ہی آجتک دیکھی
نہ ایسی شرم ہی چرخ و زمین کی پردے پر

گذر نہین ہی یہان ماہ و خور کا ہی ذرات
لکھا ازل سی ہی اوس مہ جبین کے پردی پر

چراغ لیکی ہی ہم نی جہانمین ڈھونڈا
نہ تمسا دوسرا دیکھا زمین کی پردی پر

وہ چشم وہ ہی کہ رہتی ہی شرم سی نیچی
خدا کا سایہ ہی اوس شرمگین کی پردے پر

ہوئی ہین ہند مین مشہور اتو شور او داغ
نہین ہی اوسنا زبان دان زمین کے پردی پر

بنا ہون جیب سے مستانہ می گلگونکی جوبن
بہار زندگی کا خون ہی مینا کی گردن پر

ہوا ہی جیب سی شیدا دل می گلگونکی چمن پر
نہ کچھ گلچین کی الفت ہی نہ کچھ مایل ہون گلشن پر

کسیکی چشم میگونکی الم مین ہے دہی جان ساقی
خم می کا ہی شایان ہووی گنبد میری مدفن پر

اسیران محبت آج ساقی دیکھہ مہمان ہین
یقین ابر رحمت کیون نہ ہووی تیرے دامن پر

چمن ہی میکدہ اور سرو مینائی می گلگون
گمان ہے ساقی و ساغر کا ہر گلبن کے جوبن پر

ہمین دو نو جہان سی ہے خبر سنی کیا زاہد
ہماری ہوشیاری کا ہی خون مینا کی گردن پر

ہوا مستانہ مشہور تیرا نام گر زاہد
تو کہہ انصاف سی بدنام ہی تو کسکی چتون پر

ہوا مشہور اب زاہد ہی میخانہ کو جاتی ہین
پڑی یہ جرم ہی پیر مغان کی شور گردن پر

فدا جب سی ہوا ہی دل تیری سفاک چتون پر
ہزارون بجلیان گرتی ہین ہر دم جان کے خرمن پر

کیا خار بیابان نی جو طعنہ کار سوزن پر
تو چشمک آبلون کی ہی ہوی انداز گلشن پر

عجب مذہب ہے اپنا اور عجب مشرب ہی کچھ اپنا
ارادت شیخ سی ہی نہ عقیدہ ہی برہمن پر

کوئی کہتا ہی دیوانہ کوئی کہتا ہی سودائی
ہزارون بار غم رکھی ہین ہمدم اپنی گردن پر

میری تصویر یہہ ہی کیسکے زخمی شیدا ہے
عیان زردی ہی اور وحشت ہے شمع روشن پر

خدا جانی ہوا کیا کسلئے عالم مین ہم آئی
بھروسہ دوست پر ہے اور نہ کچھ ہی دشمن پر

تیری زلف سیہ نی کر دیا اندھیر عالم مین
غضب کا زہر پھیلا یا گمان ہوتا ہی ناگن پر

غضب ہنگامہ آرائی ہی ہر دم شور نالہ کی
قیامت کا ہی دھوکہ شورش فریاد و شیون پر

سچ کہی کہ دل لیکے ہی کیا مدنظر اور
تم اور ہو طور اور ہی انداز دگر اور

آئینہ مین تم دیکھہ کی کیا ہار گئے بولو
پیدا ہو طرحدار کوئی تم سا اگر اور

دن رات چراغ مہ و خور لیکی ہی ڈھونڈا
پایا نہ کہیں تجھسا و لی رشک قمر اور

قاصد نی دیا خط تو مگر موںہہ سی نہ بولا
دل دہڑکی ہی لایا ہو کچہہ تازہ خبر اور

دل ہی لیا دین بہی لیا ایمان ہی چہنا
باقی ہی اب ایک جان سو لو اسکی خبر اور

جز داغ ملا کچہہ بہی نہ الفت کی شجر سی
اس باغ میں پہولا نہ پہلا کوئی ثمر اور

اشکوں سی میری دُر کو نہیں نسبت پا تگک
وہ سنگ ہی بی آب یہہ با آب گہر اور

دل لیکی ہوا اب وہ میری جان کا خواہاں
بی تنسر جسی سمجھی تہی سو نکلا وہ بشر اور

لیتا ہی سدا تیر نظر سینہ پہ تو شور
دل تیر اسا دیکہا نہ سنا ایسا جگر اور

ردیف شین معجمہ

پڑی ہی مجھپہ وحشت وہ میں راہ کی گردش
کسی پہ پڑتی ہی جیسی نگاہ کی گردش

شب فراق بہی لوٹ گئی ہی مجھسی اب
پڑی ہی ادسپہ جو بخت سیاہ کی گردش

جو ایک دیر میں ہی پا حرم میں دوسرا ہی
پڑی جو تیرا ہی حال تباہ کی گردش

بہی جلا کی یہہ پیسا کہ سرمہ کر ڈالا
پڑی بلا ہی وہ چشم سیاہ کی گردش

کسیکو کعبہ کا چکر کسیکو گردش دیر
ہمین تو کافی ہی کافرنگاہ کی گردش

زمین کو سونپ دیا آخر آسمان نی مجھی
کریگی اور کیا اوس کینہ خواہ کی گردش

دہوئین نی اسکی ہی کرڈالا چرخ کو نیلا
بلا سی افزون ہی اس دود آہ کی گردش

تمہاری چہرہ کو دیکھا تھا اکدن اک رات
اوسی خیال مین ہی مہر و ماہ کی گردش

اشارہ خنجر سی ہی شور کی جو قتل کا وہان
تو صاف دیکھہ لی چشم گواہ کی گردش

ردیف صاد مہملہ

بر نہ آئی دل ناکام کی حرص
چھوڑ دی اسلئی سبکی کی حرص

تکہہ مست سی لذت پا کر
ہوگئی بادہ کی اور جام کی حرص

تیری قامت سی قیامت کو بھی ہر
ہی اوسی ہی تو تری نام کی حرص

سربلندی جو منہ خور کو ہوئی
رکہتی تھی وہ بہی تیری بام کی حرص

رنج عادت ہی اگر حضرت دل
پہر ہی کیون راحت و آرام کی حرص

رشک ہی میری سینہ بختی پر
ہی عجب زلف سیہ فام کی حرص

اور وہ کافر ہوا جسکو ہوئی اسلام کی حرص
پیر زاہد کی ہی دینی کار برہمن کا کی حرص

لٹکی ہی جو یہ رخ پر کاکل
رخ کا طالب ہون کبھی کاکل کا

ہوتی کافر کو ہی اسلام کی حرص
یہ بُری ہی سحر و شام کی حرص

شور گر چاٹ ہی شیرین کی تمہین
اوسکی مونہہ سی رکھو دشنام کیحرص

ردیف کاف فارسی

کیونکہ حسرت سے ہو چشم پُر آب ایک پر ایک
اوسنے ڈالی رخ زیبا پہ نقاب ایک پر ایک

تیری کوچہ مین جو کرتا ہی عذاب ایک پر ایک
پردہ رہجائی اوسی خاک مین داب ایک پر ایک

بی نقاب آج ہین وہ شکل سہہ ہی محفل کی
عشق پہ عشق آتی ہین چہڑکی ہی گلاب ایک پر ایک

مونہہ لگا کر جنہین پیتا ہی کسی میکش نی
گرتا ہی آج سر جام شراب ایک پر ایک

ہی ہماری دل بریان کا جو کچھ اوسمین اثر
پہکیتا ہی تیری مجلس مین کباب ایک پر ایک

نعرہ شور پانی بہھلنے ندیا ای ساقی
ہو گئی بیہوش گرا پی کی شراب ایک پر ایک

قاب مین رکہکی کہا اتنی جلائی دل مین
نرگسی جتنی کہ اسمین ہین کباب ایک پر ایک

آرزو غیر کی اور اشک میرے حسرت کی
نکلا کوچہ سے تیری خانہ خراب ایک پر ایک

اک چمن حسن کا اور دیکھنے والے لاکھون
دیان گر پڑتا ہی مشتاق تماشا ایک پر ایک

کیا اسیرون پہ گری اور ستم کی بجلی
روتا ہی آج جو مانند سحاب ایک پر ایک

ہو نہین سکتی ہی جو میری گناہون کی شمار
حشر مین پھینکتا ہی فرد حساب ایک پر ایک

اون نگاہون سی تو پوچھو یہ رقابت کیا ہی
لوگ کھینچے ہوئی ہین تیغ پرآب ایک پر ایک

خنجر موج فنا سامنی ہی آنکھون کی
کیون نہ آپس مین گری ڈر کی حباب ایک پہ ایک

نخل مژگان سے ہی یہ اشک چکا انکا عالم
ٹپکین جیسے ثمر پختہ شتاب ایک پر ایک

ہوئی کیفیت چشم اوسکی جو رندون کو نصیب
پھینکین آپس مین وہ جام مئ ناب ایک پر ایک

وای ای حسرت دیدار کہ اوسنی ڈالین
چار ابروی غش آور پہ نقاب ایک پر ایک

دفتر گل کا خزان سی تو یہ اب رنگ ہی شور
اوڑکی جیسے گرین اوراق کتاب ایک پر ایک

کیا آہ نی جب اثر دیر تک
ہوا چرخ ریزہ زبر و زیر تک

لپکنے لگے بار گیسو سے جب
تو پکڑی ہی وہ کمر دیر تک

کیا ناتوانی نے ممنون مجھی
ہوی اوسکی در پر بسر دیر تک

ہٹکا نی لگی آج مٹی میری
کہڑی وہ رہی گور پپر دیر تک

یہہ ہی بزم مین مجکو ڈہر کا رہا
کہ وہ دیکہتی ہین کدہر دیر تک

قفس سے جدا ہو کی اوڑتی ہے
چمن مین میری بال و پر دیر تک

شب وصل کر دونگا گردن جدا
جو بولا تو مرغ سحر دیر تک

گیا دل نکل کر جو دلبر کی ساتہہ
تڑپتا رہا پہر جگر دیر تک

تیری سلک دندانکی دیکہی جو تاب
ہوا پانی پانی گہر دیر تک

ہوا ذبح وہان طایر نامہ بر
اوڑی یہہ چمن مین خبر دیر تک

اوٹہین حشر تک ان مین لاکہہ لاکہہ
کری خوشخرامی وہ گر دیر تک

کرو شور تم جان اوس پر فدا
یہہ چرچہ رہے دربدر دیر تک

ردیف لام

نعت مسیح علیہ السلام

ہی مجکو شور جس سے سروکار آجکل
دو نو جہان ہین اوسکی طلبگار آجکل

ہین جلوہ ریز جسکی تجلی سے مہر و ماہ
ہی وہ ہی اپنا مطلع الانوار آجکل

کھینچی ہی اپنی دام محبت مین جو مجھی
ہون جان و دلسے اوسکا گرفتار آجکل

ای خامہ سوز بالنسے لکھہ اوسکی نعت کو
گھر گھر اوسیکا ورد ہی ہر بار آج کل

یعنی وہ نور پاک مسیحا ہی جسکا نام
قربان ہین جسپہ سارے ہی دیندار آجکل

ہر ذرہ مین ہی اوسکی تجلی بہار جوش
ہی گرم اوسکی نور کا بازار آج کل

دیگا وہ میری آنکھہ مین جلوہ کمال کا
دیکھونگا جسسے اوسکا مین دیدار آجکل

جو جو نہان تھی پردہ دلمین جہانکے
اوسنے کئی عیان وہ ہی اسرار آجکل

شافع ہی دو جہانکا وہ مقبول کردگار
سب کی زبان پہ ہی یہی گفتار آجکل

مقبول ہوگا اوسکا وہ ہی بندہ خدا
ہی اوسکے خوف سی جو خبردار آجکل

گر چہ نئی نئی ہین تو مذہب ہی ہین نئے
ہر جا بجا اوسی کی ہی تکرار آجکل

تثلیث ہی کی بحث پہ ہی اپنا اعتقاد
ہی یہہ عقیدہ اپنا مددگار آجکل

برگشتہ ان سی جو کہ ہوا در بدر پہرا
کونین مین وہ ہوگا اب خوار آجکل

پی لی ہی جسنے بادہ الفت مسیح کی
رہتا ہی اوس سرور مین سرشار آجکل

یہی خود ہوا جو یاد مین اوس ذات پاک کے	نزدیک اوسکی ہی وہی ہشیار آجکل

دل کو سمجھ تو شور کہ ہے خانۂ خدا
شیطان اسمین آئی نہ زنہار آجکل

ہوئی ہم جو جہان خراب مین داخل — ہمیشہ رہتی نہ رنج و عذاب مین داخل

شمار کرتا نہیں ہی جو اوسکی کشتون مین — فلک نے رکھا مجھی کس حساب مین داخل

رہی جہان مین نہ باقی سفید ایک ورق — جو میرا قصۂ غم ہو کتاب مین داخل

بچی تھی آنکھون سے تیری ذرا سی بدمستی — کہ آجتک ہی وہ جام شراب مین داخل

بچا تھا کچھ تیری رخسار سی از بس نور — ہوا وہ چشم مہ و آفتاب مین داخل

کسی سے چھیڑ کسی سے ہنسی کسی سے مذاق — بڑھاپا بھی ہی ہمارا شباب مین داخل

علاج میری غشی کا اگر ہی مد نظر — کرو پسینہ کو اپنی گلاب مین داخل

جو بوسہ دیتی ہو دو چار دو ہمین صاحب — وگر نہ ایک نہ رکھو حساب مین داخل

تمہاری کشتہ کی برسی کی فاتحہ ہی آج — درود چلکے پڑھو ہو ثواب مین داخل

خیال پہلی سے ہوتا ثواب کا جو ہمین — تو ہوتی کاہیکو رنج و عذاب مین داخل

بہری ہین چشم مین اعجاز عشق سی آنسو
وگرنہ کیونکہ ہو دریا حباب مین داخل

چھا نگا رنگ ہی کچھ آج اور کل کچھ اور
اسی سبب سے ہوا انقلاب مین داخل

مزا ہی مونہہ لگی گر آج شوخ میکش کی
دل برشتہ ہی میرا کباب مین داخل

مثال چشم کی بیدار دل ہی ہوای شور
وگرنہ جاگنا یہا نکا ہی خواب مین داخل

دل بت کو دیکی ہاتھ مین پہر کیونکر آئی دل
اب کیا کرون خدا کہ گیا مفت ہائی دل

گر خال و خط سی بچ گیا زلفون مین جا پہنسا
اس دام ہی نکل کی کہان اب یہ جائی دل

پہلو سے اوٹھ کی وہ گیا بیتاب جان سے
سو آفتون مین پہنس گیا بیٹھے بیٹھائی دل

کیا سحر سامری ہی یہ اوس بت کی باتین
تا مرگ پہر نہ چھوٹی جو اوس سے لگائی دل

آتا ہی جب کسی پہ تو جاتا ہی جانکی ساتھ
یارب کبھی کسیکا کسی پر نہ آئی دل

یارب تپ فراق سی جلتا ہون راتدن
ایسے لگی کو آہ یہ کب تک بجھائی دل

ہی عین سحر چشم بلائین بہری ہی زلف
کس سی لگائی دلکو کس سے چھوڑائی دل

انداز ہی ملا پکا اوسکی جفا مین بہی
کیونکر نہ روز صدمہ پہ صدمہ اوٹھائی دل

داغ کیون کہکی دل کا حال کرین ہای ہای دل
اچھی کہی کہ ہم سے کہو ماجرای دل

اوسکو نہین ہی گرمیٔ الفت تیری پسند
پہر شور اوسکی واسطی کیون تو جلای دل

ردیف میم

جون بوئی گل سدا ہی وحشی جہانمین ہم
باہر نکل کی آئی تہ پہر گلستان مین ہم

کچھ غم خزانکا ہی نہ خوشی ہی بہار کی
رہتی ہین ایک حال بہار و خزان مین ہم

شاگرد گل ہین آپکے خندہ زنی مین سب
اُستاد بلبلون کی ہین شور و فغانمین ہم

دیکھا نہ گل نہ نغمۂ بلبل کبہی سُنا
صیاد کی شکار رہی بوستان مین ہم

اللہ ری تڑپہ دل مضطر کی ہجر مین
گاہی زمین پہ ہین تو گہی آسمان مین ہم

دینا و دین مین نہ کوئی اپنا ہی خدا
تجکو ہی اک سمجہتی ہین دونو جہانمین ہم

دروازہ کہولتی نہین مثل حباب بحر
ہین قفل بند رات دن اپنی مکان مین ہم

لکہا ہی کسکی خنجر قہر کا نکا اس سے وصف
دو ٹکڑی دیکہتی ہین قلم کی زبان مین ہم

افسوس ہی ریاض مین بہی ہوتا ہی گناہ
شب کاٹتی ہین جاگ کی مُرغ کی دکانمین ہم

صد شکر بعد مرنیکے بہی ذکر خیر سے
اچھو نکا نام سُنتی ہین ہر داستان مین ہم

قدر سخن تو شور زمانہ سے اوٹھ گئے
جی چاہتا ہی قفل لگا دین دہان مین ہم

صبح خورشید شب کو ماہ ہو تم
نور مین دونو کی پناہ ہو تم

ادہر افشان اودہر ہی رخسارہ
سو ستارون مین ایک ماہ ہو تم

ہمسے تو عمر بہر حجاب رہا
پہر رقیبون سے رو براہ ہو تم

حشر مین دیکہی ہو کیا انصاف
داد خواہ ہم ہین عذر خواہ ہو تم

نیک اور بد سی ہی کیا نسبت
ہم گنہگار ہی گناہ ہو تم

ہمنے حق وفا مین جان ہی دی
اور کیا چاہیے گواہ ہو تم

پڑہتے ہین سب نماز دامن پر
عشقبازونکے سجدہ گاہ ہو تم

کیون نہ آنکہین دکہاو عالم کو
شوخ دیدہ ہو خوش نگاہ ہو تم

شور سے اور تم سے کیا نسبت
وہ فقیر اور بادشاہ ہو تم

ہین دلسے نیاز مند تیری بی نیاز ہم
رکہتے ہین اس نیاز پہ بہی اپنی ناز ہم

تاج عشق مین ہی گئے اوٹہا بیٹہے ہم
اپنے بیاض مین ہی لے نیاز ہم

ہین محو کس قدر تری الفت مین اے صنم
کہدیتے ہین عدو سی بہی کچہہ دلکی راز ہم

پالا پڑا ہی جب سی کہ شعلہ رخونسی ہای
رکہتی ہین سوز دل سی ہی وندا ساز ہم

ابتو ہوی ہین پیشوا رندونکی لا کلام
پہلی کسی زمانہ مین تہی پاکباز ہم

جو کچہہ بری بہلی وہ کہین سنتی ہین مدام
ہان کچہہ جواب دین نہین اسکی مجاز ہم

بیٹہی ہین چپکی جلتی ہین خاموش رات بہر
رکہتی ہین مثل شمع کی سوز و گداز ہم

رازق سی روز چاہتے ہین اپنی رزق کو
ہین مانگتی مسیح سے عمر دراز ہم

ابتو بتون کو دور سے کرتی ہین ہم سلام
پڑہتے ہین صبح و شام خدا کی نماز ہم

جو صاف ہو کی شور سی دل مانگو دیتی ہین
تسے ہم شعار نہ ہین حیلہ ساز ہم

بن بن کی اور او لجہتے زلف رسا سی ہم
شامت ہی کشتی لڑتی ہین اپنی قضا سی ہم

زلف دوتا سی پانگہہ سرمہ سا سے ہم
ایدل بچار کہین تجہی کس کس بلا سی ہم

سودای زلف اور یہہ سر ہی تو چارہ گر
پاکر شفا چلی تری دار الشفا سے ہم

ملتا جو دل لگی کی لئی کوئے یار تا
جاتی نہ اس جہان مشقت فزا سی ہم

دم بند ہوی بلبلون کا چیخ چیخ کر
گر کوئی گل کہلائین چمن مین نوا سی ہم

بولی اوڑی ہی گیسوی مشکین سے آپکی
کہتی تو کیونکہ اوڑہین نہ چلتی ہوا سی ہم

یہہ استخوان تو ہو سگ کوی یار مین
کرتی ہین بحث اسکی تو ہر دم ہما سی ہم

پاس عدو او نہین دل رشک آفرین کو رشک
دل ہم سے ہی خفا تو خفا دلربا سی ہم

یہ سختیان ہین بت کی تو پہر جیکی کیا کرین
مانگینگے شور موت اب اپنی خدا سی ہم

ردیف نون منقوطہ

ہی جوش مفلسی اور ست ہین ہم می پرستی مین
تماشا ہی عجب ساقی ہماری فاقہ مستی مین

ابہی آئی ہی چلنی کی تیاریکا سامان ہی
روا رو کی عجب سے رسم کچھہ دنیا کی بستی مین

گرا جو خاک پر قطرہ ہماری اشک حسرتکا
وہ شاہد ہی کہ گرتی ہین بلند والی پستی مین

عدم سی گر نہ آتی ہستی کا درد کیون ہوتا
نہ پایا چین ماتن سے کبہی اک روز ہستی مین

ہمین دیر وحرم مین ایک ہی جلوہ نظر آیا
جو دیکہا بت پرستی مین وہ پایا حق پرستی مین

نہین شیوہ سوال اپنا ہی بہتر اس سے مرجانا
فراخی مین خدا رکھی ہمین یا تنگدستی مین

اگر اک قطرہ چکھہ لیتا تو لب کو چاٹتا رہتا
نہ دیتا دخل کوئی پہر تو زاہد می پرستی مین

خدا حافظ ہی اونکی جانو دلکا درد دور ایسی
جو عاشق رہتی ہین ہردم ستمگر کی پیش دستی مین

جب آئے ہوش مین کیا کیا نہ پچھتائے نہ غم کہائے
نہ ملنی کی قسم کہا بیٹھی تھی ہم اوس سے مستی مین

پڑی ہی خاک سر پر اور غضب ہین یانو کیچہائے
ملا انعام کامل یہ جنونکی سرپرستی مین

خدا ہی جانکو اونکی رکہی گا حفظ مین اپنی
کہ جو جانباز رہتی ہین تمہو نکی پیش دستی مین

نہ ملتا ہرگز ایسا ذائقہ من اور سلوی مین
ملی لذت جو تمکو شور اپنی فاقہ مستی مین

عمر کی کٹنے کی یہ سانس خبر دیتی ہین
ہردم انسان کو پیغام سفر دیتے ہین

کل تو نالون ہی سے شور قیامت تہا بپا
آج طوفانکی خبر دیدۂ تر دیتے ہین

کوئی ہمسا ہی تو جان باز دکہا دو ہمکو
تمکو دل دیتے ہین اور اپنا جگر دیتے ہین

کیا یقین ہو کہ تغافل نہ کرین گے اب وہ
دمبدم بات بنا دم ہی مگر دیتے ہین

کل تلک ایک ہتی مجکو شکایت اونسی
آج وہ رنج مجہی دو دو پہر دیتے ہین

بی خبر ایسی ہی دیکھی نہ سنی دنیا مین
میری لیتے ہین نہ وہ اپنی خبر دیتی ہین

رخ ادہر ہی تو کرین کچھ لب و دندان تیرے
نذر کو اونکی جو ہم لعل و گہر دیتے ہین

شجر خشک کی مانند ہو جب عاشق زار
شہرت نام کا تب اوسکو ثمر دیتے ہین

میٹھی باتونکی کبھی شور توقع نہ رکھو
گالیان تمکو وہ اب شام و سحر دیتی ہین

کوئی بتائی یار ہی اب جلوہ گر کہان
شام امید کی ہی نمایان سحر کہان

اوٹھی ہین شعلی ہر بن مو سی ہزار ہا
ای سوز عشق تو نی کیا اپنا گہر کہان

تیری ستم تیری سبب اور ونکی لاکہہ ظلم
ہر دم اوڈہا ہی اب وہ دل اور وہ جگر کہان

میرا اس آسمان سی کوئی مدعا نہین
ہمدم بتا کہ نالہ کرون اپنا سر کہان

مانا کہ ہے سے آپکو اغماض ناز سے
ہو دیگا اب وہ جلوۂ رحمت اثر کہان

جرأت نہین رہی ہے ہمت نہین رہے
ای جذب شوق شورش عزم سفر کہان

وہ کعبۂ مراد ہی اور قبلۂ امید
کوئی بتائی یار کا ہی میرے گہر کہان

آتا نہین ہی وسوسہ غیر ہی کبھی
عاشق کو تیری دردو دیگا خطر کہان

اُڑ جاؤن اپنی شوق کی صورت ہزار بار | پیدا ہوای ہوای وصل میری بال و پر کہان

قانع ہین ساری عمر اسی پر گذار دی | جز خون دل کی اور ملا ماحضر کہان

بتلا دو راہ کوچۂ جانان کسے طرح

ہی شور اپنا جلوہ مطلب کدھر کہان

وہ مہربان ہوا ایسا دل پُر اثر کہان | یا ضبط عشق ہوی سو ایسا جگر کہان

ہوتی ہی عمر نالہ و فریاد مین تمام | شام فراق کی نظر آئی سحر کہان

دل کیا کہ دلکے شوق و تمنا بہا دی | پہلا سا جوش عشق ہی ای چشم تر کہان

رنگ شکستہ کیطرح پہونچون ہزار بار | پر طایر مراد کی ہین بال و پر کہان

عالم تمام بندۂ وہم و خیال سے ہے | دل کی سوای یار تیرا اور گھر کہان

تو جلوہ ریز ہر رگ و پی سی ہی رات دن | لیکن غضب یہ ہی کہ فروغ نظر کہان

دکھلاتی رنگ جذب کی ہم شعبدہ ہزار | لیکن ہماری آہ مین پیاری اثر کہان

اوس سنگ آستان سی مشرف اگر ہون | تو ہی بتا کہ جا کی تہین اپنا سر کہان

شہرت ہی بس چھا نمین کف پای یار کی | جلوہ تم اب دکھاوگی اپنا قمر کہان

مانا کہ ہی بہشت ہی آرام کا مکان | پر وہ تمہاری گہر کیسی دیوار و در کہان

ہی آج اوسکی گیسو و رخ کا بہی خیال
ہو شور ایسی شام کہان اور سحر کہان

زلف مین دل پہنسگیا ہم کیا کرین | اس پریشان حال کا غم کیا کرین
دلمین غمکا جوش ہی کم کیا کرین | اشک کا دریا گیا تھم کیا کرین
اس دل وحشی کا ماتم کیا کرین | اپنی ہاتہون ہنین گیا ہم کیا کرین
جب خدا کو رام بت نی کر لیا | پہر فرشتے اور آدم کیا کرین
رات دن مین ہی کبہی آہ و بکا | ضبط فریاد اس سہی ہی کم کیا کرین
آج اونہون نی عید کی غیرونکی ساتھہ | ہی ہماری گہر محرم کیا کرین
ہوگئی عمر اک غم دل مین تمام | ہمدمون فکر دو عالم کیا کرین
کہتی گیسو سے تیری کچہہ دلکی بات | اور آشفتہ کو برہم کیا کرین
عارض اور آئینہ دونو خود نما | قطع صحبت دیکہو باہم کیا کرین
سبزہ رنگون نی جمایا اپنا رنگ | کہاتی ہین محبوب ہم سم کیا کرین

دیدیا چارہ گردون نی یہی جواب
آپنی ہی دم پہ ہر دم کیا کرین

ہی کمٹی آج حسن وعشق کی
دیکہئی ملی دولو باہم کرین

عالم حسن اونکا محشر خیز ہی
کیا قیامت آئی ہمدم کیا کرین

خنجر سفاک کی دیکہی ہین ہاتہہ
آپنی کشتہ کا وہ ماتم کیا کرین

دل کی غم مین خون ہہون جان و جگر
کوئی فتنہ لی گیا ہم کیا کرین

تیر مژگان اور میری دلکی ہی بحث
دیکہو اب وہ کیا کری ہم کیا کرین

آبروئی ضبط کہوئی آنکہہ نے
حضرت دل اسکو محرم کیا کرین

بولے سنکر شور کا حال وفات
ایسے غوغائی کا ماتم کیا کرین

صد شکر تجہسے ہون کسی تشویر کم نہین
میری ہی ناتوانی نزاکت سی کم نہین

یہان ٹہنڈی سانس ضعف کی حالت کم نہین
وہان گرم جوشیان ہین شرارت سی کم نہین

وہان چہیڑ ظلم کی ہی شرارت سے کم نہین
یہان جبر اختیار مصیبت سے کم نہین

باد صبا کو لاگ ہی خاک مزار سے
برباد کرنا میر کدورت سی کم نہین

کرتا ہی منع یار سی ملنی کو عشق مین
ناصح کی دوستی ہی عداوت سی کم نہین

ٹھہرا ہی روز حشر کو گو وعدۂ وصال
پر انتظار موت کی حالت سی کم نہین

ہر ہر قدم پہ حشر بپا ہے جہان مین
رفتار ہی تمہاری قیامت سی کم نہین

آنکھو مین دم ہی چہرہ پہ زردی ہی ہجر مین
یہہ شکل اپنی موتکی صورت سی کم نہین

ای شور تم نی پائی ہی طبع رسا غضب
مضمونکی تلاش کرامت سی کم نہین

دلکی یہی امید ہی درگاہ خدا مین
پیدا ہوا اثر تو میری آہ رسا مین

خاک اوڑکی گئی جیسے کہ اوسکے پیچہے ہین ہم
مین اپنی ہوا مین ہون وہ ہین اپنی ہوا مین

پامال نہ کیون جان ہو اوس راہ گذر پر
شوخیکا چلن جبکی ہو نقش کف پا مین

اس دام سی دو لونکی رہائی ہوئی دشوار
دل میرا پہنسا زلف مین اور زلف بلا مین

ہی بعد فنا ہی یہہ صبا سے مجہی شکوہ
کیون خاک اوڑاتی ہی میری ارض و سما مین

دیکہو وہ چلی آتی ہین کیسے میرے گہر کو
مدت مین ہوا ہی یہ اثر میری دعا مین

جسنے تمہین دیکہا وہ ہوا جانسے عاشق
بدنام ہوئی مفت ہمین ساری سبا مین

بت سی اوسی کچھ کام نہین خوب وہ بنا ہے
جسنے کہ رکھا ایک قدم راہ خدا مین

کچھ ایک نہین دیکھا تو صد ہا ہین گرفتار
کیون پہنستے ہو تم زلف کی اے شور بلا مین

مجھی سے قتل کا میری سوال کرتی ہین
وفا کا حق نمک یون حلال کرتی ہین

سوال وصل پہ وہ قیل و قال کرتی ہین
مجھی حوالہ کیفیت وصال کرتی ہین

پس از فنا بھی میری روح خون روتی ہی
حنا سی ہاتھہ وہ جب اپنی لال کرتی ہین

نگاہ مہر کا طالب ہون خواستگار وفا
میری خیال کو وہ کیا خیال کرتی ہین

دکھا کی سرو سا قد اور گل سا رخسارہ
ہر اک نہال چمن کو نہال کرتی ہین

لگا کی تیر محبت کا دل مین عاشق کی
ستم یہہ تازہ ہی پہر دیکھہ بھال کرتی ہین

خرام ناز سے اپنی اوٹھا قیامت کو
جھانجھن جھوم مچاتی ہین چال کرتی ہین

لکھا جبین پہ کہ خونکا مین خون بہا لونگا
تو بولی تجھسے ہزارون حلال کرتی ہین

قدم قدم پہ بھی ٹھوکر سے محشر اک برپا
جو آگی آیا اوسے پایمال کرتی ہین

جو بیخبر ہین سدا دین اور دنیا سے

وہ شور جیتے ہین کیونکر کمال کرتی ہین

دلکو لی لیتی ہین چپ چاپ ہی وہ گھاتون مین
اک خموشی ستم انگیز ہی سو باتون مین

دل دیا جان ہی دی حضرت یمان ہی دے
ہم لٹی بیٹھی ہین اوس یار کی سوغاتون مین

ہفت افلاک مین کس کسکا مین دامن پکڑون
دشمن جان ہین میرے سارے ہی ان ساتون مین

جانکو قربان کرون شام سی تا صبح وصال
ایک شب ایسی خدا بخشی جو سو راتون مین

اس نزاکت کا ہو چاٹو تجھ ملجای مجھی
تیغ اوٹھانیکی نہین جان ہی ان ہاتھون مین

شیخ جی شیخی کا رکھتی تھی بہت اپنی گھمنڈ
کرکری ہو گئی وہ شونکی صلواتون مین

وصل کیا شرم وحیا مین کٹے ساری رات
شام سی صبح ہوئی اونکی فقط باتون مین

یار ہو ابر ہو اور باغ ہو نوروز بھی ہو
لطف پھر آئی نہ کسطرح سے برساتون مین

چاند بھی شرم سی اوس شبکو نہ نکلی ہرگز
رخ ترا دیکھی اگر تارون بھری راتون مین

ابر رحمت کا گنا ہون نی کیا رستہ بند
اسلیئے خاک اب اوڑتی ہی خراباتون مین

اس زمانہ مین کوئی اونکا نہین لیتا نام
گئی وہ لوگ جو نامی تھی کراماتون مین

گئی وہ وقت کہ تھا شور کی جلسونکا ہی شور

ذوق
[illegible]
[illegible]

وعظ مین لگتا ہی اب دل کو مناجاتو نہین

جو کوئی بت ہو اوسے کیونکہ مین بہتر نہ کہون
سنگدل اسکو کہو کسطرح ستمگر نہ کہون

دل لگی مین جو کری چھیڑ عدو کہہ مجھسے
گالیان دیکی برا کیسے مین موہنہ پر نہ کہون

یہہ ہی بہتر ہی کہ پرسش نہو محشر مین کہین
ورنہ کسطرح تیری ظلم سراسر نہ کہون

کوئی جیتا کوئی مرتا ہی شب و روز وہان
کیون تیری کوچہ کو محشر کی برابر نہ کہون

جز جفا نام وفا سی ہو بگڑتی ہر بار
تمہین پہر کہدو کہ بد خو تمہین کیونکر نہ کہون

جو بناتا ہون وہ ہی بات بگڑ جاتی ہی
اسکو کسطرح سے خوبی مقدر نہ کہون

تیغ ابرو ہی غضب نوک مژہ ہی آفت
اوسے خنجر نہ کہون یا اسی نشتر نہ کہون

جو بھی دیکھتا ہی حال میرا پوچھتا ہی
ہائی کسطرح سے درد دل مضطر نہ کہون

داغ ہی مان لی جب شیرین بیانی تری
پہر بھی شور مین کس موہنہ سی سخنور نہ کہون

حال غم سامنی تیری جو مین آون تو کہون
دل کے حسرتکو جو پوچھی ہی نکالون تو کہون

دفتر اوسے رو کتابی کا ہی کہون بیشک
چاند سورج کو گلے لگی بیٹھا ہون تو کہون

تیری خنجر کے جو لگنی سی ملی ہی لذت
دو گواہونسے مین تصدیق کرا لون تو کہون

قتل کا مجھسے مزہ جو کوئی پوچھا چاہا ہی
تیغ بُرانکو گلی سی مین لگالون تو کہون

درد دل کچھہ جو کہونگا تو بگڑ جائینگی وہ
ہان مگر اونکا کچھہ ایما مین پالون تو کہون

دل پہ جو گذری ہی اعدا کی الم سی تیرات
کچھہ بہلا اور بُرا اوسکو سنالون تو کہون

دل جگر کیسی گئی تیر کی پیکان کی ساتھہ
کر کے رخصت اونہین اپنی کو سنبہالون تو کہون

قیمت لخت دل اور اشک رواں کی اپنی
جوہری کو مین بلا کر کے دکہالون تو کہون

لذت بادہ گلگون ابہی زاہد تو نہ پوچھہ
پہلی اک جام تجہی اوسکا پلالون تو کہون

شب وصلت جو کیا مرغ سحر نی ہی ستم
اوسکی گردن کو چہری سی مین اوڑالون تو کہون

حال غم پوچھنا منظور اگر ہے بہتر
آپکی سر کی قسم پہلی مین کہالون تو کہون

نزع کیوقت جو کچھہ جان پہ گذری ہے نہ پوچھہ
شرح آرام ذرا گور مین جالون تو کہون

شور کی شور و فغان کا جو سبب پوچھتی ہو
پہلی ہمسایہ کی دس پانچ بلالون تو کہون

آج پہر اونکی عتاب اچھی نہین
روٹھی بیٹھی ہین جواب اچھی نہین

روز کیون بدلی ہی تو رنگ آسمان
اسطرح کی انقلاب اچھی نہین

خم چڑھا کر ہی نہ کچھہ پایا سرور
آج کچھہ کیف شراب اچھی نہین

مجکو مجنون اور وامق کیون کہا
تیری مونھہ سے یہہ خطاب اچھی نہین

لخت دل رکھی جو وقت میکشی
ہنسکے بولی یہہ کباب اچھی نہین

دل نہین رہتا ہی قابو مین جو تو
طور یہہ خانہ خراب اچھی نہین

عمر بھر سر پر لی کیا کیا عذاب
اب خیالات ثواب اچھی نہین

زلف کیون رہتی ہی ٹھہری ہمسی تو
یہہ تیری کچھہ پیچ و تاب اچھی نہین

ہی شب وصل اتو مونہہ کھولو ذرا
آجکی دن یہہ حجاب اچھی نہین

سر اوٹھاتی ہی فنا ہی پیش رو
زعم ہستی کی حباب اچھی نہین

آسمان کہتا ہی مونہہ پر شور سے
رنگ میری ای جناب اچھی نہین

مین وہ ہون رند مستانہ کہ ہر مشرب مین داخل ہون
کبھی دیر و حرم مین ہون کبھی گرجا مین شامل ہون

کہون کیا ہو گیا ہی مین کسی سے اور کسی مین ہون شامل
کبھی خارج حرم سے ہون کبھی گرجا مین داخل ہون

ازل سے پہلوئی انساں میں ناحق کو جگہ پائی
نہ بر آئی تمنا ایک بھی جس میں وہ دل ہوں

اوٹھاؤں جب سے تیری بزم سے بیٹھا ہوں محفل میں
زمیں کا ہو رہوں یا آسماں کا کس کی شامل ہوں

لگی وہ آئینہ کو دیکھ کر مشاطہ سے کہنے
نہیں یہ شان میری جو کسی سے میں مقابل ہوں

دیت کس سے میں لوں اپنی شہادت تھی مقدر میں
تمہیں کیا خوف ہے پیارے میں اپنا آپ قاتل ہوں

خدا کی مہر ہے مجھ پر زمیداریکا پیشہ ہے
کسی کا میں نہ تابع ہوں سلامی ہوں نہ سایل ہوں

لگا کر تیغ کو قاتل ذرا تم سیر تو دیکھو
کہ روتی کو ہنسا دونگا تڑپ کر میں وہ بسمل ہوں

ازل سے گرفتار محبت ہوں کہوں کس سے
اسیر یکا ہوں تابع اور پابند سلاسل ہوں

مجھے مشکل میں ڈالا ہے کمر کی تیر مضمون نے
کہاں سے ڈھونڈ کر لاؤں اسیر بند مشکل ہوں

جہاں معشوقوں سے تجھ پر ادا تیر عاشق خدا کی سے
میں راہی خنجر ہے پیاری کہ میں تجھ پہ مایل ہوں

ستاتی جسقدر چاہے نہ اوٹھونگا کبھی در سے
مگر جاؤں ذرا سی بات سے کیا میں تیرا دل ہوں

سرِ بالیں تو آجا قابلِ دیدن تماشا ہے
قیامت کی دکھاؤں تجھکو شگافی وہ بسمل ہوں

نہ خوں ہو کر کبھی بہتا ہے نہ ہو کر خاک بہتا ہے
نہ بر آئی تمنا ایک بھی جس میں وہ دل ہوں

نہ پہونچی ہجر کی غم سے نہ پائی وصل کی راحت
نہ بر آئی تمنا ایک بھی جس میں وہ دل ہوں

نہ وہ کوچہ نہ وہ مجلس نہ سنگ آستان دیکھا
نہ برآئی تمنا ایک بھی جس سے مین وہ دل ہون

نہ دنیا کی ہی پائی عیش نے کچھ کیف دین ہی کا
نہ برآئی تمنا ایک بھی جس سے مین وہ دل ہون

نہ عشوہ لطف فرما ہی نہ غمزہ مائل راحت
نہ برآئی تمنا ایک بھی جس سے مین وہ دل ہون

فلک کیون ہی خفا ہی کچھ نہ کچھ تو رسم تجھسے بھی
جدا ہون فتنہ کاری سی مگر گردش مین شامل ہون

وہ ہی مغرور اتنا اپنی شان خود نمائی پر
سکندر سے کہی آئینہ سی مین کیا مقابل ہون

جگر کہتا ہی مژگان سے کہ ہون سینہ سپر تجھسے
نگہ سے دل لگا دعوی ہے کہ مین تیرے مقابل ہون

جگر فرقت مین کہتا ہی جگر رکھتا ہون جلنے کا
ادھا کر حشر دل کہتا ہی تیر ہونگا کہ مین دل ہون

بجز اک بندۂ ناچیز شور اپنی کو کیا لکھون
نہ شاعر ہون نہ عاقل ہون نہ عامل ہون نہ کامل ہون

بولی وہ مجھسے ہم تمہین پہچانتے نہین
مین نی کہا کہ شور کو بھی جانتے ہین

آئینہ اون کی سامنی لائی تو دیکھین ہم
ہم شکل اپنا کسطرح پہچانتے نہین

ہم جانتے ہین سب ہی جو باتین تو آتا ہی کب یقین
ہر چند جھوٹ سچ عدو کا کبھی ہم مانتے نہین

مین کیا اگرچہ ساری خدائی ہو اک طرف
ناز و ادا سے وہ اوبھی گردانتی نہین

دعوی میں اپنی خون کا گردن گہ حشر میں	گردن پہ میری تیغ کو کیوں تانتی نہیں
ہر چند میں مناتا ہوں قسمیں دلا دلا	لاکھوں میں ایک ہی وہ مرے مانتی نہیں
وعدہ وفا کریں کبھی مل جائیں پیار سے	ایسی تو اپنی جی میں کبھی ٹھانتی نہیں
دعوی میں داغ سرخ سی کر دوں حشر میں	دامن کو اپنی خون سے میرے سانتی نہیں
تمکو تو میں مناتا ہوں تم ہوتی ہو خفا	جھوٹے کی بات کا تو برا مانتے نہیں

آیا جو ذکر شور کا کچھ اون کے سامنے
مونہہ پھیر کر کہا اوسی ہم جانتے نہیں

کافر سے جو بت کو خدا کہتے ہیں	پھر خدا کو نہیں معلوم وہ کیا کہتی ہیں
جس کس سی کبھی ہم بات ذرا کہتی ہیں	وہ سمجھتے ہیں کہ مجھکو ہی برا کہتی ہیں
چپکے چپکے جو وہ کچھ لب کو ہلا کہتی ہیں	میں سمجھ جاتا ہوں ہاں مجھکو برا کہتی ہیں
ہم تو خاموش ہیں کچھ دست ہیں یا دشمن	اپنی مونہہ سی تو جو جی کو بھی بھلا کہتی ہیں
میں تو جو کچھ ہوں بھلا یا کہ برا ہی معلوم	آپ تو سنئے کہ لوگ آپکو کیا کہتی ہیں
وصل کا ذکر جو آیا تو برا مان گئے	ہجر کا غم جو کہا بولی بھلا کہتی ہیں

گالیاں دو ہمیں تم یا کہ بُرا ہی کہہ لو
ہم تو ہر حال میں گہر بیٹھی دعا کہتی ہیں

تم ہو اور حور و پری اور تمامی انسان
ہم بہی دیکھیں تمہیں سب دیکھہ کی کیا کہتی ہیں

شیشۂ دلکو جو توڑو تو نہیں جڑتا ہی
اسکو سب تیر اسا پیمان وفا کہتی ہیں

مرنا برحق ہی کبہی آئی ہی مرجاتی ہیں
وہ بھلا رُکتی ہی کب جسکو قضا کہتی ہیں

اپنی جلسوں میں تہ احباب کے اب بزم میں شور
پائی بہلا سا نہیں جسکو مزا کہتی ہیں

میری زندگی کو وہ کب چاہتی ہیں
میری مرنی کاہاں سبب چاہتی ہیں

گئی عمر وعدہ ہی میں وای قسمت
وہ جب چاہتی تہی نہ اب چاہتی ہیں

طہورا کی خواہش نہ کوثر کی پروا
ہم اک جام بنت العنب چاہتی ہیں

تیری زلف و رخ کا ہی دہیان دل میں
یہہ ہی ہم تو بس روز و شب چاہتی ہیں

خدا مہربان ہو تو کل مہربان ہوں
خدا چاہتا ہی تو سب چاہتی ہیں

توقع نہیں اون سی کچہہ مہر کی گر
تو ہم اونکا قہر و غضب چاہتی ہیں

گئے دن خوشی کی زمانی خوشی کی
گذر جائی غم میں یہہ اب چاہتی ہیں

کہین درد دل کسی سے ہی کون سنتا
خموشی سے ہم بند لب چاہتے ہین

بہرا ہو نمک جن مین اسے شور صاحب
وہ شعر آپ کے منتخب چاہتی ہین

یہہ جیسے گذری ہین میرے تیری ہماری دن
اسیطرح سے خدا سب کے تو گذاری دن

کہان وہ عیش کے دن اور خوشی کی راتین
وہ کیسے پیاری تہین راتین وہ کیسے پیارے دن

فراق یار مین شب تو کٹتی ہی مشکل سے
اب آگے دیکھئے کسطرح ہی سدہارے دن

نہین ہی بننی کی امید جیسے بگڑی ہین
مگر خدا مین ہی قدرت میرے سنوارے دن

وہ آئینگے کہ نہین دیکھہ تو نجومی آج
ستارے کیسے ہین اور کیسے ہین ہمارے دن

تمہارا ایک جگہہ اب تو جی نہین لگتا
ہوا ہی رات کہین تم کہین ہو سارے دن

کہان نصیب شب وصل آئی پاس میرے
سحر سے شام تلک کر رہی پکارے دن

نہین بچین گے تیری چشم کی جو ہین بیمار
کہ ہم شمار کیسے بہرتی وہ بچارے دن

ہوئی ہی رات تیری زلف پہ دل قربان
اور اپنی جان رخ انور پہ نذر واری دن

نماز پڑہتے رہو اذن سو رات کو کہہ

خدا کی یاد کی ہین شور یہہ تمھاری دن

بھرا ہوا ہی جہان پیٹ ہی کی دہندون مین
نہ خالی اس سے کوئی ہی خدا کی بندون مین

ہماری آہ کا رتبہ ہوا ہی اب یہان تک
فلک پہ پہونچکی نامی ہی سربلندون مین

نہین نیاز کسی سے ہی بی نیاز مجھی
شریک جب سی ہون تیری نیازمندون مین

سناتا حال کسے درد دل کا مین اپنے
نپایا کوئی ہی ہمدرد دردمندون مین

دکھا کی زلفون کو وہ اپنی مجھسی کہتی ہین
نہ نکلا ایک بھی یہان پہنسکے کی کمندون مین

خودی کی آگی نہین سنتی ہو کسیکی تم
نہ دیکھا تمسا کوئی یار خودپسندون مین

نہین ہی وحشت جنون سے اب ایکدم فرصت
ہی چیر پھاڑ گریبان کی رفو پیوندون مین

ہوا ہی شوق پہ اوڑتا ہی نامہ کو لیکر
کبوتر ایک یہہ پایا ہی سو پرندون مین

بہو سفید ہوا شور اس زمانہ کا
نہ دوستون مین ہی الفت نہ ہی خوندون مین

نہین بتاتی وہ کیسے ہی ارجمندون مین
شہید عشق نہین جو خدا کی بندون مین

کبھی ہی زلف کا غم اور کبھی ہی خط کا خیال
الہی جان پھنسے اپنی کیسی پھندون مین

نہ اپنی حال کا غم اور نہ کچھہ مآل کا فکر
پہنسے ہین اہل جہان کس بلا کی دہندہو مین

اسیر کاکل وگیسوی یار ہین جو لوگ
ہمیشہ رہتی ہین ہر طرحکی گزندون مین

نجات تیر نگہہ سے اگر ہوی تو کیا
اسیر جان ہی تیری زلف کی کمندون مین

نصیب بام تمنا پہ ہو رسائی کیا
نہ ہم مین تاب توان اور نہ ہم پرندون مین

کسیطرح مجہی پہونچای اوسکی کوچہ تک
عزیز وجو کوی ہو میرے دردمندون مین

کہان تہا ایسا مقدر جو کہلتا غنچہ دل
تمام عمر کٹے اپنی زہر خندون مین

تمہاری شور سے ہون شور کیون حسود نہ داغ
کہ فن شعر کے ہو تم ہی سربلندون مین

خدا جانی ہی کیسا شور کیسی ہو دم گلشن مین
بہار تازہ لائی رنگ پہر گلچین کے دامن مین

جسے دیکہو وہی غش ہے جسے دیکہو وہی بیخود
تجلی کا تماشا ہی تمہاری روی روشن مین

تیری برق نگہہ نی اور تیری چشمک نی غمزہ کی
دکہائی رنگ آتش کی ہمارے دلکی خرمن مین

کسی صورت نہ افشا ہوی راز الفت جانان
نہین آ دیدۂ تر گل فشانی خوب دامن مین

خدا جانی ابہی کیا کیا قیامت کے تماشی ہون
وہان جان عالم بن گئے ہین وہ لڑکپن مین

[illegible]

نہ کیونکر زندگی ہووی وبال جان عاشق کو
ہمین وہ بیخودی طاری ہے شوق دید جانان سے
ہزارونکی دل وجان ایکدم مین کر دئی غارت
بہار باغ خوبی تیری ہی جوبن پہ صدقی ہے
ادہر بیتابی دل ہی ادہر سوز جگر ہمدم
پریشانی نظر آتی ہی اونکی ہی ادا اونسے

حمائل بات غیر ونکا رہی جب تری گردن مین
نہین باقی رہا ہی فرق کوئی دوست دشمن مین
بتاؤ فرق کیا ہی یار شوخی اور شرارت مین
نہ یہ غمزہ ہی نسرین مین نہ یہ شوخی ہی سوسن مین
اگر یہ ساتھ ہونگی کسطرح گذریگی مدفن مین
ہماری ہی نظر کی تار ہین کیا تیر سے چلمن مین

وہ آئین شور میری گھر قیامت کا تماشا ہی
کوئی جای مگر کسطرح دیوانونکی مسکن مین

الہی خیر کیون آج وہ تن تن کی بیٹھی ہین
غضب کا سامنا ہی آج بیدین بنکے بیٹھی ہین
بہت اچھا اگر وہ پاس ہین ہر دشمن بنکے بیٹھی ہین
نہ بوجو ہم سے دیکھو مگر جائینگے دم بھر مین
ہمارے ہی خدا ہی خیر سے دور ہمین گذارین گی

ادا سی ناز سی شوخی سی پہربن بنکے بیٹھی ہین
جبین پر چین چڑہی تیور اداسی تنکی بیٹھی ہین
تو ہم بھی جان ہی دینگے کوچکی بن بنکے بیٹھی ہین
الہی لاکہون خوشامد سے پیر وہ من بنکے بیٹھی ہین
مبارک ہو اونہین گیر پاس و دشمن کی بیٹھی ہین

اثر لائی محبت اور ترحم آگیا ہی شک
وگرنہ کس لئے آ کی میری مدفن کے بیٹھی ہین

ہمارا ذکر کیا ہی ہم ہی اک ناچیز عاشق ہین
ہزارون ایسی دیوانی تری جوبن کے بیٹھی ہین

کبھی تو دل چلو تکی ہی خبر کچھ پے لیا کیجی
تمنائی تمہاری سایہ دامن کے بیٹھی ہین

لگی گی آگ کس کس گہر کو کیا حشر اوٹھینگے
وہ ملکر آج غازہ اور بہبو کا بن کی بیٹھی ہین

بگاڑینگے کسیکو یا کہ بگڑینگے کسی سے وہ
کبھی اوٹھتی غضب سے ہین کبھی بن ٹہنکے بیٹھی ہین

خدا جانی یہان کیا نہ کچھ ہو شور قیامت ہو
کہ اونکی بزم مین پہر نامہ بر دشمن کے بیٹھے ہین

پڑیگا عکس کچھ اونکی تجلی کا ضرور ہم پر
اوٹھا کر ہاتھ جانے سے پاس ہم چلمن کے بیٹھے ہین

نہین ہی تیر بازان حوادث کا کوئی کھٹکا
نشانی اپنی سینہ پر تری جوبن کے بیٹھے ہین

چلین گے آج ہم ہی شور اونکی بزم شوخی مین
سنا ہی ساتھ غیرون کی بہت بن ٹہنکے بیٹھے ہین

کبھی گہر وہ میری جو آئے گئے ہین
تو غصہ سے شورش مچائی گئے ہین

مزہ اونکی شکوون مین آیا ہی کیا کیا
قصور اپنے ہم خود جتائے گئے ہین

رہا دور گو ہم سے وہ راحت دل
پہ ہم دل کو اوس سے ملائی گئے ہین

کرینگے وہ مقتل مین تیغ آپنی صاف
پی امتحان ہم بولاے گئے ہین

جگر کی خبر ہی نہ دل کے خبر سے
نشانی یہ دو لہو اوڑآئے گئے ہین

نہ کیون شیشۂ دل ہوا اب چور میرا
بہت سنگ غم اسپہ آئی گئے ہین

ادہر ایک چپ ہتی کہ کچہہ ہی نہ بولی
ادہر سیکڑون وہ سُنائی گئے ہین

بہولین گی ہرگز کبہی اون کو مہلے
ادہین ایسے جلوی دکہائی گئی ہین

کسیکی ہنسین سُنتے غصہ مین وہ کچہہ
کہین ایسی روٹہی منائی گئی ہین

ہنسو تم نہ رونیپہ میرے ذرا اب
جو ہنستے ہین وہ خود ہنسائی گئی ہین

چلو شور اب سیر مقتلے کی دیکہو
جہان پر سب اپنے بڑآئی گئے ہین

عدو بزم مین وہان بٹہائی گئی ہین
پہ ہم دل کو دی کر اوٹہائی گئی ہین

ہوا دل ہی غربال تیر مژہ سے
یہہ مہمان اسمین جو آئی گئے ہین

خدا جانی خون ہو گا کس بی گنہ کا
کہ وہان آج بیڑے اوٹہائی گئی ہین

دہڑی پر مسی کی جو ہی رنگ پان کا
یہہ کیون آج نقشے جمائی گئی ہین

نہیں چرخ پر چڑھتے اب تو مہ و خور
لب بام جب سے وہ آئی گئے ہین

پڑھا یا خدا جانی قاتل کو کس نی
میری خط کی پرزی اُڑا ئی گئے ہین

بگڑتی ہو کیون تم ذرا دل مین سوچو
حسین اور بہی تو بنا ئی گئے ہین

نہ گلشن ہی دایم نہ گل کو بقا ہی
یہہ دو دن کو سب گل کہلا ئی گئی ہین

ہمین نی بتا ئی تمہین تیر مژگان
ہمین پر وہ پہر آزما ئی گئے ہین

گلون سے جو گلزار سے شور سینہ
یہہ کسکے لئی داغ کہا ئی گئے ہین

ہمیں ہین پاس تیر آنکہہ کی جو تل مین رہتے ہین
عدو ہین پر وہ در جو ر اتدن محفل مین رہتے ہین

نہیں ہوتا تمہاری روئے انور کی جو ہم ریتے
جلن اسکی ہی تمہیں جو مہ کامل مین رہتے ہین

ادہر لٹکا ہی لٹ مین اور ادہر عقدہ ہی کاکل کا
پریشان ہمکو ہم اتنو بڑی مشکل مین رہتے ہین

نہیں ہے شکوہ تمسے وصل کی شب ٹہہ جانیکا
مزی یہ لا بیان وہ ہین جو دلکی لین رہتے ہین

بوقت قتل بیدل جان کیونکر دی نہ دن اپنی
کہ سب ارمان تو میری قبضہ قاتل مین رہتے ہین

جلا کرتی ہین ہم سوکر نہیں کرتی ہین اُف منہہ سے
مثال شمع یون شب بہر تیری محفل مین رہتے ہین

ہمین کون و مکان کی سیر سے کیا کام ہے آ دل
پسند آیا یہ قول ہیچ دونو کو خدا کا گھر
بنا ہین اہل دنیا آسمان پر گھر تو راحت کیا
خدا کا خوف کرنا حق بجانب پر نظر رکھنا
تڑپ کر جان دیدینا نہین آسان ہے آقاتل
ہمیشہ خوف رہتا ہی شناور کو تو دریا مین

ہم عاشق ہین اونکی عشق کی زنجیر مین بستے ہین
مین اونکی دل مین رہتا ہون وہ میرے دل مین رہتے ہین
وہ ہی آسودہ ہین زیر زمین جو گل پہ رہتے ہین
یہہ دونو عدل کی سا ماندل عادل ہین رہتے ہین
ہزارون حسرت و ارمان وصال مین رہتے ہین
وہ ہی ایمن ہین جو آشنا ساحل پہ رہتے ہین

ادہر ہی شکر نعمت اور ادہر امید جنت کی
اصول ہر دو عالم شور کی حال مین رہتے ہین

باغ و بہار زند جو غنچہ دہان کی ہین
چرچی تمہاری شور جو شیرین زبان کی ہین
دیکھین جو چھپ کی جائینگی اب کس نئی جگہ
جلوہ خدا ہی کا نظر آتا ہی ان ہین ہی
جب سی گرایا آپ نی اپنی نگاہ سے

ہم ہی تو خوشہ چین اونہین گلرخان کی ہین
لب بند ساری طوطی ہندوستان کی ہین
ہم رازدان قدیم سے دونو جہان کی ہین
بندہ اسی سبب سے دلا ہم بتان کی ہین
اوسدن سے بہر زمین کی نہ ہم آسمان کی ہین

اچھا ہی آپ عجز کا فرمایئن انتظار ۔ تو ہم ہی منتظر اجل ناگہان کی ہین

آی کدہر سے اور کدہر کو چلے گئے ۔ مدت سی ہم سراغ مین عمر روان کی ہین

کوچہ مین اوسکی روز شہیدونکا گنج ہی ۔ پر یہہ خبر نہین کہ وہ کون اور کہانکی ہین

مہندی لگای اوسنے تو پسنے لگی ہین ہم ۔ بدلی پہہ آج رنگ دل بدگمان کی ہین

بجلی گرے کہین ہوا شعلہ عیان کہین ۔ اوڑتے شرر یہہ ہیں ہی سوز نہانکی ہین

کیا کام اونہین جہان کی نشت و فراز سے ۔ وہ تو کبہی زمین کی کبہی آسمان کی ہین

آی بہار ہولی خزان رنگ دیکھیے ۔ مدت مین دن پہر یہہ گل و گلستانکی ہین

پیکان تیر اوسکا جگر مین جو رہگیا ۔ مشکور جان و دلسی ہم ابرو کمان کی ہین

یوصاف ہو کی ہمسے ملی ہم ہی صاف ہین ۔ قابل دلیکہ ہم نہ چنین اور چنان کی ہین

کرتا ہی کسکی یاد مین اے شور تو یہہ غل
چہرے ہے جو جابجا تیری شور و فغان کے ہین

کہان یہہ موتہہ ہی ہمارا اتنا کرین جو تم سے نگار باتین
تمہاری ہی گفتگو عدو سے ہماری سب ناگوار باتین

کروگے جیت تک کہ ہو سکیگا ہمارے دشمن کی تم صفت ہی
ہمین تو یہ زہر سے فزون ہین تمہین ہین یہہ خوش گوار باتین
ہوی ہی مشکل سے وہان رسائی کہ وی ہی قاصد نی جبکہ بالی
وہ سنتے کب تہی مگر پہر اوسنے ہی چلتے چلتے کین چار باتین
نگاہین برچہی دکہارہی ہین وہ آنکہین فتنے اوٹہارہی ہین
کہین گے آگی خدا کے ہم سب یہہ روز محشر کے یار باتین
ہون محو الفت مین اسقدر سے تمہاری تصویر کاش اکدن
کشش سے دلکی جو بول اوٹہی تو اوس سے کرلون میں چار باتین
یہہ بُری کا پسند تجکو ہو کیف زاہد تو میکدہ چل
کہ شور و غل سے نشہ مین میخوار کر رہین کے کیا کیا پکار باتین
ہزار قرآن ہی تم اوٹہاؤ ہزار سر کی قسم ہی کہاؤ
یقین نہ آیگا ہم کو صاحب ہین جہوٹی یہہ بی شمار باتین
مین دل کہو اپنی سمجہا ہون کب تک بین جا تکو اپنی یہ تہا مون کب تک

قرار دلکو اب نہین ہی کرین ہین وہ بی قرار باتین

پہنسی نہ کاکل مین کسطرح دل کہ سحر اسکا بڑا ہے کامل

کہو نمین جال اسکا کس سے ای جان بڑی ہین یہہ پیچدار باتین

کہا جو مین نی کہ ہون مین عاشق فدا ہون تم پر مین جان و دل سے

تو بولی ہنسکر کہ بس خدا کی لئے نہ اتنی بگہار باتین

عدو کی ہرگز نہ اک چلی گی ذلیل ہوئیگا کری بک بک

چہٹے گی تیری مجہسے الفت بنای گر وہ ہزار باتین

کلام تیرا ہی پر ز مضمون ہی شعر تیرا ہی شور موزون

ہی نظم پر اک زمانہ مفتون کہ تیری میٹھی ہین یار باتین

صبا کو بیداد گلشن کو وہ پامال کرتی ہین
چمن مین جب کہ آتی ہین تو ہی گل کترتی ہین

سزا اسکا نہ پوچھو جا بتکر تقصیر کرتی ہین
بگڑتی جتنی وہ ہمسی ہین اتنی ہی سنورتی ہین

مسیحا کو فقط قدرت تہی مردے جلانی کی
بتون ہی وصف دین مار کر پہر زندہ کرتی ہین

خدا کی شان آتی ہی نظر یا طور کا جلوہ
جو جب دم پر وہ بہرتی ہین سنورتی ہین نگہ تمکین

کسیکے نقش پا کو حضرت دل نے جو دیکھا ہی
تو مٹکر رہگذر مین آپ ہی ہنستی ہی گذرتی ہین

نہ روز وصل ممکن ہی شب ہجران گذرتی ہے
قیامت ہم پہ نازل ہی نہ جیتی ہین نہ مرتے ہین

نہ کیونکر رشک آوی مجکو اُس پا پر کہ لوگونکی
کہ وہ دیکھ اپنی صورت آئینہ مین آپ ڈرتی ہین

پڑین پتھر نہ کیونکر عقل پر لوگونکی اے ہمدم
ہمین مارا ہی اک بت نے اجل کو نام دہرتے ہین

جفاؤنکا تمہاری شکوہ کس سے ہو یہ کہیے صاحب
تمہین دل دیکی ہم اپنی کیکو آپ بہرتے ہین

نہ چوٹی کو کبھی کھولین نہ شانہ زلف تک لاوین
ابہی کم سن ہین اونکی سایہ سے بھی وہ تو ڈرتی ہین

نظر کس شعر کی لگ گئی ہی شور صاحب کو
جو ہر دم شور کرتی ہین اور آہین سرد بہرتے ہین

انسوؤن مین جسقدر میری چشم پر آب ہین
اوتنی ہی جسقدر تیری دل خانہ خراب ہین

جب دم لبون پہ آئی ہی اوسسے وہ آئی
مین ہی عذاب مین ہون اجل ہی عذاب مین

فرمائی آج شرم کی دعوی کہان گئی
جو بوی گل ہو جامہ سے باہر عتاب مین

ہی آپکی جفا سے زیادہ میری وفا
کر لو حساب فرق نہین کچھ حساب مین

دیکھو نگاہ ناز سے مرنیکے ہم نہین
آب حیات ہی اسی تیغ پر آب مین

یہہ وہ ہی داغ دل کہ قیامت کو ہو پکار
گر عکس رخ نہ ہو آئینہ آفتاب مین

تم بزم مین ہماری تو آؤ کبھی ذرا
وہ ہم دکھائینگے جو نہ دیکھا ہو خواب مین

ہرجائی پن کی طعنہ سی برآئی آرزو
جھنجلا کی آپ آئی وہ خط کی جواب مین

رسوا رہا ہی خون کی آنسو یہہ دور جام
دور فلک ہی گردش جام شراب مین

ہیدرد یان غضب مین جلا کر وہ دل مرا
کہتے ہین یہہ کہ رہ گئی خامی کباب مین

لکھی ہی لاجواب غزل آپ نی یہہ شور
ایک اور ہی ہو اس سے سوا انتخاب مین

ہونی دی مست اور ہی زاہد شراب مین
عرصہ بہت ابہی تو ہی روز حساب مین

توبہ شکستہ پہر ہوئی شوق شراب مین
دل مانتا نہین ہی شب ماہتاب مین

غیرون کی چاٹ کی لئے ہوتا ہی سوختہ
الفت کا جو مزا ہی تو کچھ ہی کباب مین

پیغام قتل پایا کہ ہی تقدیر کا لکھا
خنجر جو اوس نے بہیجا ہی خط کی جواب مین

پرسش جو بت پرستی کی ہوئی گی حشر مین
ہم ہی دکھائینگے تجہی روز حساب مین

اک عمر عشق مین ہی رنگ بدلتی ہین مہ جبین
قدرت خدا کی دیکھتا ہون مین شراب مین

ہون محو ایسا دیدہ میگون کی عشق مین | پیمانہ دیکھتا ہون مین ہر روز خواب مین

ق

مین نی سوال بوسہ کا اک اونسے جب کیا | مونہہ کو بنا کی بولی وہ اسکے جواب مین

چھوٹا سا مونہہ ہی اور یہ بڑی بات تجکو اب | زیبا نہین ہی کہ تمہاری جناب مین

بہتر ہی ایسے ہستے سی وہ نیستی ہمین
پچتا ہی آکی شور یہین دیر خراب مین

درحقیقت کہ حقیقت پہ نظر کچھ بھی نہین | یہہ وہ ہی راز نہان اسکی خبر کچھ بھی نہین

ہی یہ افسوس کہ سامان سفر کچھ بھی نہین | توشہ راہ تو پاس اپنی مگر کچھ بھی نہین

دم ہوا تن مین ہی کیا اسکا بھروسہ کیجی | فی الحقیقت کہ حقیقت مین بشر کچھ بھی نہین

زندگی وہ شجر خشک جہان مین دیکھی | کہ بجز مرگ یہان اسکا ثمر کچھ بھی نہین

کور وہ چشم کہ نور اوسکا نہ کچھ دیکھہ سکے | جو نظر اوسکو نہ دیکھی وہ نظر کچھ بھی نہین

آبرو وہ دُر اشکون کو خدا نی بخشی | کہ جدہر دیکھتے ہین قدر گہر کچھ بھی نہین

عشق مین کھانی کو غم خون جگر پینیکو | اور اب اسکی سوا اپنی گذر کچھ بھی نہین

انقلاب ایسا زمانہ کا ہوا ہی اب تو | جائی افسوس ہی قدر ہنر کچھ بھی نہین

ہم تو جان دینیکو حاضر ہین ابہی لیجے | فایدہ ہم کو نہین تمکو ضرر کچہ بہی نہین

صاحب وضع ہین وہ شور زمانے ہے جہان
دل مین وہ رکہتی کسیطرح کا شر کچہ بہی نہین

جو بار بار وہ تیر نظر کو دیکہتے ہین
خدا ہی جانی کہ کسکے جگر کو دیکہتے ہین

ادہر عدو ہی ادہر بزم مین ہین ہم بیٹہی
ہمین یہہ دیکہنا ہی وہ کدہر کو دیکہتی ہین

وہ دیکہتی ہین جب آیینہ مین جمال اپنا
تو ہم بہی رشک سی آیینہ گر کو دیکہتے ہین

حوالہ کرچکی خط کو تو چشم رشک سی پہر
کبہی تو خط کو کبہی نامہ بر کو دیکہتے ہین

یہہ ہی ہے رونا تو دیوار و در کی خیر نہین
کبہی تو گہر کو کبہی چشم تر کو دیکہتے ہین

ہزارون نقش قدم یہہ جہان مٹی جانین
خدا کی شان ہے اوس رہگذر کو دیکہتے ہین

ہزار ڈہونڈا انہون نے نپایا جب اوسکو
نگاہ پہیر کے اپنی کمر کو دیکہتے ہین

وہ جب عدو کو لگاتی ہین منہہ تو حسرت سے
ہم اپنی آہ کی جل کر اثر کو دیکہتے ہین

ہزار شکر ہی ان بیگانیونکا جو صیاد
قفس مین آکی ہم بال و پر کو دیکہتے ہین

نہ پڑہا شور کبہی شعر سامنے اونکی

جو رشک کہا کی اگر اور مگر کو دیکھتے ہیں

نہ دیکھے ہون اگر لخت جگر موتی کے ہار دیکھین
وہ چشم دوربین سے دیکھئی اشکونکی تار دیکھین

نظر آتی نہیں ہے دخت رز اب یا وہ خوار دیکھین
بخوف چشم مخموران چھپی پرہیزکار دیکھین

رہی یاری نہ یار دیکھین نہ الفت کے پیار دیکھین
ہوئی پیدا نہ کیون ہم تا پچھلے روزگار دیکھین

پہونچ جاتا کبھی تو ہاتھ دامن تک کسی گل کے
مزا ہوتا کہین ہو کے جو پیدا ہم بہار دیکھین

نشاط زندگی تو لی گئی عمر روان اپنی
رہی دنیا مین اپنے دن تو وہ بھی کم شمار دیکھین

خدا وہ دن کرے یہ سر نشان تیر مژگان ہو
یہ ہی حسرت ہے اک مدت سے صحرا کی شکار دیکھین

حقیقت برق کی کیا ہے کہ وہ مجھسے لگے رکتی
مجھے اپنی سے عجب پاتی ہے تڑپکر بیقرار دیکھین

بنا کر لائے گلچین اور مجھے کیونکر نہ رشک آئے
کہ دست غیر جا پہونچا ہے پوچھ آن پھولونکی ہار دیکھین

بلا سے گر امید آبرو آئے وہان نہین ہمدم
یہ کیا کم ہے کہ ہم بھی اُنکی عین امیدوار دیکھین

یہ بھی گل اور گلستان ہے تو وحشت کہتی ہے
کہ بیدل رنگ بے شتاب لاؤ کی تم بھی بہار دیکھین

لگی رہتی ہے مہر خامشی نزاکت جو مونہہ پر
ہوا ہے کیا تیری فریادیونکو اب مزار دیکھین

پریشانون کو تیری بعد مرون کے نہیں حسرت
کہون مانگی اگر غریبون کی غبار دین مین

قطعہ

سیری دل مین جو آیا ایک دن گلچین سے یہ پوچھا
سبب کیا کچھ وفا کی بو نہین ہے گلعذارون مین

تو وہ ہنسکر لگا کہنے سنا تو نی نہین ناداں
کہ خالی خار سی ہوگا نہ اک گل بھی ہزارون مین

کبھی تو شور کی بھی قدر کرنی تمکو لازم ہی
نہ پاؤگی کہین شیرین زبان ایسا ہزارون مین

وہ مری قتل کا سامان کئی بیٹھی ہین
ہم بھی مدت سی یہ ارمان کئے بیٹھے ہین

شکوہ قتل ہین کس منہ سی کرون مین اونسی
وہ تو کہتی ہین ہم احسان کئے بیٹھے ہین

جان پر کیون نہ بنے حضرت دل کی اپنے
یہہ تو وہ دشمن اک انجان کئی بیٹھی ہین

کہین مقتل مین وہ آوین تو بہے قدم لین اونکی
سر کو یہان پہلی ہی قربان کئے بیٹھے ہین

داغ دل ہم بھی دکہانیکی تجھی ای گلچین
اپنا گھر ہم بھی گلستان کئی بیٹھی ہین

بال بیکا کبھی ہووے نگا نہ ہرگز اون کا
مصحف رخ پہ جو ایمان کئی بیٹھی ہین

ہاتھ ہمکو نہ لگا دست جنون سر کی قسم
خود بخود چاک گریبان کئی بیٹھی ہین

لخت دل کھاتی ہین اور خون جگر پیتے ہین
مدتون سے یونہین گذران کئی بیٹھی ہین

خانہ آبادی کہان جب سے دیا دل اونکو
اک ہی گھر تہا سو ویران کئی بیٹھی ہین

داغ دل حسرت و غم ساتھ چلے لیکے اپنی
توشۂ راہ کا سامان کئی بیٹھے ہین

کس طرح تیر کی پیکان کو نکالیں دل سے
اوسکو تو جان کا مہمان کئی بیٹھے ہین

کام صحرا سے نہ کچھ ہے اور نہ وحشت سے غرض
اپنا گھر آپ بیابان کئے بیٹھے ہین

مصحف رخ پہ ہوئی جب سے فدا حضرت شور
وہ تو اپنی کو مسلمان کئے بیٹھے ہین

شستے الماس ہین ہمنے نہ دیکھی لعل و گوہر ہین
جواب تاب ہی جو رہا ہی اشک دیدہ تر مین

جسے کہتے ہین لطف دو جہان ہے یہ چشم خو
عیان دیکھا ہی شکل رنگ می ایک ساغر مین

اوڑا لی چار دن بلبل تو فصل گلمین گلچین پھری
پھر آخر ہی وہ ہی کنج قفس صیاد کی گھر مین

پس تحریر حال سوز دل ہمکو خیال آیا
کہین آتش نہ لگجای خدایا بال کبوتر مین

می گلگون کی پیتے ہی ہوا طور تماشا دل
عجب انداز ہی اوتری سے پیر اللہ کی گھر مین

نظر آتا ہی اک ساغر مین کیفیت سیر دو عالم
رہا اب فرق کیا ناصح شراب اور آب کوثر مین

پیا اک قطرہ جسنی عمر بھر جاتا کیا لب کو
خدا جانی مزا کیا ہی تمہارے آب خنجر مین

خدا جانی سزا یہ کسلئے گردون نے پای ہی
مثال آسیا رہتا ہی جو دن رات چکر مین

نگاہ مہر کی تیری زمانہ کو تمنا ہے
مگر ملتی ہی اوسکو ہی کہ ہو جسکے مقدر مین

نہ کی تاثیر جب اس نالہ گردون شکن نے ہی
رہا پہر فرق کیا اوس بت کے دل مین اور پتہر مین

سبب ہم بت پرستی کا بتا دین کیا تجہی زاہد
جو پوچہی گا کوئی تب دیکہہ لینگے یار محشر مین

لکہا تقدیر کا ای شور پیش آیا مبارک ہو
تمہارا نام ہی لکہا گیا لو اونکی دفتر مین

سوسن مین ہی نہ لالہ مین نے حرم ماہ مین
جو رنگ میری دلکی ہی داغ سیاہ مین

ہی کوہ مین ہی جلوہ تیرا اور کاہ مین
ہر دم زبان ہی گویا تیری واہ واہ مین

اوٹہنا محال ہوگا دم مرگ تک اوسے
بیٹہا ہی صدق سی جو کوئی اوسکی راہ مین

نکالی بلا ہی یا کہ وہ جادو بہری ہی آنکہہ
یا سحر سامری ہی تمہاری نگاہ مین

امید عفو تجہسے نہو تی خدا اگر
ہم اتنے محو کاہیکو ہو تی گناہ مین

چلنے کیطرح چہا نیگا دم مین تجہی فلک
اب بہی رسائی ہی یہہ میری تیر آہ مین

وہ دیکہہ مجکو نزع مین یہہ کہکی چل دی
یہہ پیچ چکا چلا اسی چال تباہ مین

آسان تہا دلکا دینا پر اب جان پہ بن گئی
اس خوف سے خلل نہ پڑی کچہہ نباہ مین

ہی شوق دل تیر کا ظالم کیا اسکی نگاہ مین
[illegible]

ای شور آپ مایل چاہ ذقن نہین
پہر روز جہانکتے ہو کوئین کسکی چاہ مین

نہین معنی نظر آتی ہین اوسخن شعر کے بالی مین
نمایان فضا مین عقد ثریا مہ کی بالی مین

اثر یہ آہ مین میری ہی اور تاثیر نالی مین
نہین آتا ہی دم دود ہر [illegible] والی مین

خبر دو لو جہانکی ایکہ پیالہ مین جم دیتی ہی
یہہ کیفیت عجب دیکہی ہے برانڈیکی پیالی مین

ہماری سینہ پر داغ ہین وہ داغ حسرت ہین
نہ دیکہی وہ کا گال مین نہ پائی ایسی لالی مین

تمہاری خنجر مژگان کی نوک ایسے نوکیلی ہی
نہ دیکہی ایسی شمشیر مین ایسی ہلالی مین

نہ کیون محنت دل و خون جگر چاہون پئین ہم
کہ دونون ہین شریک اپنی پیالی اور نوالی مین

نہین مجہے داد وحشت مین اپنا رہنما کوئی
اگر دیکہی یہی ہمت تو ایسی پانو کی چہالی مین

تعجب مجہے رخ انور پہ تہال و خط کی دیکہی سے
قدم کیون آن پہنچا تو نکل آیا اوجالی مین

نگہ سے قتل کرتی ہین تو بانسی ہرجائی ہین
خدا ڈالی کسیکو آن شتونکی ہی پالی مین

نہ رکہنا ہاتہ کاکل پر نہ چہونا اسکو لو ای دل
بہرا ہی سم قاتل دیکہنا اس ناگ کالی مین

سنبہل کر کی قدم رکہنا راہ عشق مین پہر تو
اگر مین بچ گیا ای ہمدمون ایکے سنبہالی مین

اوٹھینگی ناز بہی جا کب تیری نازک مزاجی سی
اثر شمشیر کا ہوگا کہین روئی کی گالی مین

کلام شورش اہل زبان ہی آپ کہتے ہین
تخلص شور ہی لیکن نمک ہی کہنی والی مین

عشق مین یہ تنگ ہی نگہی جو نہ ہائی کیون
صبر کی تاب گر نہو دلکو دی پہنائی کیون

اوٹھہ سکی گر نہ بار غم دم مین کسیکے آئی کیون
روئی سر پکڑ کی کیون کہیے ہائی ہائی کیون

اپنی وہ روح بخش لب لب سی مری ملائی کیون
سر پہ لی اپنی پہر بلا آگی ہی مجہی جلائی کیون

چہپتے نہین ہین مہر و ماہ پردہ مین لاکہہ گہر رہو
اون سی کہینگی جب فرشتی قبر مین پہیر وہ منہہ چہپا کیون

شادی و غم ہی دم کی ساتہہ ساتہہ ہین تمام ہو گئے
مرنی سی پہلی پہر الٰہی فراغ پا گئی کیون

تمتو ہمین کچہہ کہتی تہی طعنی ہمین کہ دیتی تہی
آپ تو سب سمجہتی تہی غیر کی بس مین آگئی کیون

ہو نہ جہانکوئی رفیق ہو نہ جہان کوئی شفیق
ایسی خراب دہر مین عمر عزیز گنوائی کیون

عشق مین ہین خرابیان آفتین سو بلا کی جان
جس سی نہ اوٹہہ سکین یہ ہم ذرا دل وہ کہین لگائی کیون

سمجہی جو سوز دلکو سارا حسن پہ ابہی ہو ناز
ایسی کو جا کی جہان چلی تو دل جلا گئی کیون

ناز و ادا گر سجا پیچ مین زلف کی جا پہنسا
اس مین تمہارا کیا گلا دل ہی پہر آگئی کیون

دل اپنی ہی لگاتی ہی [illegible] کیون
[illegible] مین بچا سکی کیون

ہمکو ہی پاس آبرو انکو خیال غیر کا
دنکو تو ہم نہ مل سکین راتکو وہ بلائی کیون

جو یہہ کہی کہ ہی نمک شور کا ہی کلام تو
ایسے حسد شعار کو اپنی غزل سنائے کیون

مین بہر دن لوٹا نہ کیونکر پانو مین
کانٹتی ہین سر وہ رکھہ کر پانو مین

مین پڑا انکی جو گر کر پانو مین
بولی یہ سہری کہ پتہر پانو مین

ہین ازل سی دونو حصے مین مرے
سر مین سودا ہی تو چکر پانو مین

بزم رندان مین گئے تہے بد ہوی
سر پڑا خم مین تو ساغر پانو مین

ہاتہہ ہی پہونچی نہ جنکے پانو تک
ٹہوکرین کہاتی ہین وہ سر پانو مین

حسن مین کیونکر نہون میرے شہید
گر پڑا جب انکا خنجر پانو مین

ہی غضب کی چال اور آنکہین تری
آنکہہ مین فتنہ ہی محشر پانو مین

میری مٹی کی صبا دشمن ہوئی
روز رندی ہی اوڑا کر پانو مین

دیکہہ کر افشانکو غش کہا کر گری
آ پڑے اب تیرے اختر پانو مین

آج پتلا نور کا وہ بن گئے
پہن کر ہیرونکا زیور پانو مین

کسقدر غصہ ہی ہگر ابا د سے | رکہہ دیا جب میں نے خود سر پانو میں

ہو مبارک شور یہہ دیوانہ پن
ہی سلاسل کا چو زیور پانو مین

ردیف واو

یارب وہ محبت کا چمن پیش نظر ہو | جس گلشن وحدت مین دو یگانہ گذر ہو
تیرا ہی تصور ہو مجہی خواب عدم مین | گردش ہی نہ ہوں اور نہ محشر کی خبر ہو
خوش جاؤں تیری یاد مین کی تن سے | جوں نکہت گل جانکا اس تن سے سفر ہو
کہہ لذت سوزش ہوگہی دل ہو شگفتہ | جوں شمع میرے شام ہو جوں غنچہ سحر ہو
یہہ چشم ہی جو چشم کو وہ لذت دیدار | بس چشمہ عرفان ہی سدا دیدہ تر ہو
آواز نکلتے در بخشش سے سدا ہی | وہ آی ادہر کو جو گنہ گار بشر ہو
ہوران بہشتی ہی یہ بہشت جیسی نگہین | وہ باغ محبت کا گل داغ جگر ہو
غفلت اثر مرگ محبت طرب زیست | وہ جائی جیسی پاس نفس آٹہ پہر ہو

ہی یاد خدا فرض تجہی شور شب و روز

دل ہی وہی دل ہے کہ جو اللہ کا گھر ہو

میری غم سے بر آئی دستان کی آرزو
ہو مبارک یہ ہی تہی جان جہانکی آرزو

جسم عالم خاک ہے جان جہان ہووے ہوا
یہ ازل سے ہی زمین و آسمانکی آرزو

گلعذاروں کا قدم اکدن یہان لاوے خدا
ہے ازل سے آجتک باغ جہانکی آرزو

فرش سے تا عرش ڈھونڈا پر نہ پایا کچھ سراغ
عمر بھر لیکن رہی عمر روان کی آرزو

میری دل سے تیر کا پیکان تیر کیا نکلی آہ
رہ گئی مہمان سے ہی بیشک میزبانکی آرزو

اوسکا خال رخ سویدائی دل وحشی بنا
مانگنی کیا خوب فکر نکتہ دان کی آرزو

زاہد خلوت نشین بھی کاش ہو اپنا مرید
کیف مستی میں ہے یہ پیر مغانکی آرزو

چین گردش سے ملا کسکو زمین پر ہمنفس
دیکھیے پوری ہو کب تک آسمانکی آرزو

سینہ پر داغ سے ارمان ہوں پے باغ باغ
ہے یہی شوق نوا سنج فغان کی آرزو

رنگ و بو کا اوسکی گلہای چمن دعوی غلط
ہے یہ لاحاصل بہار بوستان کی آرزو

غم سے بہتر اور مونس کوئی دنیا میں نہیں
شادمانی گر نہو نا شادمان کی آرزو

کیا ملال اور کیسی حسرت ہیں ہماری غم غلط
شادمانی گر نہو نا شادمان کی آرزو

شور ہی کیا پر نمک خوش ذائقہ تیرا کلام
اک جہان کو ہی تیری شیرین بیانی آرزو

غم نہو درد نہو اور شب ہجران ہی نہو
بس وہ جنت ہی کہ جز وصل کچھ ارمان ہی نہو

بیکسی پر نہ کیو عشاق کی روئی حسرت
جن کی وحشت کا کوئی سلسلہ جنبان ہی نہو

وہ دکھا ہمکو جنون دست درازی اپنی
جیب و دامان ہی نہو اور گریبان ہی نہو

ای نتو پھر خدا اتنا کرو ظلم و ستم
فایدہ گر نہو تو جانکا نقصان ہی نہو

صدمہ ہجر یہ ہی گر رہی دن رات تو پھر
ہی یقین دل ہی نہو اور میری جان ہی نہو

بال بال اپنا پھنسا دام مین زلفونکی تیری
مبتلا ایسا نہو کوئی پریشان ہی نہو

تسا بی رحم جفا کیش ہو غیرت حور
ہمسا ناچیز ستم دیدہ بس انسان ہی نہو

دل وحشی کی تسلی ہو تو کیا ہووی کہ جب
روزن در ہی نہو رحم پہ دربان ہی نہو

شور دم تک ہی تیری قدر سخن کی کچھ کچھ
ہی یقین ہند مین پھر تجھسا سخندان ہی نہو

کیا شرمندہ چشم تر نی تری شور دریا کو
کہ پل مین کر دیا ہی پانی پانی کوہ و صحرا کو

رگ جاں لگا ہی اوسکی پیچ و خم سی سلسلہ دایم
عزیز ترا اسواسطی رکہتی ہین ہم زلف چلیپا کو

اوٹہا جو اشک کا طوفان تو ٹہرا کی مژگان نی
تماشا ہی کہ ہمنی بال سی باندہا ہی دریا کو

یہہ دونو بُری وقتو نمین ہمدم بن گئے اپنی
خدا دلکو میسر رکہی اور اوسمین غم و عقبا کو

نپایا خلد مین بہی جبکہ نقشہ یار کی گہر کا
تو پچہتا ہی ہین کیا کیا چہوڑ اوس کی مصفا کو

بہلا کیفیت دو نو جہان کیونکر ہمین ملتی
لگاتی موونہہ جو ای ساقی نہ ساغر اور صہبا کو

شب وصلت کو مانگو نگا خدا سی خلد مین اکدن
میری ہمت کو دیکہو اور میری دلکی تمنا کو

رہا ہو کر بہی ہم ذوق اسیری کو نہین بہولی
خدا قایم رکہی صیاد کی ناز ستم زا کو

لب جان بخش بی اوسکی ہی ہمکو زندگی بخشی
نہ چہوڑینگی کبہی مر مر کی ہی اپنی مسیحا کو

تخلص شعور ہی اور اوسپہ یہہ شیرین زبانی ہی
تمنا ہو نہ کیونکر اپنی اب اودنی و اعلا کو

کیونکر نہ شعور میرا او نہین ناگوار ہو
وہ جانتی ہین دل مین عدو کی نہ پار ہو

گر میری ساتہہ دفن دل بیقرار ہو
دم بہر نہ چین خاک ہی زیر مزار ہو

آئی سپیدی بہلی اونکی ہی ہی دعا میری
پختہ کچہہ اون سی وصل کا قول و قرار ہو

[illegible]

ہم وہ ہین ایکبات مین دل دیا اونہین / جان ہی لڑائین گی جو وہان اعتبار ہو

کچہہ خوف ظلم اونکو نہین تیری مہر پر / انصاف تیرا ایسا نہ پروردگار ہو

نسبت تیری غضب سے قیامت کو کچہہ نہین / یہہ زور لاکہہ بار ہی وہ ایکبار ہو

ای خفتگان خاک قیامت قریب ہی / سوتی ہی ابتو جاگو ذرا ہوشیار ہو

تا صبح کی بات ہمکو دو طرفی نظر پڑی / ایسا نہو وہ اونکا ہی کچہہ رازدار ہو

اوس بت کو چہوڑ دون تو خدا کی بہی ہی مار / ایسا حسین دونو جہان نہ یار ہو

تم جتنا جبر چاہو وہ سب کر لو مجہہ پہ آج / مین کچہہ جواب دون جو میرا اختیار ہو

یہہ کسکی می پرستی کا غل مچ رہا ہی آج
ایسا نہو کہ وہ ہی شور بادہ خوار ہو

بیدرد جسکا نام وہ انسان تمہین تو ہو / دل مین ہی مہر وہ نامہربان تمہین تو ہو

تم ہی نکالو آج تم ہی کل نکالو گے / مین سچ یہہ کہتا ہون میرے ارمان تمہین تو ہو

دلکو چرا کی لی گئی سوتی مین رات کو / مین جانتا ہون خوب میری جان تمہین تو ہو

دلبر ہو دل ربائی مین ہو طاق دلا جواب / سب جان تمہپہ دیتی ہین جانان تمہین تو ہو

داغ کہتے ہین جسکو ہو وہ انسان تمہین تو ہو
جاتی ہی جسپہ جان میری جان تمہین تو ہو

جنبش سی لب کے مُردی جلا دینا بات ہی
بات مین بگڑ کے کہی جو بُرا بہلا
لاکہون طرح سے کوئی بچائی نہ بچ سکی
تم کعبہ مراد ہو اور قبلہ امید
قسمین خدا کی کہاتی ہو چہپ چہپ کے پیتی ہو
گل سا ہی چہرہ سرو سا قد نرگسی سی چشم
گیسو مین ہو پہنسکے حضرت دلپا یا تمنی کیا

کیا شک ہی اسمین عیسی دوران تمہین تو ہو
بدخو و بدزبان وہ انسان تمہین تو ہو
عاشق کی یار جان کی خواہان تمہین تو ہو
رہتی ہو سب کی دل مین وہ ایمان تمہین تو ہو
زاہد جہان مین پکی مسلمان تمہین تو ہو
روی زمین پہ رشک گلستان تمہین تو ہو
سودائی تم ہوی ہو پریشان تمہین تو ہو

شہرت ہی شور آپکی باغ جہان مین
طوطی ہند و بلبل بستان تمہین تو ہو

مجکو نظرون سی نہ تم اپنی جدا ہونی دو
ہاتہہ ہو دیگا میرا آپ کا دامن ہوگا
گر قیامت کا اوٹہانا ہی تو کچھ دیکہو سیر
خون ہو جائینگے صدہا کی یہان دست تہ

اپنا دیدار ذرا بہر خدا ہونی دو
ذرا ٹہرو تو سہی روز جزا ہونی دو
اپنی اک ناز سی فتنہ کو بپا ہونی دو
اپنی ہاتہون پہ ذرا رنگ حنا ہونی دو

حسن اور عشق جھگڑنی لگی ہین آپسمین
سیر گر دیکھو تو دونو کی ذرا ہونی دو

خون بہا آپ سی کب حشر مین لیویگا کوئی
خون عشاق کا اچھا ہی روا ہونی دو

مجکو چپ رہنی نہ دو بات تو کہنی دو ذرا
اپنی شکوہ کو بھی سونہہ سی ادا ہونی دو

بی دوا کی مجھی آرام انہین سے ہو گا
لخت دل خون جگر میری غذا ہونی دو

اسکی کہتی کی دعا مانگو خدا سی نہ کبھی
درد دلکو میری ہر روز سوا ہونی دو

نام محشر مین بھلا دیکھین تو کس کا ہو بلند
تم جفا کرتی رہو مجھسی وفا ہونی دو

کون مانی ہی مرا بات کا معشوقونکی
اپنی دشنام کو لو وقف دعا ہونی دو

شور اب ذکر خدا مین رہو شاغل ہر دم
اپنی سینہ کو بھی تم یار صفا ہونی دو

کون سا دن ہی جو تم سی ستم ایجاد نہو
کون سی شب ہی جو اک شور بیداد نہو

زلف کی دام سی ہرگز کوئی آزاد نہو
دل کا جو چور ہو اسکی کہین فریاد نہو

صبر اور شکر مجھی ایسا عطا کر تو خدا
دل مضطر میرا ہر حال مین ناشاد نہو

گذر آہستہ صبا گور نہ کر تا میری
خاک تو ہوگیا پر یہ کہین برباد نہو

ہمنے وہ جور وستم تیری سہی ہین بیدرد
کوئی وقت ایسا نہین جسکی گھڑی یاد نہو

گالیان دو مجھی انعام دو تم غیرون کو
اون کی حصہ سی مگر میری کچھ امداد نہو

قتل سی پہلی یہہ ارشاد ہوا ہی مجکو
ہو خبردار کسیطرح کی فریاد نہو

دل مین ہی حال چمن کچھ ہین صبا سے پوچھون
پر یہہ ڈر ہی کہ سنتا کہین صیاد نہو

فخر مین اپنا سمجھتا تری دشنام کو ہون
لیکن اب اسکی سوا اور کچھ ارشاد نہو

گر تیری ظلم وستم سے رہا برباد جہان
ہی یقین پھر تو کوئی گھر کہین آباد نہو

تیری اشعار سی ہی شیرین بیانی پیدا
ہی عجب شور جو تو ثانی فرہاد نہو

بزم مین آپ کی بیٹھا ہون اوٹھا دو مجکو
پر خطا میری جو ہو وہ تو بتا دو مجکو

مین تو بات آپکی مطلب کے کہا کرتا ہون
گر غلط ہوی تو جون حرف مٹا دو مجکو

فتنہ چشم ترا ناز سی یہہ کہتا ہی
حشر سی پہلی جو سو جاؤن جگا دو مجکو

گر وفا میری پسند آپکی آتی ہی نہین
اپنی ہی طرز جفا کوئی سکہا دو مجکو

مین تو سب سمجھ کے باتین یہ کیا کرتا ہون
دیکھو گر سیر تو دیوانہ بتا دو مجکو

آئینہ دیکھ خفا ہو کے لگی کہنے وہ
دوسرا آیا کہاں سے یہ بتا دو مجھکو

کل کی ہی بات تمہیں یاد نہیں آتی تھی
مین نے سب باتین سکھائی ہین دعا دو مجھکو

بوسہ گر دیکے خفا ہو گئے واپس لیے لو
اور تدبیر کچھ آگے کو سجھا دو مجھکو

آہ مین میری اثر ہے تو رہا کچھ بھی نہین
کہین بکتا ہو تو بازار سے لا دو مجھکو

گر قضا آئی نہین آپ سے بالین پہ مرے
اپنے ہاتھون ہی سے کچھ زہر پلا دو مجھکو

ساتھ جائے نہ پریشانی دم مرگ میری
لخلخہ زلف کا پہلے سے سنگھا دو مجھکو

شور کسطرح کوئی سحر مین کرتا ہے نہین شعر
اور جو کرتا ہی ہو تو اسکو سنا دو مجھکو

بوسہ گر دیتا نہین مجھکو صنم ایک نہ دو
پر عدو کو بھی تمہین میرے قسم ایک نہ دو

آپ کی عشق مین جو ہمکو ملین لاکھ ستم
لاکھون موجود ہین یہان نعم الم ایک نہ دو

نقش پا پر تو تیری مٹ گئی ہزارون ہو خاک
اور رفتار پہ صدقے گئی دم ایک نہ دو

تیری کوچہ کو جو دیکھا تو گئی خلد کو بھول
دہان تو صدقے ہین جمن شک ارم ایک نہ دو

سیر عالم جو کری ہمنے ہزارون صورت
بھرتی ہین ساری تمہارے ہی دم ایک نہ دو

غم میرا مونس جان رنج میرا یار دلی
شوق سی کہا نگاہ اب سنگیر وغم ایک نہ دو

مجھکو تو روز ازل سی یہہ ملی ہین ظالم
تیری ہاتھون سے ہزار دن ستم ایک نہ دو

ایک بوسہ سی نہین آرزو برآئی میری
دو تو دو چار نہ دو ان سی تو کم ایک نہ دو

شور تم دیکھہ کی اب پانوز مین پر رکھنا
سنگیر دل دفن ہین سر زیر قدم ایک نہ دو

آئین وہ میری گہر مین لگا ساتھہ غیر ہو
بیٹھے بیٹھا ہی کیون نہ قیامت کی سیر ہو

یہہ چاہتی ہین ہم کہ تمہین ملین آپ ہو
ہم ہوئین اور تم ہو نہ وہان کوئی غیر ہو

حسن جا بجا دیکھا اوسکا ہی جلوہ نظر پڑا
گرچہ ہو خواہ کعبہ ہو اور خواہ دیر ہو

دعوی خدائی کا جو کرین بت تو ہی گناہ
برکت نہ اونکی گہر مین نہ کعبہ اونکی خیر ہو

مر جائین ہم تو ساری ہی قصے تمام ہون
پہر تم ہو اور رقیب ہو ہی ہاتہکے سیر ہو

خاک مزار کی میری تاثیر دیکھہ لو
اک چٹکی اوسکو دینا جسی تشنی بہیر ہو

سانون ہو اور چہرہ ہو جہولا ہو گلعذار
میلا ہو پہول والونکا پنکہہ کی سیر ہو

کل تک تو تہی ہماری عنایت تہی آپکی
کیا غیر نی سکہایا کہ تم آج غیر ہو

طرز ستم ہی آپ کی ہر روز ہین نئی | باتین ہی وہ ہین جن کا نہ سر ہو نہ پیر ہو

اپنا تو یہہ مقولہ ہمیشہ شور ہی
ہو دوستون سی رنج نہ دشمن سے بیر ہو

کیا سو نہ ہی وہ کہ جسمین تیری گفتگو نہو | کسکام کا وہ دل ہی بسا جسمین تو نہو

حیران ہون اوس سے باتین کسمین نہ ہی سکو | آئینہ کی ہی شرم سی جو روبرو نہو

اک چاک گر ہو سینہ مین سینا بجا ہی وہ | لاکھون جہان ہون چاک وہان پھر رفو نہو

زاہد شراب پینی کو ہرگز منع نہ کر | مین اوسکو چھوڑ دون تو یہہ مجھسے کبھو نہو

معشوق بی وفا ہو تو کیا اوس سے پھر امید | کسکام کا وہ پھول کہ جو اوسمین بو نہو

وہ لاجواب تجکو خدا نی بنایا ہی | ممکن نہین کسیکو تیری آرزو نہو

ای شور سوز عشق مین شعلہ نکر عیان
جل بجھنا اسطرح کہ دہوئین کی بی بو نہو

بہتر ہی اوس سے خنجر مین کچھ گفتگو نہو | ورنہ خدا کی آگی کہین وید و نہو

کسکام کی وہ خلد کہ جو اوسمین تو نہو | کسکام کی وہ بزم کہ جام سبو نہو

مجکو وہ قتل کرکی لگی خونکو سونگہنی
اُس شُبہہ ہی سی کہ اسمین تمنا کی بو نہو

چاہینگے ہم خدا سی یہہ حشر مین ضرور
جنت ہمین نہ دینا جو وہ ماہ رو نہو

دنیا مین وہ بشر نہین ڈہونڈہی سی ملتا ہی
دشمن ہو یا کہ دوست کسیکا عدو نہو

کرتا ہین جان توڑ کی تیری نگاہ مین
پہر کیا کرون خدا جو میری روبرو نہو

ویران پڑا ہی خانۂ دل مدتون سی ہای
آباد کیونکر ہو ہی کہ جب اوسمین تو نہو

ای شور تیری شعر مین کیا آب و تاب ہی
ممکن نہین کہ شاعرون مین آبرو نہو

نکلی نہ تمسی ایک بہی سایل کی آرزو
لاکہون شہید ہوگئین ہر دلکی آرزو

انداز قہر ناز و ادا ہی بلای جان
کیونکر بر آئی عاشق بیدل کی آرزو

پورا لگا نہ ہاتہہ نزاکت سی تیغ کا
کیا دل ہی دلمین رہ گئی بسمل کی آرزو

بیداد کی سوا ہوا حاصل کسیکو کیا
ڈالی خدا اُٹہون سی نہ سایل کی آرزو

یہان بہت جلی غضب سی نزاکت وہان ستم
مقتول کی نہ نکلی نہ قاتل کی آرزو

اوسکا سا چہرہ میرا ہی ہو جائی ایخدا
ہی یہہ ہی رات دن مہ کامل کی آرزو

گل میں وفا کی بو نہیں غنچہ ہی تنگ دل
پھر کس طرح برآئی عنادل کی آرزو

دشوار زندگی تھی سو آسان اجل نے کی
مشکل سی آج نکلی ہی مشکل کی آرزو

دنیا ہی گر دو روزہ تو عقبی ہی پر خطر
نکلی گی دونو جا نہ میری دل کی آرزو

تمہیں کو اپنی چہرہ کی کیا دید کا ہی شوق
ہی ماہ کو ہی تد مقابل کی آرزو

حکم خدا سی مرکی ٹھکانی لگی ہی خاک
نکلی ہی آج شور تیری گل کی آرزو

میری تم گریہ و زاری تو دیکھو
پھر اپنی یہہ دل آزاری تو دیکھو

ہوی یاری میں یہ خواری تو دیکھو
ذرا یاروں کی عیاری تو دیکھو

نہ نکلا کار بیکاروں کا اس سی
فلک کی یہہ جفا کاری تو دیکھو

نہ وقت مرگ ہی ہوا میں اوٹھ سکو
یہہ اپنی غشی میں ہشیاری تو دیکھو

میں اس منہ سی کہونگا بخشنی کو
میری فرد گنہ گاری تو دیکھو

چلی ہیں بار عصیاں سر پہ لیکر
ہماری بار برداری تو دیکھو

نہ جان تن میں نہ اب آنکھو میں دم ہی
تم اپنی مردم آزاری تو دیکھو

رکھا ہی بال و پر لا کر قفس مین
اسیرون کی گرفتاری تو دیکھو

ہماری قبر کو کرتی ہو پامال
پس از مردن بہ ناچاری تو دیکھو

قسم جھوٹی نہ ملنی کی وہ کہا ہیں
عدو کی یہہ طرفداری تو دیکھو

حصول کار کی امید معلوم
ہجوم فکر بیکاری تو دیکھو

مسیحا ہی چلی اب ہو کی مایوس
مری مہلک یہہ بیماری تو دیکھو

وفا وعدہ کی آسان تہی کی پر
کوئی اوسکی یہہ دشواری تو دیکھو

بہت کم سوتی ہین دن رات مین شور
نصیبی کی یہہ بیداری تو دیکھو

نہ تہما اشک تو دیکہو گی نہ پہر تم مجکو
عین دریا مین بہا دیگا تلاطم مجکو

کیون بہلا کہوتی ہو پاؤگی نہ پہر تم مجکو
دیکہو پچتاؤگی ایسا نہ کرو گم مجکو

ایکدو جام سی کیا ہوگا بہلا اے ساقی
امتحان ہی تو پیلا آج سر خم مجکو

حشر مین ڈہونڈتی پہرتی ہین فرشتی مجہے
کردیا کس نے شب غم مین کہین گم مجکو

گردش چرخ تو مدت سی ہی سرپر پہرتی
چشم بد سی لگی اب دیکہنی انجم مجکو

ایکی پیچ میں آو نگا نہ میں حضرت عشق
حفظ ہی باب گلستان کا ہی پنجم مجکو

روتی روتی عجب احوال مرا سوتا ہی
یاد جب آتی ہی وہ طرز تبسم مجکو

یو رہی پر بہت آرام سی نیند آتی ہی
کاٹی کہاتا ہی مگر اطلس کا قاقم مجکو

حضرت عیسی جو آوین تو قدم سر پہ سے ہین
پر سُنا وین نہ میری نعش پہ قم قم مجکو

ساحل عشق پہ ای شور نہ رکہتا تو قدم
نظر آتا ہی بڑا ہی یہہ قلزم مجکو

لگا ہی کارگر کیا تیر دیکہو
ہی بسمل آپکا نخچیر دیکہو

عدو کا آج کل طالع ہی روشن
ہماری ظلمت تقدیر دیکہو

گواہی قتل کی دیگا یہ محشر
ہمارا خون ہی دامنگیر دیکہو

ملی ہی خاک پا مرکی ہمکو
نہین ایسی کہین اکسیر دیکہو

عدو نی اونکو جو جو کچہہ پڑہایا
مجہی بہیجی ہی وہ تحریر دیکہو

عیان اوس سے بہی ہی شوخی تمہاری
تم اپنی غور سے تصویر دیکہو

میری باتین تو سب مین حاضری کی
تم اپنی شوخی تقریر دیکہو

یہہ چاہی کی مقرر خون کسیکا
تم اپنی جوہر شمشیر دیکھو

وہ آئی خود بخود جو میری گھر پر
میری ہی آہ کی تاثیر دیکھو

نکلتے ہی صدا دروا اس مین
ہی مضطر پانو کی زنجیر دیکھو

نظر آیا مجھی جو خواب مین خون
ہی میری قتل کی تعبیر دیکھو

ہوا اسواسطے مشہور یہہ شور
ہی خوش تحریر اور تقریر دیکھو

مطلع

ہماری جان اجب سے یہان بیٹھی ہی جانیکو
نہین پر ٹہی مینگی کوئی لالہہ آئی منانیکو

کسی پر یہہ نہین ظاہر یہان تک کہلا ایدل
لگائی ہم کدہر سی ہین کدہر تیار جانیکو

خدا کو کیا غرض تہی ہمکو یہان دنیا مین لانیکو
کیا پیدا یہہ اوسنی بس ہماری آزمانیکو

جب آئی عالم ہستی مین تو لائی نہ کچھہ توشا
مگر جسوقت ہوش آیا ملا غم خوب کہانیکو

اگرچہ جانتے سب ہین کہ اک دن یہانسی جانا ہی
مگر پہر بھی نہین راضی کسیکا یہانسے جانیکو

خدا جانی کہ وہان ملک عدم مین کیا تماشا ہی
کہ جاکر یہانسے پہر اعجب ہوا کوئی نہ جانیکو

کہا سچ ہی انیس لکھنوی نی شور پیری پر

انیس

جوانی روٹھی جاتی ہی کسی سے پہر ہون منانیکو

دیا ہی چرخ نی کیا کیا نہ کچھہ ساری زمانیکو
مگر گردش تہی اوسکی اپنی حصہ مین اوٹھانیکو

رہا ہو کر ہی جب شوق اسیری کا خیال آیا
کہا صیاد سے مچلا ہون پہر قید خانیکو

اونہین دریا سے رہتی ہی تاکید اب ہر دم
نہ یہان ہی حکم آنیکو کسیکے اور نہ جانیکو

جب اونکی دلمین آتا ہی ہزارون جھٹ سناتی ہین
مگر ہمکو نہین ہی حکم اک لب تک ہلانیکو

کہا مینے کبھی تو دل جلون پر رحم فرماؤ
تو بولی ہم تو پیدا ہی ہوئی ہین جی جلانیکو

ہم آئی درد دل کہنی نہ تم نی کچھہ سنا دم بہر
بگڑ کر اور ہی اپنی لگی باتین بنانیکو

کہا کتھا ہمنے دل سے تو نہ جانا جانب گیسو
مگر اوس نی نمانا پہر گیا وہان مار کہانیکو

لگی ہی اونکی وہان مہندی یہان آنکھونسی خون جاری
نیا یہہ رنگ لگا آگ پانی مین لگانیکو

تمہاری دل لگی مین اپنا تو اب کام ہوتا ہی
ہنسا کر وہان عدو کو یہان ہمین آئے رولانیکو

لگی کہنی کہ ایسی قصے سن ڈالی بہت ہمنی
کیا آغاز جب مینے کچھہ اپنی ہی فسانیکو

عجب کچھہ عاشقی کا اولٹا پلٹا شور تفتنہ ہی
کل یہہ روٹھی تہی اون سے آج جاتی ہین منانیکو

تمہاری زلف کی ہر تار مین ستم سو سو
وہان جان ہوی اسکی پیچ و خم سو سو

پتہ یہہ کوی بتان کا بہی سن لیے ای قاصد
ملینگے کنج شہیدون کی ہر قدم سو سو

دل شکستہ کا جب حال انکو لکہتا تہا
تو ٹوٹ ٹوٹ کی ٹکری ہوی قلم سو سو

خدا نی سنگ دلون کو بنا دیا یہان تک
کہ ایک سنگ سی پیدا کئی صنم سو سو

جواب ایک نہ بن آئیگا جفاؤن کا
سوال حشر مین تمسی کرینگے ہم سو سو

بہار کوچہ جانان پہ خلد کو ہی رشک
ہین ہر قدم پہ وہان گلشن ارم سو سو

ہماری شکوی کہان تک کروگی پیش خدا
سوال بت کی یہہ تجہسی ہین دمبدم سو سو

وہ قتل کرکی مجہی روز پہر جلاتی ہین
کہ ہر ستم مین عیان اونکی ہین کرم سو سو

جواب نامہ کا اون کی جو لکہنی بیٹہی شور
تو ایک خط کی جگہہ کر گئی رقم سو سو

کبہی ہم کو تم سے بہی عشق تہا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبہی شور اسکا تہا جابجا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جو خطا بہی بہولی سے ہو پڑی تو وفا جتاتی کو اوس گہری

مجھی عفو کر دیا بر ملا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی دور جام جو چل گیا تو کسے آپ جرعہ پہ اکتفا
مجھے سارا ضد سے پلا دیا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

سنو ذکر ہے یہہ وہ سال کا کیا تم نی وعدہ وصال کا
سو وہ آج تک نہ ہوا وفا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو مہر و لطف تہا دمبدم میری حال پر تمہیں ای صنم
مجھی یاد سب ہی ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کوئی بات چپکے سی راز کی ہین نی تمسے پوچھی جو حسن گہڑی
اوسے جان بوجھہ کی بہولنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بہی وقت کیا تہا کہ او صنم ہمین ہجر کا تہا نہ کچھہ الم
رہا وصل مین جو عجب مزا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبہی روتی مجکو جو پالیا گلی پیار کرکے لگا لیا
وہ نگاہ مہر سے دیکہنا تمہیں یاد ہو کہ یاد ہو

کیا چرچہ وصل کی رات کا تو چہپا کی موہنہ کو مین کہا
کری یاد اوسکو میری بلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبہی کر کی شکوہ بگڑ گئے کبہی ہنستے ہنستے مین لڑ گئی
نئی ناز اور وہ نئی ادا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسے آپ کہتی تہی باصفا جسے آپ جانی تہی با وفا
یہہ وہ ہی ہی شور بدل فدا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ آئی پاس بہی بالفرض لیکن بدگمان کیون ہو
نہو تاثیر جب دل مین تو شکوہ برزبان کیون ہو

یقین ہی مجہکو دشمن سے نہین کچہہ آپکی الفت
مگر یہہ تو ذرا کہدو کہ مجہسی بدگمان کیون ہو

جہان خلوت میسر ہو ذرا کہٹکا نہ دلبر ہو
بہری قسمت سے دنیا مین کوئی ایسا مکان کیون ہو

ہمین ہم ہون اگر تم جلوہ فرمائی بصارت ہو
چہپاؤ موہنہ نہ ہم ہی تو تصور درمیان کیون ہو

تکلم بر طرف جانی و اسکا ہی نہین شکوہ
مجہی دشوار یہہ ہی غیر تیرا ہمزبان کیون ہو

اگر ہون سامنی اونکی تو بی شک رحم آجائے
مگر راضی میری قسمت سے اونکا پاسبان کیون ہو

جفا کسی مجہی جب فی بیج کرنا ہی وہ تاثیر ا
تو پہر خنجر کو تیری حسرت جا شنگ فسان کیون ہو

مین اک افسردہ خاطر ہون مجھی کیا غم الفت کا
عیان درد فراق یار مین سوز نہان کیون ہو

نہ لای تاب جاہی ہمنفس خوشبوی نسرین کی
اوسی مطلب کیا تا بونسی سیر گران کیون ہو

مجھی وہ جانتا ہی خوب جیسا ہون اوسیکا ہون
جو آگاہی نہ رکھتا ہو وہ میرا رازدان کیون ہو

نہین منظور میری اضطرابی گر مقدر کو
جہان مین بیٹھہ کر اوٹھون نہ تا تاب و توان کیون ہو

ہنو منظور گر قاتل کو میری قتل کی شہرت
تو میری خون کا شمشیر پر اوسکی نشان کیون ہو

تمہین ای شور سودا ہی جو مرتی ہو جنون پر
اگر جینا کوی دن ہی تو خونابہ فشان کیون ہو

ردیف ہای ہوز

صعف پیری سی میرا ہوش گھٹا کیا کیا کچھہ
ایک جانی سی جوانی کی بُرا ہا کیا کیا کچھہ

چاہ کی مین نے تیرا چاہا بھلا کیا کیا کچھہ
پر میری حق مین کیا تو نے بُرا کیا کیا کچھہ

ایک دن بھی نہ ہوسے بندگی بندہ سے تیری

اسکا افسوس رہا دل میں خدا کیا کیا کچھہ

آکے دنیا میں کیا کچھہ نہ عصیان کی سوا
تا دم مرگ غم اس کا ہی رہا کیا کیا کچھہ

داغ دل بار گنہ اور ہجوم غفلت
اپنی ہمراہ ہی سامان چلا کیا کیا کچھہ

حسرت و یاس و الم ظلم و ستم ناکامی
تیری [illegible] سے صنم ہم کو ملا کیا کیا کچھہ

حشر میں اس سے سوا اور غضب کیا ہوگا
شور نالوں نے ہی میری دیکھو کیا کیا کچھہ

دل گیا جان گی دین اور ایمان بھی گیا
اک محبت کے سبب گھر سے گیا کیا کیا کچھہ

دیکھکر رنگ کف پا کو پیا اک عالم
خون بہا ہاتھہ سے تیرے یہہ حنا کیا کیا کچھہ

اسطرح آنکہ کسے کی نہ لگی شور کہین
پار جیسے کہ تیری دل کی ہوئی پار کی آنکھ

ردیف الیای تحتانی

کسی کام کا دل وہ نہین ہی ذرا کہ جو جان کی یاد خدا نہ کری
کسی کام کی جان نہین نام خدا جبی نام پہ اوسکی فدا نہ کرین
یہان آکی ہر ایک سی یہہ ہی سنا کہ نتیجہ ہی نیکی کا نیک سدا
کری دشمن و دوست کی ساتھہ بہلا کبہی کوی کسی سی برا نہ کری
چلی گلشن دہر مین باد خزان ملا پتہ کا کچھہ ہی پتا نہ نشان
وہ ہی پہولی گا جیتی جی ہی یہان کہ جو موت سی اپنی ڈرا نہ کری
یہہ ہی لطف ہی جینے کا سن بی دلا رہی یاد خدا مین تو صبح و مسا
کہ حساب ہی ہوویگا روز جزا کوی پی خبر اس سی رہا نہ کری
چلی دوڑ کی انسان نہ حد سی کوی کہ نہوی زمانہ مین خوار کبہی
یہ یقین ہی جو دوڑیگا وہ ہی کوئی چال کو چال چلا نہ کری

یہہ ہی خواہش ہی دمبدم اب تو میری کہ مین پہونچون مسیح کی پاس ہی
نہین دیکہون مین پہر موسہ کیسا کبہی خدا اوسکی قدم سہی پاس ہی

تیرا شور وہ شیرین کلام ہوا تو نی پایا ہی جہان مین نام تیرا
یہہ ہی دل مین جہان کی ہی تیری سوا کسی اور کا شعر سنا کری

نہین یاد بتان سی نہ دم کو جدا کہین ایسا تو کاش خدا نکری
جو کری ہی تو اپنی یہی ہی دعا کہ پہر آگی مین دیر قدم نا کری

بت آفت جان وہ ہمین ہی ملا کہ سوا ہی جفا کی وفا نکری
اور اوس پہ یہہ قہر کا طرہ یہی ہی کہ کہین بہی مین جا کی تسلی نکری

یہہ عجیب طرح کی ہی طرز ستم کہ وہ کہتا ہی ناز سی اپنا صنم
کہ یہی تو ہی رسم عشق مین خوبون کی کہ کوئی اوسکو دل اپنا فدا نکری

تپ عشق سی حال ہی میرا برا کیا دق مجہی اسنی ہی جسم جلا
یہہ مرض ہی کچہہ ایسا ہی سخت بلا کہ طبیب ہی جسکی دوا نکری

مزا چاہ کا ہمنی سنا ہی یہ کہ بناہ سی ہم موہنہ کو نہ پہیری کوئی

دی وصل سی ہجر ہو وی کبہی جو ملای خدا تو جدا نکری

یہہ حسینون کی شان ہی کیا ہی غضب نہ سمجہہ مین کچہہ آتی ہی قدر ب

کہ وہ کرتی ہین جور در خون ہی سبب کہو اونسی یہہ ظلم خدا نکری

تجھی شور وہ شوخ صنم ہی ملا نہین اوسمین ہی رحم سوای دغا

تجھی اوس سی لگانا ہی دل کا برا کہ وہ ساتھہ کسیکی بہلا نکری

عشق کی پہانس چبہی دلمین تو کیونکر نکلی   مژہ یار کی سوزن سی مقرر نکلے

گردش چرخ سے کوئی بہی نہ باہر نکلے   ہمسے چکر مین سدا دہر مین کمتر نکلے

خسروی کا نہو فرہاد کو کیونکر دعوے   جوی شیر اوسکی لہو مین کی جو سر پر نکلے

ٹوٹتے ہی گئی قدر اپنی دل وحشی کی   بال شیشہ مین جب آجای تو کیونکر نکلے

زلف مشکین کو بنا کر جو بگاڑا اوس نی   سانپ کی مونہہ سی ڈر تر ہی سراسر نکلے

یا خدا شرط ہی کیا تیری انصاف کی تہی   دل میرا شیشہ اور اوس شوخ کا پتھر نکلی

داد دیتی کو تیری تیر کے دونو قاتل   جان و دل ساتھہ ہی پیکان کی برابر نکلی

دیکہا دنیا مین تو لاکہون ہی گنہگار ونکو   پر ہمین سب سی سوا پہلی ہی نمبر نکلی

گلشن دہر مین ہر دلکو مزا کیا بخشتا
جو ثمر یہان میری آہون کی شجر پر نکلی

شور سوکر کی زبان شیرین کہان سی پائی
چہپے رستم کی طرح تم تو سخنور نکلے

آئینہ دیکہہ کی آپ اپنی پہ وہ مفتون ہی
ہوا معشوق خود عاشق یہہ نیا مضمون ہے

گردش چشم بتان سی ہی ملی کسکو نجات
مفت بدنام زمانہ مین نیا گردون ہی

کیف کو غین کا دکہلاتی ہی اوسکی گردش
نگہہ ناز پریوش ہی عجب میگون ہی

قد بجا سرو بجا ہی یہہ خیالی مضمون
نسبت اسطرح کی جیسے ناموزون ہی

یہان سی اب اوٹہہ چکی ہم تابہ قیامت قسمت
ہم ہین اور دشت ہی اور کوہ اور ہامون ہے

دل بی وحشت کہ ٹہرتی نہین دیتی ہی کہین
شورش آباد بلا خیز دل مجنون ہی

عجب دیکہا ہی لب سرخ صنم کو اسنی
دل میرا کیف تصور مین ہوا پر خون ہی

اک نظر دیکہا جسی وہ دل و جان دی بیٹہا
سحر ہی سامری کا یا کوئی اور افسون ہے

پان کہایا جسی آلودہ جو لب پر اوس نی
کسی عاشق کا ضرور آج ہوا شب خون ہی

ہی عجب رنگ کچہہ اسی خرابات کا اب
گردش چرخ سی دم دم پہ دگرگون ہی

مبتلا شور ہوا لیلی وشون پر جب سے
جوش وحشت ہی اوسی دن سے سر اوہ مجنون سے

صورت کسیکی تیری نظر سی جہان گری
بی شک جہانکی دلسی گری ہی گمان گری

کس فخر سی ہمانی اوٹھا اوسکو رکھ لیا
منقار زاغ سی جو مری استخوان گری

بجلی تہی یا کہ شعلہ جان سوز یا شرر
کیا جانی میری آہ کدہر اور کہان گری

کیون خون حسرتونکا نہو دل ہی مین آہ
جب اوسکی دست ناز سی تیغ روان گری

تیر نگہ سے اوسکے وہ ہر دل بہنے
تجہہ پر نہ بجلی رشک کی آسمان گری

عشق حرام ہی جسمانی کی یہان
ہر ہر قدم پہ روشنی طور وہان گری

ہنسی دہان کی طبلہ عطار ہو گئے
اک بوند ہی پسینہ کی اوسکی جہان گری

اوٹہتی نہیں ہی ابتو اوٹہانی سی میری آہ
بی دم جو ناتوانی سی ہو ناتوان گری

پیر فلک نی دیکہا جو اوسکی مژہ کا تیر
قوس قزح کی ہاتہہ سی اوسکی کمان گری

جہومر کو اوسکی دیکہتی ہی کہا کی غش مہا
فرش زمین پہ چرخ سی تو کہکشان گری

میری نی شور سب کو کیا ہی ضعیف و زار

دل گر گیا ہی جسم گرا اور جان گر ہی

لذت یاد خدا کو جو بھلایا ہم نے
کچھ مزہ جینے کا ہی شور نہ پایا ہم نی

عمر بھر دل میں رہا وسوسہ عشق مجاز
جو حقیقت کا مزا تھا وہ گنوایا ہم نی

دیکھیے حشر میں کیا حال ہوا ہی آخر
سر پہ یہ بار گران بھانسی اوٹھایا ہم نی

سوچتے پہلے ہی گر ہوتی نہ مٹی برباد
خاک میں ہاتھ سی اپنی ہی ملایا ہم نی

جان و دل نام پہ اللہ کی قربان کیا
جس لئی آئی تھی وہ کر کی دکھایا ہم نی

دین و ایمان کا رکھتی تھی خزانہ جو کچھ
اوسکو سب نام خدا ہی پہ لٹایا ہم نی

اسقدر روئی گناہوں کی گرانباری سے
جو کہ ہنستے تھی اونہیں خوب رلایا ہم نی

سنکی یہ چرخ جفا کار بھی چکر میں پڑا
شور سے شور کا جب ورد سنایا ہم نی

غم میں اور غمکو ہم کھاتی رہے
زندگی کا یہ مزا پاتی رہے

کچھ نہ گردون کی خطائی بخت کی
عمر بھر اپنا کیا پاتی رہے

ایکدن پایا نہ چین اس دہر میں
اپنی اعمالوں سی پچھتاتی رہے

بحر عصیان کس قدر سر پر چڑہا
اسمین غوطی رات دن کھاتی رہی

قافلہ یارون کا آگی چل دیا
لیک ہم وامانده چلاتی رہے

یہہ کسی سی بہی نہ عقدہ کہل سکا
آہ تہی کیون اور کہان جاتی رہے

وہ ہی پایا جو کہ تہا تقدیر مین
راگ مطلب کی سبہی گاتی رہے

ایک کا کہنا نہ مانا دل نی ہائی
جان دی گو لاکہہ سمجہاتی رہی

آگی میری نعش پر اوسنی کہا
جان دی گو لاکہہ سمجہاتی رہی

ساتہہ کوئی بہی چلا تیرے نہ شور
گور مین رکہنے سے سب جاتی رہے

شب وہ مست شراب ناب رہی
ہم بہی حاضر لیے کباب رہی

شرم سے اوس تجلی رخ کے
چرخ پر مہ نہ آفتاب رہے

وصل مین پہر نکل چلے ارمان
مانع بوسہ گر حجاب رہے

ہوئی محشر مین جب گنہ کی شمار
سب سے میری ہی بی حساب رہی

وائی غفلت کہلی نہ اک دم آنکہہ
عمر بہر صرف کیف خواب رہے

قطعہ

زندگی کا قیام ایسا ہے
اب پر جس طرح حباب رہے

زلف سیدھی ہوگی عاشق سے
جب تلک اوسکا یہہ پیچ و تاب رہے

نہ ملی ایک دن نجات ثواب
عمر بہر بندہ عذاب رہے

حسرتیں دل کی خوب ہی نکلیں
جب تلک شہرۂ شباب رہے

پیری آتی ہی سب ہوی کافور
نہ وہ شاہد نہ عیش و خواب رہے

بزم شعرا میں ستھے غزل خوانی
شور کی شعر انتخاب رہے

کہوں کس سے خدایا اب مصیبت اپنی دل کی
ہوی مشکل کشائی سخت مشکل میری مشکل کی

سدا رکھتی ہیں اک ہاتھ گریبان پہ چپکر اپنا
جگر میں چٹکیان لیتی ہیں منقاریں عنادل کی

لگایا ہاتھ جس پر اوسنے پہر پانی نہیں مانگا
خدا قایم رکہی دایم یہہ جوہر تیغ قاتل کی

غضب حسرت ہی اوس راہ عدم کی جانیوالی پر
پڑی ہی فکر طی کرنیکی جسکو سخت منزل کی

نہ تاب آئی اسے تیر نگہ کی تجلی دیکھکر اونکو
حقیقت کہل گئی خورشید کی اور ماہ کامل کی

لگا کر ہاتھ سینہ ہی لگا رکھنا نہ ای قاتل
وگرنہ خون ہو جائیگی حسرت جان بسمل کی

ملا یا خاک مین ہمکو جلا کر سوز الفت نی
چلی سر سی قدم تک پیروی کی شمع محفل کی

عدا جاتی ہیں پر انہ ہر دن ہان کیا حال ہی ایدل
مگر یہان تو نہوٹی خراب اس جان بیدل کی

عجب تاثیر دیکہی عشق کی ای شور کہہ ہمنی
کہ پیری اس پہ چلتی ہی کسی عالم نہ عامل کی

چلو جیہو ہمین محفل سی اوٹہانی آئی
نقش پا آپ کی ہین کیا جو مٹانی آئی

کیا ہی اندہیر تیری عہد مین آ عہد شکن
چور مہندی کی میری دلکو چرانی آئی

سر کو رکہہ ہاتہہ پہ مقتل مین نہ جاؤن کیونکر
میرا اقبال مجہی خود وہ بلانی آئی

حسن و انداز و ادا ناز و کرشمہ غمزہ
ہاتہہ دہو کر یہہ میری جانکو کہانی آئی

بخت خفتہ میری تم بہی تو ذرا کروٹ لو
بعد مدت سر بالین وہ جگانی آئی

تیرہی نظرین بہی جو دیکہا تہا عدو کو مین نی
وہ خفا ہو کی مجہی آنکہہ دکہانی آئی

اشک حسرت دلخون گشتہ کی نکلی ہمراہ
آگ وہ آئی لگانی یہہ بجہانی آئی

لکہنی دیتی نہین خط کا ہی تیرے شور جواب
کیسے بیٹہی یہہ عدو اوسکو پڑہانی آئی

پیری میں خدا کی جستجو کی
جب کچھ نہ رہی تو آرزو کی

ہر بات میری وہ کاٹتا ہی
قینچی ہی زبان خوبرو کی

گلزار کا رنگ کچھ جما تھا
آفت پھر آئی اوس پہ لو کی

اب چاک جگر کی فکر کیا ہی
حاجت مجھے اسی نہیں رفو کی

گر اشک تھما نہ چشم تر کا
تو خیر نہیں ہی آبرو کی

کی دل سے خدا کی یاد جسنے
حاجت اوسے ہی نہیں وضو کی

ہر بات میں شر ہی اور شرارت
عادت یہی ہی جنگ جو کی

حال اپنا عبث ہی اوس سے کہنا
سنتا ہی نہیں ہی دکھیو کی

خاموش رہا تو سو سنا میں
بولا تو نہ مجھسے گفتگو کی

پھر شور کا شور مچ رہا ہے
آئی ہی صدا جو ہائے ہو کی

جیتے جی تک رہی ہر لحظ مصیبت کیسی
اون پہ جب مر چکی حال ہوئی راحت کیسی

اب وہ دل ہی نہیں پہلا سا وہ ہمت کیسی
وقت پیری کی جوانی کیسی طاقت کیسی

ایک جان جس پہ ہزاروں ہیں ہجوم افکار
شان قدرت ہی یہ قیامت میں ہے کثرت کیسی

آئینہ دیکھتے ہی اور ہی کچھ حال ہوا
اپنی صورت ہی سے کھو بیٹھے گئی حیرت کیسی

ذلت و خواری و رسوائی و جوش اندوہ
ان بری حالوں میں عاشق کی ہے عزت کیسی

یہ ہی اک باقی تھا انداز جفا و شوخی
ورنہ اونکو میری صورت سے ہو نفرت کیسی

یار ہو ساقی ہو اور صحن چمن ہو ہمدم
ہم ہی پھر پوچھو کہ یہ آج ہے صحبت کیسی

کسکے دیدار کا مشتاق تھا میں زیر زمین
ہے نشان ہو کی کھلی پھر میرے تربت کیسی

شور کہتے تھے ہمیں شور وہ کہاتی ہیں آنکھ
غمزہ و ناز و ستم کی ہے حکومت کیسی

کیا کہوں تھی شب اندوہ میں حالت کیسی
ایک ایک سانس پہ تھیں لاکھوں مصیبت کیسی

کل تو مانگیں تھی میری جو تکی وہ قسمیں دعا
آج فرماتی ہیں ہے شور طبیعت کیسی

رات جاگی ہو کہاں آئینہ دیکھو تو ذرا
جاگنے والی کی ہو جاتی ہے صورت کیسی

ہم تیری کوچہ میں رہنے کی ہیں مشتاق فرات
خلد کہتی ہیں کسی اور ہے جنت کیسی

خوش خرامی سے تیری روز بپا ہے محشر
حشر کہتی ہیں کسی اور قیامت کیسی

مجھکو دیکھا نہ کبھی سیدھے نظر سے اوسنے
نگہہ لطف کہان عین عنایت کیسی

جانکی جاتی ہین گو دم کا ہی عرصہ باقی
پر وہ ہی شوق وہ ہی دل مین ہی ہمت کیسی

وقت مرگ آگے ہو تم جانیکی جلدی کیا ہی
ہمی رخصت تو کرو اپنی رخصت کیسی

دیکھہ پاتی ہین کہین شوق پریروش جو شریر
یہان ہی آتی ہی طبیعت پہ شرارت کیسی

دیکھکر اون کو ملی دلکو مسرت کیسی
جان بخشیدہ کو حاصل ہوئی راحت کیسی

صدقہ گمگشتگی شوق کی آزاد بیٹھے
غم کو ہین سی حاصل ہوئی فرصت کیسی

دیکھے ہین اور تیری شوخی کے کرشمے لاکھون
جلوہ افروز ہی وحدت مین یہہ کثرت کیسی

یہہ دیکھنے سی ہی اونہین اب نفرت مجھسے
رنگ لائی ہی ترقی کا نزاکت کیسی

ہم سی پوچھی کوئی دل دیتی ہین عزت کیا مجھسے
جتنے رسوا ہی کیا اور ہی ذلت کیسی

مین تو مین عشق کی ہی نام سی گھبراتی ہین
ہائی تقدیر سے ہوئی یار کو نفرت کیسی

جب مین کہتا ہون کہ مجھسے تم ہی ہو گئی عاشق
ہنسکے فرماتی ہین دل پکی حکومت کیسی

دلکو جانسی ہی میرا اور جانکو ہی دلسی نفرت
کون ہمدم ہے اور احباب کی صحبت کیسی

جان بلب ہون مجھی فرمای رخصت پہلی — کیجئی جلدی ہی کہان جاتی رخصت کیسی

شور افسردہ سی ہو چہرہ کی حالت بدلی
شوق ہی کسکا سے ہی آج یہہ صورت کیسی

جیسا کچھہ ہجر مین گذری ہے وہ حال اچھا ہی — گر نہو وصل مقدر مین وصال اچھا ہی

جور صیاد سی اور شوق رہائی سی بچی — لطف کچھہ قید ہی مین ہی پر و بال اچھا ہی

ہمنے بازار تمنا کی کری سیر تمام — او سمین جنس صبر کی کچھہ اور نہ مال اچھا ہی

کثرت عیش و طرب مین نہ خدا یاد آیا — ہمسے پوچھی جو کوی اوس سے ملال اچھا ہی

گر تصور مین ترے عمر گذر جاے خدا — یہہ ہی خواب اچھا ہی اور یہہ ہی خیال اچھا ہے

کوی ہمدرد تو اتنا مجھسے کردی تحقیق — کچھہ میری نامہ اعمال کا حال اچھا ہی

جز تیری زرق اب مین مانگونگا کس سے رزق — کہنا اچھا ہی کسی سی نہ سوال اچھا ہی

ہمنے دیکھا جو دنیا کا نشیب و فراز — نہ کمال اچھا ہی اسکا نہ زوال اچھا ہی

دیکھکر کہتے ہین حوران بہشتی اوس سی — سچ یہہ ہی ہمسی تیرا حسن و جمال اچھا ہے

مر تو ہم جائینگے انصاف سی اتنا بتلا — تیرا وصل اچھا ہی یا میرا وصال اچھا ہے

جب تلک جیتے ہین پھرتے ہی رہینگے اوسیر
موت اسسال جو آجاے تو سال اچھا ہے

یا خدا مونہ نہ دیکھا نا کبھی اوسکا مجکو
ناصح پاس کہی جسکی وہ حال اچھا ہی

دل کے دو ٹکڑے ہی ہوے سنگ لوٹنے ملکر
نہ خریدار رہی اب اسکا نہ مال اچھا ہے

باغ عالم مین ہر اک رنگ اشجار مین شور
جسکا شیرین ہو ثمر وہ ہی نہال اچھا ہی

سانپ کا زہر وہ گیسو مین اوگلنے کیلیے
آہوی چشم دل و جان کو ہین چھلنے کیلیے

دل مضطر نے نیا اپنا نکالا انداز
خون ہوا اشک مین آتا ہی مچلنے کیلیے

باغ عالم مین ہمین اک شجر خشک ہی
ورنہ سب آتے یہان پہولنے پہلنے کیلیے

حسرت و یاس نے گھیرا ہی ہر اک سمت سے آگے
دل کی ارمانکو نہین راہ نکلنے کیلیے

پانو تک تیرے پہونچتی نہین جو ماہ لقا
کف افسوس وہ ہاتہ ہین ملنی کیلیے

کشش عشق مین باری اثر اتنا تو ہو
اب وہ آمادہ ہین گھر سے میرے چلنے کیلیے

قہر کی عادی ہو تم مہر کی ہم بندہ ہین
خصلتین دو نہین آئینہ نہ ٹلنی کیلیے

اسکی نیرنگ کی ناحق ہی شکایت ہمدم
چرخ پیدا ہی ہوا رنگ بدلنی کیلیے

ہی شورش یہی گرمی ہی اگر نالون کی
صورت سوم ہی فولاد پگھلنے کیلیے

وصل کی وعدون سے مین ہو گیا اپنا تو وبال
فرصت اک دم نہ ملی جانکو سنبھلنے کیلیے

اشک باقی نہین آنکھون مین نظر آتی ہین
دل لہو ہو کی ہی تیار نکلنے کیلیے

نالہ و آہ بغیر اپنی گذر نی کی نہین
شغل کچھ چاہی ہی دلکی بہلنے کیلیے

لی ہوا اب تو کلیجہ تیرا ظالم ٹھنڈا
آگئی جان مری لب پہ نکلنے کیلیے

سوزش جان و تپ دل سی مین کیا خاک بچون
دو لو آتش ہہ غضب ہین مری جلنے کیلیے

خاک ٹھیریگا کوئی دہر خرابات مین شور
جتنے آئی ہین سبھی بیٹھی ہین چلنے کیلیے

ہم جائین جس جگہہ ہین وہان خضر کیا چلی
ہان یہ کہو کہ ساتھہ ہمارے چلا چلے

بیٹھی تو چپ اور اوٹھی تو پھر غل مچا چلی
اپنی ہوا مین مجکو ہوا ہی بتا چلے

کوئی ہی بیکسی مین جب اپنی نہین ہے ساتھہ
سایہ ہی میرا مجھسے خدا بس جدا چلے

اس چال مین ہی کوئی تو ہی چال بالیقین
وہ جس زمین پر چلی بی نقش پا چلے

مری کی بعد بھی نہ مٹی کاوش شوق دید
کشتہ تیرا اوٹھا کی کفن دیکھتا چلے

دیوان چہارم از حضرت شور مرحوم بتاریخ ... ماہ ... ۱۲۹۸ھ [illegible]

شرمندہ سخت جانی سی اپنی ہوا ہون مین
افسوس رک رک کی اسطرح خنجر ترا چلے

دل اور جگر تو سوزش پنہان سی جل چکی
ممکن نہین ہا ہی تپہ ہی ذرا سے چلے

ایسا ہی سخت جان کوئی عاشق نہوئیگا
بالین پہ جسکے آکی پھر اولٹی قضا چلے

بالین پہ میرے آکی طبیبون نی کہدیا
اکسیر اگر چلے ہی تو حکم خدا سے چلے

جب تک جیئی تو نام کدورت سی تہی نفور
ہو خاک بہی صفائی سی اہل صفا چلے

دل لیگیا چرا کی میرا شور ایک شوخ
ناچار ہو رہا ہون کہ زور اوسپہ کیا چلے

ایک ایک قدم پہ سنکڑون ٹہوکر ہی کہا چلی
ہم رہ نورد عشق چلی ہی تو کیا چلی

اونکی سی گر کہین تو کچہہ اپنی ذرا چلے
سیج کی یہان نہ قدر ہو دان ہو تو کیا چلی

بیٹہے تو چپکے اوٹہی تو وہ غل مچا چلے
پوچہا نہ ڈر کی ہم نی بہی کیا آئی کیا چلے

سایہ سی بہی تو اپنی گریزان ہین اسقدر
محرم مگر کی اوس سے کہتے ہین ہمسے جدا چلے

موسی کیطرح تجکو بہی جلوہ دکہا مین وہ
ساتہہ اپنی خضر اوسکی جو ڈرکی چلا چلے

جسطرح ہو سکا کیا اس عمر کو بسر
وقت قضا جب آئی تو زور اوسپہ کیا چلی

آنکهین ہین یان تیرے کشتہ کی مرکر کهلی ہوئین
شاید کہ تو ہو ساتهہ تجهی دیکهتا چلے

مردے کہین جلائی ہین عمر دی ہوام
شان مسیح و خضر کو تم تو دکها چلے

گل کا سا چہرہ سرو سی قد کو دکها کی تم
قمری و عندلیب کو باہم لڑا چلے

پی آئی ہم تو مرگئی بس تیرے عشق مین
اب کیا رہا ہی اسمین جو جیون چرا چلے

ہین پاک تیری کشتی و بادی اوہنین ہین
پہلے ہی آب تیغ سی تیری نہا چلے

تهین حسن اور عشق مین مدت سے رنجشین
تهتا اک نظر مین دونو کا قصہ چکا چلے

اب کیا رہا ہی تجهسے جو ہم ای صبا کرین
ہم خاک اپنی ہاتهہ سی اپنی اوڑا چلے

مجهکو قریب مرگ جو دیکها تو یہہ کہا
بچنی کا یہہ نہین ہی اس پر دوا چلے

وہ کیف ہم دکہائین کہ مست الست ہو
گر میکدہ کو شور ذرا تو چلا چلے

دعائین مانگتا ہون دلربا کی آنیکی
تو یہ چاہتا ہون اوسکی جا کی آنیکی

قدم قدم پہ ابهی ہی حشر کا عالم
خبر ہی آگئی کو کیف ادا کی آنیکی

ابهی تو مانگ تیری دلکو مانگتی تهی میرے
ستائی زلف نے اور اک بلا کی آنیکی

ستم یہ تازہ دم واپسیں ہوا مجھ پر
کہ روک ٹوک میری ہی قضا کی آنیکی

نہیں ملے زخم جگر پر میری نمک سی کم
پڑی ہی خو اونہیں کیا مسکرا کی آنیکی

ابھی تو خاک ٹھکانی نہیں لگی ہی میری
خبر اوڑی ہی وہاں پھر صبا کی آنیکی

شب وصال ہی لپٹو گلہ سی دل کھولو
پھر ایسی نیک گھڑی ہی خدا کی آنیکی

ہوا ہی وصل کا وعدہ پھر اب قیامت پر
نوید تازہ ہی روز جزا کی آنی کی

ابھی تو کھیل ہیں انکو خبر نہیں اپنی
مگر قریب ہی ساعت حیا کی آنی کی

بچاؤ دل کو کسطرح ہوئیگا شبخون
سنی ہی رات کو دزد حنا کی آنی کی

خوشی کی دن نہ رہی تو رہینگی کب غم کے
نہیں ہی شور یہ فضل خدا کی آنی کی

آئی خزاں بہار کی کیا دن گذر گئے
دل لیکی صاف مونہہ پہ وہ میرے مکر گئے

صیاد کی ستم کا گلہ ہائی کیا کریں
ہم خاک ہو کی پہونچی ہیں در تک تیری صنم

ہم مرتی مرتی دونوہی سی بیخبر گئے
اب ہاتھ دھو کی جا لگی پیچھے ہی پڑ گئے

چھوڑا جو ذبح کرکی ہی تو بسر کر گئے
اتنا نہ پوچھا پھر کہ ہم آئی کدھر گئے

جہپچی ہی پڑگئی یہ ہیر سے جا لگی مو بمو
دم کوئی دم کا مہمان ہی اسے ہمدہون فقط
جیتے فراق مین جو رہی ہی تو کیا ہی
آنا تمہارا مہر تو جانا ہی قہر تہا

چوٹی کی بال جب سی تیر تا کمر گئے
ہم شام کو جہانسے گئی یا سحر گئے
سُن لینا ایک روز کہ بی آئی مر گئے
گر شام کو ہنسا یا رولاتی سحر گئے

پس ماندون کو سپرد خدا کی کیا ہی شور
اپنا نباہ جیسے ہوا ہم تو کر گئے

خوشی کا مزہ اور غم رہی رہی نہ رہی
کبھی بہار کی آمد کبھی خزان کی ہی رفت
زمین پہ جب سے قدم آیا تہا الم کا
کرو نہ حسن دو روزہ پہ ناز تم ہرگز
تم اپنی جور و جفا سی ذرا تو باز آ کو
چمن میں آ کی دکہاؤ تو روی تابان کو
ذرا تو کسلئے ہوا اس بلا کی پیچ سی تم

یہ چال چرخ کی ہر دم رہی رہی نہ رہی
ہمیشہ ایک سا موسم رہی رہی نہ رہی
اسی خیال مین گذری کہ دم رہی رہی نہ رہی
یقین ہی اسکا یہ عالم رہی رہی نہ رہی
ستم کی عمر نہیں کم رہی رہی نہ رہی
گلون پہ پہر کہین شبنم رہی رہی نہ رہی
ہمیشہ زلف کا ہی خم رہی رہی نہ رہی

رہی گی خوی ستم گریہ ہی قیامت تک
بلا سی آ گئی پہر ہم رہی رہی نہ رہی

رہی نہ قدر سخن شور اس زمانہ مین
پہر آ گئی اس سی بہت کم رہی رہی نہ رہی

حسن کو دو سکی جب بہلا کہیے
عشق کو پہر نہ کچھہ بُرا کہیے

باوفا یا کہ بی وفا کہیے
سب بُرو لتی مجہی بُرا کہیے

تجکو جیسا بُرا سمجہتے ہو
تمکو گر مین کہون تو کیا کہیے

کون کسکا ہی اس زمانہ مین
آشنا کو نا آشنا کہیے

جنبش لب سی جیتی ہین مردے
مرنی والون کو خضر کیا کہیے

آئینہ دیکھہ کر وہ کہتی ہین
دونو کو کیسے ایک سا کہیے

قتل کرکی مجہی وہ یون بولی
یہہ ہماری ہی سب خطا کہیے

ای بتو کفر چہوڑ دو اب تم
ہی یہہ بہتر خدا خدا کہیے

جو میری دل مین ہی وہ کہہ دونگا
پہر نہ کہنا کہ مدعا کہیے

نہین پیتے ہین بی وضو ہم مے
زاہد و ہم کو پارسا کہیے

درد دل لین ہی رہی بہتر
اسکو ہرگز نہ جابجا کہیے

دشمنی دوستی مین کرتی ہو
اسکی بدلی مین تمکو کیا کہیے

کر لی دعوی خدائیکا کچھ دن
اسپہ کیا بات تجہی خدا کہیے

لب کی آگی تو لعل ہیچ ہی
اس سی ہی کچھ اوسی سوا کہیے

شور کو داغ نی ہی مان لیا
طرز کو اوسکے مرحبا کہیے

اب تو ذکر وصل پر وہ چپ ذرا ہونی لگی
رفتہ رفتہ عقدہ مطلب بہی وا ہونی لگی

زندگی جب تک ہی ہو اوسکا ہمارا آسرا
وہ نہ دن دیکھین خدا جب دم جدا ہونی لگی

آسمان تیری ستمگری کی ہین یہ شعبدے
غیر سی پھر اونکی پیمان وفا ہونی لگی

سر سی پا تک اوسکی جلوی مین ہے عالم نور کا
پھر نہ کیون ہر جن و انس اوس پر فدا ہونی لگی

نامہ وا افشا لگی جدہی کوی آہ نفس
رات دن کی شور سی بس نارسا ہونی لگی

دام سی خط کی تو نکلا ہی یہ دل میرا
پھر نہ گیسوین گرفتار بلا ہونی لگی

مین ہی ہی جس سی وہ جور و جفا کرتا نہین
آشنا ونہی وہ خود نا آشنا ہونی لگی

دیکھیے کیا پوچھا جای ہمسی کیا نکلی جواب
حشر مین جب نامۂ اعمال وا ہونی لگی

اب تو یہہ آہ رسا بام فلک پر چڑہ گئی
آگئی آگئی دیکھیے پہر اس سے کیا ہونی لگی

ہی میری توبہ اگر مین نام بہی یون بخیر کا
تم تو سید ہی یا پر تہمت بری سوا ہونی لگی

لطف کیا کیا پہر سخن کا ہی عدم دیکہنا
شور کا اور داغ کا جب سامنا ہونی لگی

اونکو صحبت سے عدو کی جبکہ فرصت ہو چکی
تو ہماری ہی بس ایکدو دن مین رخصت ہو چکی

تیری رخ کی آگی جب سے پہر نہ خورشید و قمر
پہر ملک کی جرأت اور انسا کی طاقت ہو چکی

داد چاہا تیری ستم کی وان ملی ہمکو یہ حیف
ایسی جلدی کیا قیامت کی عدالت ہو چکی

گر رہی گی جانکنی کی شکل یہ ہی رات دن
پہر تو جینے کی ہماری ہا صورت ہو چکی

رنج ہو دس پانچ دن کا تو اسی سہہ لے کوی
عمر جب اسمین کٹی تو ہمکو راحت ہو چکی

ہمسے رندونسی بہلا یہ شیخ و زاہد کیا ملین
آب و آتش کی بہم دنیا مین ملت ہو چکی

شرم اونکی جب عدو سے ایکدم خالی نہین
تو ہماری اور اونکی گرم صحبت ہو چکی

ایسی آنی سی نہ آنا آپ کا بہتر ہی تہا
آی اودہر جب میری جان تن سے رخصت ہو چکی

کیوں خفا ہوتی ہو صاحب کیا تقصیر کی — آؤ من جاؤ نہ پھر بگڑو شرارت ہو چکی

ہاتھ جوڑی پاؤں پکڑی ہیں کئیں بار بار — کیا ملی جب اسقدر منت سماجت ہو چکی

گر عدو کی یہ ہی آمد شد رہی واں آئے دن

پھر تو اپنی شور کی صاحب سلامت ہو چکی

نظر کی پھانس تیر کسطرح پر دل سے نکلی گی — اگر نکلی تو منہ تک اپنی وہ مشکل سے نکلے گی

ٹھکانا اوسکا پھر ارض و سما میں ہے کہاں ہوگا — میرے دل کی تمنا جب تیری محفل سے نکلے گی

میری سر پر ہزاروں وار اپنی تیغ کی کر لو — مگر حسرت نہ پھر بھی سینۂ بسمل سے نکلے گی

تمہاری جلوۂ رخ سے وہ داغی ہو گیا جل کر — یہ رنجش ماہ کامل کی نہ ہر گز دل سے نکلے گی

اگرچہ خاک بھی برباد الفت میں ہوئی اپنی — کدورت پر قیامت تک نہ اوسکی دل سے نکلے گی

ہمیں تو جب بار عصیاں سے ہی چلنا تا عدم مشکل — نجات کیسے پہونچیں گے کہیں منزل سے نکلی گی

ہزاروں حسرتوں نکلی خوشی سے نعش اپنی ہو ہمارے — کہوں کسطرح سے پھر کوچۂ قاتل سے نکلی گی

کیا گر قتل کیا غم ہے یہ حسرتوں ہو ہو کر — تیری دامن پہ بیٹھی گی جو سیر دل سے نکلی گی

پڑی ہے زلف کی ویسی گرہ جو میرے جانب — وبال جان ہو کر وہ بہت مشکل سے نکلی گی

ادای عاشقی گر پوچھنے ہی شور سی پوچھو
کہ یہہ عامل سی نکلی نی کسی کامل سی نکلی

آپکا انتظار کون کری
جبر کو اختیار کون کری

مست روز ازل ہی سی ہم ہین
پہر ہمین ہوشیار کون کری

ایک تسبیح اور سودا ئی
ان کی زاہد شمار کون کری

جان کا جو ہو پہر ملا دشمن
دل کو اوس پر نثار کون کرے

وعدہ وصل حشر پر ٹہرا
جب تلک انتظار کون کری

ایک سنتی نہین کسی کی وہ
شکوہ پہر بار بار کون کری

روز وعدہ وعید ہی اونکا
اوسکا پہر اعتبار کون کری

تیر مژگان ہی اور تغافل نگاہ
دیکہون میر اشکار کون کری

شور کے وہ سوال پر بوسے
اسکو امیدوار کون کرے

آتی ہی کسی پر تو طبیعت نہین جاتی
بی جان لئی جان لو الفت نہین جاتی

اوس کاکل مشکین کی ظلمت نہین جاتی
جو قدرتی رنگت ہی وہ رنگت نہین جاتی

لیجاتی ہی ہمراہ ہر اک حسرت و ارمان
قالب سی کوئی روح بہ فرحت نہین جاتی

دیکھی ہی نئی طرز کا اک روز تماشا
کوچے مین ترے آکی قیامت نہین جاتی

آئی مین تو کیا کیا اونہین حجت تہی شب وصل
جب آگئے تو پہر شرم کی عادت نہین جاتی

ہر روز الگ کرتا ہون اس کالی بلا کو
دم بہر کو یہہ گہر سی شب فرقت نہین جاتی

ہر چند رہا کرتا ہون دن رات مین ہشیار
پر آنکہون کی پردہ سی یہہ غفلت نہین جاتی

ہم ہو گئی خاک بہی برباد ہوئی ہائی
اور پہر بہی تیری دلسی کدورت نہین جاتی

اک اور غزل ایسی کہو شور ذرا تم
آئی ہوئی یہہ طبع کی جودت نہین جاتی

گر تمسے جفا کاری کی خصلت نہین جاتی
ہمسے بہی وفاداری کی عادت نہین جاتی

ہی وقت پسین جان بہی جانیکو ہی تیار
ساتہہ اوسکی مگر دلکی یہہ حسرت نہین جاتی

اب تک یہہ ہی فرہاد کی مرقد سی صدا ہی
شیرین کی تہہ خاک بہی الفت نہین جاتی

اللہ کو انسان کبہی وقت نہ بہولی
غافل کبہی بندہ کی ریاضت نہین جاتی

جس شکل سے جس رنگ سے دیکھا اوسے ایک روز — وہ آنکھوں سے باہر میری صورت نہیں جاتی

ہر تنکے قریب آئے ہیں الفت میں کسیکی — پر اب بھی مصیبت کی یہ حالت نہیں جاتی

آئینہ میں ہم شکل جو وہ دیکھیں ہیں اپنا — ہر لحظہ سوا ہوتی ہے حیرت نہیں جاتی

رہتا ہے جو دور اب سے گلرنگ سے زاہد — پاس اوسکی وہ خود صاحب عزت نہیں جاتی

دہلی کے ہیں گر داغ تو میرٹھ کے ہیں ہم شور — ان دونو سخن گویوں کی شہرت نہیں جاتی

اونہیں طرز عتاب آنے آئی — میری خط کا جواب آئی نہ آئی

تمہاری فتنہ کو اپنی فتنہ گر دیکھہ — قیامت اب شتاب آئی نہ آئی

اونہیں تو اپنی آب و تاب سے کام — دل مضطر کو تاب آئی نہ آئی

شب فرقت بلا سے تیر مجھکو — کبھی تا صبح خواب آئی نہ آئی

کسیکی چشم میگون سے ہیں ہم مست — یہان جام شراب آئی نہ آئی

جواب معصیت تقدیر نا کام — مجھے روز حساب آئی نہ آئی

کہینگے ہم عدو کو بی نقط کی — اونہیں پہر بھی حجاب آئی نہ آئی

گذر تک ہمراہ می کی لخت دل ہی — سوا اسکی کہ باب آئی نہ آئی
رہا دل پاس اوسکی اتنی ہمدم — وہ پہر خانہ خراب آئی نہ آئی

سبق روی کتابی کا پڑہو شور
میں پہر کتاب آئی نہ آئی

یہہ غل شور ریل کہان ہو رہا ہی — کہ کیا کیا امتحان ہو رہا ہی
وہ مجہسی اودہر بدگمان ہو رہا ہی — عدو کا اودہر امتحان ہو رہا ہی
چہپایا جسی عمر بہر کی کوشش — وہ راز نہان اب بیان ہو رہا ہی
زمین پر قدم رکہنی دیتا نہیں ہی — عدو اسقدر آسمان ہو رہا ہی
تمہاری جفاؤنکا محشر میں غل ہی — یہان تہا نہ ایسا جو وہان ہو رہا ہی
صبا کا ہی ہوتا نہیں وہان گذر اب — ہوا خواہ یہہ پاسبان ہو رہا ہی
لئی جاتی ہین سر کو ہاتہو پہ رکہکر — سنا ہی وہان امتحان ہو رہا ہی
تمہاری جفا اور وفا کا ہماری — یہان کچہہ جو چرچا وہان ہو رہا ہی
خبر انکی جب سنکی پژمردہ دل اب — گل و بلبل بوستان ہو رہا ہی

[illegible]

سیر بجا تھی کیا حقیقت سی ہی
وہ اب شوخ جانجہان ہو رہا ہے

کسیکا کوئی دل چرا لیگیا ہی
تیرا اسکا شور و فغان ہو رہا ہی

اوجاڑیگا صیاد اسکو ہی بیشک
گران یہہ میرا آشیان ہو رہا ہی

یہان تک مین ہون محو حال فراق اب
عدو سی مفصل بیان ہو رہا ہی

کہان ہی بہار اور کہان اوسکی چرچے
غضب شور و روز خزان ہو رہا ہی

گئی بزم مین اوسکی داغ اور شور آج
وہان دو لیو کا امتحان ہو رہا ہی

گر نہ صورت تیری حسین بنتے
چاند پہ کیون قمر و والیسین بنتی

مدعا تہا میری نگار بنی کا
ورنہ کیون زلف عنبرین بنتی

ظلم سی کب یہہ چرخ باز آتا
گر یہان دوسری زمین بنتی

چاند کیون ہو نہ چہپاتا رخ سی تیرے
اوسکی اچہی اگر جبین بنتے

عاقبت مین بنی گی ایک خاک
اوس سی گر بنتی تو یہین بنتے

جو بیٹہیکو نگار دی دم مین
اوس سے کسطرح ہمنشین بنتے

کیون جہان پل مین ہوتا زیر وزبر
گر نہ چشم اوسکی شرمگین بنتے

مین کسیکو نہ لاتا خاطر مین
گر میری تیری ناز نہین بنتے

قطعہ

مین نی پوچھا سبب کیا تم سے
جب سی بگڑی ہی پہر نہین بنتی

بولی ہنسی نہین سُنی صاحب
بات بگڑی کبہی کہین بنتے

کیا برا وقت اگیا اب شور
بہاے کی بہای سے نہین بنتی

شان خدا ہی ملتی ہو سردم رقیب سی
قدرت کا یہ کرشمہ ہی اپنی نصیب سی

ہان وہ ہی ایک نام کو شیدای گل تو ہی
نسبت وگرنہ میری کہان عندلیب سی

مین کیا کہون کہ حشر کا ہنگامہ تہا بپا
رات آئی خواب مین وہ ادا عجیب سی

ساری ہین اپنی حضرت دل کی شرارتین
ظاہر مین گو یہ سیدہے ہین سادے غریب سی

جب نام عشق ورد زبان ہو گیا مدام
پہر مدعای کیا ہی قرار و شکیب سے

کس طرح چلونگا ابہی دور ہی مراد
شعلے ہزار دن اوٹہتی ہین دلکی قریب سی

یہ جوش اور یہ شوق یہ وحشت یہ اضطراب
تجہہ مین کہان ہین پوچہی کوئی عندلیب سے

ممکن نہی ہی ہماری کوئی صورت علاج
ای ہمدمو قرار تو یہہ پوچھو طبیب سی

عالم کو تختہ مشق جفا و ستم کیا
حاصل یہی ہوا تمہین ایسی ادیب سی

رغبت نہین ہی عکس سے بھی آپ آجکل
رکہتی ہین ور آئینہ بھی قریب سی

ای ہمنفس خدا کی لئی کہہ سنا تو دو
تسکین دل کی ہوتی ہی ذکر حبیب سی

جو میری ساتہہ اوسنی کیا وہ بہی پائیگا
بدلا ضرور لیگا خدا ہی رقیب سے

یہہ بدگمان ہوئین کسی گلرو کی عشق مین
لڑتا ہون روز باغ مین عندلیب سی

چہرہ کا رنگ دل کی طپش کسطرح چھپی
اخفای راز ہوتا نہین ہی طبیب سی

صحت کسطرح نہین ہوتی ہی شور کو
تدبیر کوئی پوچھی خدارا طبیب سی

اب میرا ایک ایک زخم دل تباہ ناسور سے
اور اب ہر زخم کی فریاد رشک صور ہی

غیر سی آنکہین لڑین اور مجھسی رہتا ہی حجاب
اس ادا سی مدعا کیا اور کیا منظور ہی

عمر بہر گردش مین گذری پر نپایا کچھ سراغ
منزل مقصود اپنی ہائی قسمت دور ہی

بو ترا سیر قع اوٹھا دیجی دکہا دیجی جمال
آپکی چمک تجلی میرا سینہ طور ہے

جس ادا کی دیکھتا ہون ہی نرالی ہی ادا
وہ ستمگر ہی فرشتہ یا پری یا حور ہی

کسکی رخسار مصفا کا تصور آگیا
جسطرف سے دیکھتا ہو دل سراپا نور ہی

مجھسے کیا آینہ سی ہی اوسکو نفرت ہوگئی
شان اوسکی خود نمائی کی غضب مغرور ہی

دیر کیا ہی تم ہی ہو معشوق مرضی آپکی
ظلم کرنیکا ہمیشہ سی اگر دستور ہی

کیا سوا میری کسیکا خواب مین آیا خیال
کیون نگاہ ناز تیری اسقدر مخمور ہی

کیا کھون کس سے کھون اک سخت حیرانی مین ہون
ولین لاکھون ولولی ہین پر زبان معذور ہی

بی تیرا وسکی وبال جان ہوئی ہی زندگی
مبتلا زلف پریشان کا تیرا رنجور ہی

انتظار جلوہ دیدار مین کب تک مرون
دم نکلتا ہی یہان اور اونکو نا منظور ہی

شور صاحب تو کسیکی چشم میگون کا ہی مست
تیرا ہر لفظ سخن ایک کیف سی معمور ہی

جب سی مشق خرام ہوتی ہی
آفت اک صبح و شام ہوتی ہی

آرزو میری اور اونکی کشش
دیکھنی کب تمام ہوتی ہی

پہلی دل دینی مین ضیوح ہوا
جانکی اب رک تمام ہوتی ہی

دیکھکر ابر اور ساقی کو
پہر بہی توبہ حرام ہوتی ہی

پختہ مغزون سی جو نہین ملتی
وہ طبیعت ہی خام ہوتی ہی

زلف و رخ کا ہی ورد مجکو مدام
یون میری صبح و شام ہوتی ہی

دل پہ لکہتا ہون روز نام صنم
مشق اسکی مدام ہوتی ہی

آرزو کو میری نہ کیون ہو ناز
اون سی کب ہمکلام ہوتی ہی

قطعہ

برہمن سی تو ایک مدت سی
کب میری رام رام ہوتی ہی

ہان مگر میکدہ مین شیخ سی تو
یاد اللہ دوام ہوتی ہے

شور ہی کیا ہی شایق شہرت
سب کو امید نام ہوتی ہے

مرض ٹہری یہ حالت وہ نہین ہی
جو بچ جاؤن یہ نوبت وہ نہین ہی

وہی تم ہو وہی ہم ہین مگر یار
میری جانب طبیعت وہ نہین ہی

گلی کوچی جنت ہین ہمکو
پہری تجہسی یہ منت وہ نہین ہی

ذرا سی بات پر تم ہمسی بگڑین
تمہاری سی یہ عادت وہ نہین ہی

ٹھہری دی کسی جا ایک دم کو | دل وحشی کی وحشت وہ نہیں ہے

دوا ہو یاد نا ہو کچھ موثر | ہماری بس یہ حالت وہ نہیں ہے

ملی مانگی سے ہے بوسہ جو ہم کو | ہماری یار قسمت وہ نہیں ہے

تمہاری سرو قامت سے ہو بڑھکر | جو آتی ہے قیامت وہ نہیں ہے

قسم کہاتا ہوں میں سر کی تمہارے | تمہیں مجھسے محبت وہ نہیں ہے

نہ وہ ہے جشن جمشیدی نہ وہ لوگ | لگی دل کیا یہ صحبت وہ نہیں ہے

تجاہل سے میری مرقد پہ بولی | جو ہم سمجھے تھے تربت وہ نہیں ہے

جو دیکہا غور سے جنت کا نقشہ | تیری گھر کی سی صورت وہ نہیں ہے

شب فرقت میں جو پایا مزہ شور
سوا اب وصلت میں لذت وہ نہیں ہے

عشق کی آثار جب صورت سے ظاہر ہو گئی | پھر تو وہ مجھسے بہت رنجیدہ خاطر ہو گئی

بچپن سے پہلی خدا کو دیکھی قصہ لمبی کیا | واہ دو دن ہی نہ گذرے تھے خفا پھر ہو گئی

سامنی اوس تیغ ہجران کی نہ ٹھہرا ایک بھی | آئی تھی جو سر کو دینی ساری تیر پھر ہو گئی

عشق کی پہندی سی جانبر کوئی دیکھا نہیں
مدتون تڑپہا کئی آخر کو آخر ہو گئے

داد خواہ ہونگا جو محشر مین نظر آیا ہجوم
بن بنا کر سب سی پہلی خود وہ حاضر ہو گئی

تیغ و خنجر سی تمہاری جان تہی کسکو ہنوز
سخت جانیکی سبب ہم ہی قاصر ہو گئی

آگی سب دور و زر کو دینا مین بچا ہی بہت
بی ثباتی دیکہکر رخصت مسافر ہو گئی

پہلی تو دل لیلیا پہر یکبہ نظر کو پہیر کر
پہیر جان لینیکو غیر نکلی وہ مخبر ہو گئی

شور تو نی راز دل اپنا چھپایا تو بہت
پہر تیری صورت سی سب لوگ اوس سے ظاہر ہو گئی

ایک ٹھوکر کی ایک پائی ہی
جان دی آبرو بچائی ہی

بات ویسین پہلی اک آئی ہی
گر کھون اوسکو تو برائی ہی

مجھہ مین تو سر بسر برائی ہی
آپ مین جان کیا بہلائی ہی

تیغ اوسکی پڑیگی جسکی گلی
ایک ہی ہاتھہ مین صفائی ہی

زلف کہتی ہی رام تک میری
ہر کسی کی نہین رسائی ہی

اوسکی کچھلی کہتی ہی بہ پڑین
جو قدم کبھی اوسکی آئی ہی

کیا خدائی ہین تیری بار خدا
میرا حصہ غم جدائی ہی

شکوہ غیر پر کبہی اوس نی
ہم ہی بیچی قسم نہ کہائی ہی

ہاتہہ پہ رکھہ کی سر کو لایا ہون
تیری قاتل یہہ مونہہ دکہائی ہی

بات جب دل مین ہی تو آئی ہی
مونہہ سے نکلی ہوئی پرائی ہی

عمر بہر اوس سے ہم جدا ہی رہی
یہہ خدا کی عجب خدائی ہی

ہر کسی سے بگڑتا ہے وہ شوخ
شور کی اوس سی پہر بن آئی ہی

سیکڑہ مین ہمہ ہو ستا نہ ایسا چاہیے
شور و غل جسکا مچی روزانہ ایسا چاہیے

کام وحشت سی رہا ہو جسکو اپنی عمر بہر
ڈہونڈتی پہرتی ہین ہم دیوانہ ایسا چاہیے

سنتی سنتی داستان ہیر اونہین نیند آگئی
بات کہتی ہین اسی افسانہ ایسا چاہیے

گیت دو تو ہی جہانکی ایک جو مین ملین
ہمکو ساقی بادہ و پیمانہ ایسا چاہیے

ہم ہون اور وحشت ہو اور کوئی نہ ہووی میرا
دلکو اپنی آجکل ویرانہ ایسا چاہیے

وہ ادا وہ ناز وہ کہلاوٹ ہمین عالم پسند
جسکا عالم ہوئی معشوقانہ ایسا چاہیے

[illegible] ایسا چاہیے

مین رگ جان کی بناؤن کنگھیان اوسکی لئی
زلف مشکین کو تمہاری شانہ ایسا چاہیی

رخ پہ برقع ڈال کر زاہد یہ آئی گاہ گاہ
پاس مسجد کی بس اک میخانہ ایسا چاہیی

دیکھکر موسی بہی غش ہو جائین او ہمنفس
چاہیی تو جلوہ جانانہ ایسا چاہیی

کچھہ نہ دیکھی اور جلی اندہا ہی ہوکر عشق مین
سچ تو یہ ہی شمع کو پروانہ ایسا چاہیی

دلکو رکہا قید مین اور جان لی مفت مین
اس وفا کی جرم مین جرمانہ ایسا چاہیی

دلپہ رکہی ہاتہہ جو کوئی تو جل جائی وہین
دلجلونکا گرم آتش خانہ ایسا چاہیی

دکہہ مین ہمدردی کری ہو صدق دلسی دردمند
چاہیی تو خویش اور بیگانہ ایسا چاہیی

جسطرح الله رکہی شکر اوسکا دمبدم
شور تیرا ہی دل مردانہ ایسا چاہیی

حال میرا تیری سوا نہ سنی
تو سنی کوئی دوسرا نہ سنی

ہون مین بندہ گناہگار بہت
کیا عجب گر میری خدا نہ سنی

چوک لگتی نہین ہی پتہر کو
سنگدل تجہسی ہی سوا نہ سنی

کچھہ بہی غیرت ہو گر تجہی اے دل
بات کوئی بہی نا روا نہ سنی

درد اپنا بس اوس سے کیا کہیے	ہائے جسنے کبھی سنا نہ سنے
میری مونہہ سے تو کب یقین ہو اوسے	غیر سے میرا مدعا نہ سنے
آشنائی کا بس یہی ہے مزا	آشنا کی بھی آشنا نہ سنے
ہاتھ کانوں پہ رکھ لیے اوسنے	تا کہ کچھ میرا مدعا نہ سنے
دیکھیے سننے میں بھی فرق سدا	ہر کسی کا کبھی کہا نہ سنے
کان میں گل کی عندلیب کا راز	گلچیں یوں کہتا تا صبا نہ سنے
ہے بھلا جو سنے بھلا سب کا	اور کسی کا کبھی برا نہ سنے

کہتے ہیں شور چپ نہیں رہتا
جب تلک کچھ بھلا برا نہ سنے

چرخ بھی چکرایا پہونچی اوسپہ جب تالی میری	ہوا یہہ اگر کھانسی پڑ گئے پالی میری
پیکی وہ غیروں میں میرے ہوش اوڑا نیکی لیے	کس ادا سے جھومتی آتی ہیں متوالی میری
زلف دکھلا کر کے اونے میکے آگے کہہ دیا	یہ پچھوڑیں گی کسیکو مونہہ چڑھی کالی میری
جب کہا میں نے کہ جان دیتے ہیں چاہت میں ترے	بولی تم کب سے ہی کچھ ہو چاہنے والی میری

رباعی
[illegible]

خار صحرا کی ہی دلمین ہاے یہہ غم چبہ گیا
پہوٹکی روئی وہان جب پانو کی چہالی میرے

اف ری گرمی عشق کی ہین سر سے پا تک جل بہنا
پیر سلامت وہ ہین آتش کی پرکالی میرے

بیکسی کا کون پرسان ہی بجز تیری خدا
ہوگی کب مجہسی جدا یہہ پہرگی پالی میری

ہای پرسان حال میری تم نہین ہوتے ہو ہو
اور بہت دلسوز ہون گی پوچہنی والی میری

قدر گوہر کی نہین اشکونکی آگی کچہہ ذرا
یہہ توکرکی صاف شیشی مین ہین بنگالی میرے

جان لیکر ہی رہی انجان مجہسی حیف ہی
شاہد اسکی ہین بہت جاننی والی میری

رہتی ہی جو پرورش غم کی میری گہر سی مدام
کہتا ہی وہ خوش رہینگی پالنی والی میری

تیغ ابرو اور مژہ کی تیر اور بہالی صنم
کیا کرینگی یہہ تو سب ہین تیرے اور بہالی میرے

وہ دم آخر نہ آی شور تو اوسکی خوشی
اور بہی ہمدرد ہین یہان رونی والی میری

موہنہ پہیر کی لب پہ محشر فریاد نہ آتی
قاتل کی اگر اولٹی چہری یاد نہ آتی

قامت سی اگر اوسکی تیر اسا سنا ہوتا
ایک بات بہی سیدہی تجہی شمشاد نہ آتی

گلشن سی غرض کہی نہ کچہہ گلسی رکہا کام
اسیر ہی اطاعت تری صیاد نہ آتی

پژمردہ خزان سی وہ اگر گل کو بناتی | گھبراتی ہوئی بلبل ناشاد نہ آتی

ہوتا مجھی اگر نالہ وزاری کا ذرا ضبط | ذرنگ تیری پہر پھول کی فریاد نہ آتی

گر جانکو تو عشق مین شیرین کی نہ کھوتا | پہر طرز محبت تجھی فرہاد نہ آتی

ہیں اور ہی ترکیب ستانیکی ہماری | پہر قتل کی عادت تجھی جلاد نہ آتی

گر جاتے حورین مجھی جنت مین ملینگے | تو خواب مین بہی میری پیریزاد نہ آتی

جب شور تیری زاغ سی صحبت ہوئی ہر رات
پہر روز یہ کیون طبع خداداد نہ آتی

دل ناداں تو پریشان کہاں جاتا ہی | پہر نہ آئیگا کہان مان کہان جاتا ہی

خواب مین بہی نہین رہتا ہی وہ دلگی کہہ رہتی | جاتی شب کو یہ میرا دہیان کہان جاتا ہی

دل تو وہ لی ہی گیا جان ہی حاضر ہی مگر | جسکو کہتی ہین کہ ارمان کہان جاتا ہی

تیر کی ساتھ جو پیکان چلا گہرا کر | دل یہ بولا میری مہمان کہان جاتا ہی

دشمنی کرکی ہین دوست تی لوٹا ہمدم | شدنی ہوئی جو نقصان کہان جاتا ہی

جان لیکر مجھی آزاد کیا ہی تو نی | دل سی اب تیرا یہ احسان کہان جاتا ہے

غیر کی گھر کو چلا گم شدہ بنکر جیب مین
بولی کہو کر کہ ہاہا دسات لیا جاتا ہی

آج تک بہید کسی پر نہ کھلا یہہ ہرگز
بعد مُردن کی بیہ النسان کہان جاتا ہی

جوش وحشت سی جو گھبرایا تو یہہ بیان آیا
چہوڑ کر مجھکو بیابان کہان جاتا ہی

دل لیا تم نی مگر جان یہہ بولی روکر
جلد آنا تو میری جان کہان جاتا ہی

جیب و دامن تو گئی نذر تیری دست جنون
لیکی اب میرا گریبان کہان جاتا ہی

داغ دل لخت جگر جمع کئی ہین کیون شور
کچھہ تو فرماؤ یہہ سامان کہان جاتا ہی

کوئی پوچھی ہمسی کیون آئی تھی اور کیونکر گئی
روتی آئی اور اُٹھ بیٹھی یہہ ہم ہنسکر گئی

غور کی خو تم مین دیکھی تھی پر یکبار اے صنم
آدمی ہوکر خدا جانی کہ تم کس پر گئی

کیون نہو نفرت ہماری شکل سی اونکو ندیم
جب یہین آئینہ مین دیکہہ اپنی صورت ڈر گئی

جانتی تھی جب اونہین تم دشمن جان خوب سے
پھر وہان پر بھی طلب ناحق دل مضطر گئی

تم سے ہی دنیا مین دیکھی سنگدل ہمنی نہین
میری مرقد پر بجای پہول پتھر دہر گئی

عقل فہما کر تو نی واعظ مغز کو خالی کیا
لی ہماری کان تیری وعظ سنکر بھر گئی

قبر مین رکہکر مجہی افسوس پہر آیا نہ ایک
چشم گریان نی ہماری کردیا طوفان بپا

بیری مرتی ہی میر جانب سی صدہا مرگئے
اسقدر زردی کہ سب غنچگلین جل تہل بہر گئے

ہم تو اونکی ملنیکی ای شور کہا بیٹہی قسم
حضرت دل پر خدا جانی اودہر کیونکر گئے

یہہ اشاری ہین تیری چتون سے
پہر رہی ہو نہین دوست دشمن سے

اپنا صحرا مین بہی نہ کوئی ملا
خار اولجہتی ہین مری دامن سے

اوسکی بہی دیانت ہی اوسکا
آج لڑتا ہون چاک کی سوزن سی

غیر نی کا نہین ہی کچہہ بیونکا
آج مجہسے ہین کچہہ وہ بدظن سی

دوست جب ہوگئی ہین دشمن جان
پہر شکایت نہین ہی دشمن سی

یہان بہی اگر عذاب قبر رہا
یہہ صدا آئی میری مدفن سے

دل نالان سی یہان ناکین دم
تم بہی شرماؤ چشم پرفن سے

وہ تو بیٹہی ہین پردہ کی اندر
جلوہ باہر کہڑا ہی چلمن سے

زلف کہتی ہی سبکی مونہہ پر یون
کم نہ سمجہو مجہی بہی ناگن سے

تھا الف لام میم کا جو سبق
میری دن کیسی ہین بتا تو ہی

ہی الم دوست اپنا بچپن سے
یہہ سوال اپنا ہی برہمن سی

آسمان و زمین سبھی چکرائے
شور تیری صدای شیون سی

دیکھا تو ملک عشق کا نقشا ہی اور ہی
جینا وہا نکا اور ہی مرنا ہی اور ہی

بت خانہ مین جو دیکھا تماشا ہی اور ہی
صورت وہا نکی اور ہی جلوا ہی اور ہی

ہم جیتین تمکو دیکھہ کی تم غیر پر مرد
محشر مین یہی نہ ٹلی ہو یہہ جھگڑا ہی اور ہی

مونہہ سی نہ بولی ہنس کی کھیلی ہزار حیف
دیوانہ ہی یہہ اور ہی سودا ہی اور ہی

دو دلو جہا نمین ڈھونڈھی تم دیکھی وہ روشنی
جی چاہتا ہی جسکو وہ جلوا ہی اور ہی

مرتا ہی اکطرف کوئی جیتا ہی اکطرف
آنکھونکا آپ کی یہہ اشارا ہی اور سے

وعدہ کیا تھا مجھسے گئی شب عدو کی گھر
یہہ چال یہہ روش یہہ ادا ہی اور ہی

قامت کو دیکھہ تیری قیامت نہ اسکی
سو تیکو جو جگای وہ فتنا ہی اور ہی

وہ آئینہ کو دیکھہ کی حیرت سے بول اوٹھی
اسمین تو آج دوسرا ایسا ہی اور ہی

اوداسی حسرت مسین نکلا کیا اوداسی کا واہ

پوری کسی سی ہوگی نہ میری بجز خدا
یہہ دل ہی اور ہی یہہ تمنا ہی اور ہی

محشر مین میرا تیرا انصاف جب ہوا
بولی فرشتی یہہ نیا قصا ہی اور ہی

کیسا ستم ہی کیسا غضب کیسی ہی جفا
ہم خود ہی مرتی ہین ہمین جینے کی خو ہی اور ہی

وہ صبر ہی ہمین کہ جو پانی ہو سنگ بہی
یہہ خون اور ہی یہہ پسینا ہی اور ہی

وہ کر کی قتل مجکو لگی کہنی ہنسکی یون
اسکی تڑپہہ کا دیکہو تماشا ہی اور ہی

آتی ہوئی نہ دیر کہ جانیکی جلدی ہی
جتنے خوشی ہوئی تہی غم اتنا ہی اور ہی

اس موت کی مرض کا جہان مین نہین علاج
ہمکو جلاتا ہی جو وہ مسیحا ہی اور ہی

کہیر آگیا ہی شور کا ہندوستان مین دل
اب جائیگا فرانس ارادا ہی اور ہی

جل جل کی کیون نہ خاک ہو ہمین لگی داغ سی
شعلے زبان تک آنی لگی اس چراغ سی

پہولی نہین سماتی ہین جامہ مین اپنی وہ
آئی بہار دیکہہ کی دشمن کی باغ سی

اوسکی تجلی دیکہہ کی دل جل اوٹہی بہت
لاکہون چراغ جلتی ہین ایک ہی چراغ سی

عمر رواں کا کچہہ نہ ملا آجتک نشان
چلتی ہین آرہا ہون مین اوسکی سراغ سی

دونو جہان کا کیف ملا ایک جرعہ مین
ہی زندگی صراحی و جام و ایاغ سے

لواب تو بوی گل سی بہی ہوتا ہی درد سر
دم ناک مین ہی اونکا بہی زکِ دماغ سی

سوزِ جگر سے بچتی رہو دل جلو ذرا
دیکھو نہ آگ لگ اوٹہی گہر کی چراغ سی

درد و الم سی چھوٹ کی پایا ہی خوب چین
کنج لحد مین سوتے ہین کیا کیا فراغ سی

مایل ہو شور کیونکہ نہ اون کی کلام پر
شاعر جہان مین کم ہین حقیقت مین داغ سی

تیری نظرون دل چرانا کوی تمسی سیکھ جای
اوسپہ پہر بالا بتانا کوی تمسے سیکھ جاے

دلمین آکر لوٹ جانا کوی تمسی سیکھ جاے
کعبۂ مقصد کو ڈہانا کوی تمسی سیکھ جای

دلکو لیکر جان کہانا کوی تمسی سیکھ جای
دوست کو دشمن بنانا کوی تمسی سیکھ جای

باتون باتونمین مجہی اعداسی برہم کردیا
دو کو آپسمین لڑانا کوی تمسی سیکھ جای

پاؤنمین مہندی لگاکر خون رُلایا مجکو ہای
آگ پانی مین لگانا کوی تمسی سیکھ جای

حسن پر اترا کے ایسا تنک آسمان پر چڑہ گئی
سبکو نظرونسے گرانا کوی تمسے سیکھ جای

چوری سی چوری کہتی ہو کہ دلکو لی چرا
چورکو چوری سکھانا کوی تمسے سیکھ جاے

بات پر دشمن کی لانا تمکو ایمان سہل ہے
چھوٹ تمکو سچ کر دکھانا کوئی تمسی سیکھ جای

پہلی دلمین کی جگہہ اور پہر رو ہانسی چل دی
ہنستی ہنستی پہر رلانا کوئی تمسے سیکھ جای

ہم تو دنیا مین ہمیشہ خاک پا عالم رہی
خاک مین عالم ملانا کوئی تمسے سیکھ جای

شور نالو نکا تمہاری ہر جگہہ اک شور ہی
اسطرح جیسے غل مچانا کوئی تمسی سیکھ جای

نیم بسمل ہو کی تڑپہین ہم تمہاری سامنی
اور تڑپکر پہر نکالین دم تمہاری سامنی

حشر مین اسکی سوا کیا اور دیکھی گا کوئی
مر رہا ہی تمپہ ایک عالم تمہاری سامنے

جنبش لب سی تمہاری ہی تو مردی جیتی ہین
بیٹھی ہین چپ عیسی مریم تمہاری سامنے

تم اوہی سنکر نہ گہبرانا بہت تمکو قسم
آہ و نالہ ہم کرینگی کم تمہاری سامنی

تم سنو اوسکو تو پہر تمکو ہی کچہہ آئی مزہ
ورنہ بی جا ہی بیان غم تمہاری سامنی

قتل کرنا ہی تو حاجت استخارہ کی ہی کیا
سر کو لائی ہاتہ پر رکہہ ہم تمہاری سامنی

تم ہی تو سوچو کہ یہ دن ہو یگا اسکو نصیب
آج ہی صاحب میرا ماتم تمہاری سامنے

وہ ہی کیا دن ہو کہ آئی شب کبہی جو وصل کی
تم ہماری سامنی ہو ہم تمہاری سامنی

اب تو محرم سی ہی باتین تمنی کرنی چھوڑ دین
آئی گیا پہر ہمسا نامحرم تمہاری سامنی

بخشش دو واللہ تم انکی خطا جو کچھ ہوئی
دست بستہ آئی ہین آدم تمہاری سامنی

شور کس کسکی خوشی اور غم کرو گی تم بیان
اوٹھ گیا آنکھو نسی اک عالم تمہاری سامنی

نہ مرتی ہین نہ جیتی ہین محبت ایسی ہوتی ہی
کری جو عاشقی تو اوسکی حالت ایسی ہوتی ہی

تمہاری دیکھکر صورت ملایک نی کہا آہا
خدا کی شان ایسی اور قدرت ایسی ہوتی ہی

تیری تصویر کیا دیکھون کہ بگڑا نقشہ ہستی
ہزارون صورتون مین کوئی صورت ایسی ہوتی ہے

کبھی رستہ مین آنکھین چار ہوتی ہین فقط اونسی
ہماری اونکی بس صاحب سلامت ایسی ہوتی ہی

تری جب بزم کو دیکھا تو قدرت حق کی یاد آئی
ہوا معلوم بس ہمکو کہ جنت ایسی ہوتی ہی

بنی رہتی ہی دن دو عالم مین شکل انسانکی
بگڑتی جاتی ہی ہر دم مصیبت ایسی ہوتی ہی

میری آگی رقیبوں سی یہہ ہنسکر گفتگو کرنا
ذرا دیکھی کوئی ہمدم شرارت ایسی ہوتی ہی

تمہاری خوشخرامی نی تہہ و بالا کیا عالم
کہا کرتی ہین جسکو سب قیامت ایسی ہوتی ہی

رقیبوں سی کبھی چھپ کر ہماری گہر ہی آئے ہین
ہماری حال پر گاہی عنایت ایسی ہوتی ہے

داغ
تڑپتی ہین اونہین غیرون کی چاہت ایسی ہوتی ہی
خدا کی شان ہی اینوکی حالت ایسی ہوتی ہے

بجواب آفتاب داغ تم نی شور لکھدا لا

بلاغت ایسی ہوتی ہی طبیعت ایسی ہوتی ہی

عاشق کا ہی یہہ کام کہ ہر دم جلا کری
اور جل کی خاک ہو تو اوسی کیمیا کری

بوسہ جو خضر کو لب جان بخش کا ملی
ہرگز تلاش پہر نہ وہ آب بقا کری

ای چرخ کیا چہپانا غم ہی میری لئی
ہان اتنا پوچھہ دی کہ جو مجھسے اوٹہا کری

مین نی کہا کہ دلکو رہا کیجیے زلف سی
بولی ادا یہہ کی کام یہہ میری بلا کری

مقصد کی راہین چرخ تو کرتا ہی روز بند
پہر عقدہ ی مشکلات کی کون آکے وا کری

قامت نی تری شور قیامت مچا دیا
اب دیکہیے کہ فتنہ بپا چشم کیا کرے

مہندی لگائی تمنے وہان ہم یہان سی
کیا دیکہیے کہ آگی کو رنگ حنا کرے

گردن کو یاد رخ ہی تو شب کو خیال زلف
اس مشغلہ کو تا بکی کوئی کیا کرے

رہتی دی میری خاک کو کوچہ مین یار کی
احسان اتنا کاش یہہ مجہپر صبا کرے

قطعہ

مین نی کہا کہ مرتا ہون مین تمپہ ای صنم
گر حکم ہو تو جان بہی بندہ فدا کرے

بولی وہ ہنس کی یہہ کہ نہین اس سی فایدہ
بہتر تو اوسکو جان جو یاد خدا کرے

دل ساعزیز لیگیا جب چھین دلربا
پھر جان کو پاس رکھہ کی بھلا شور کیا کری

دل جو قربان سر حق ہو تو بڑا دل ہی وہی
ورنہ جو دعوی باطل کری باطل ہی وہی

قتل بی جرم جو کرڈالی تو قاتل ہی وہی
جان تڑپہ کری جو دیدے تو بسمل ہی وہی

بعد مرنی کی خدا قبر کی صدمونسی بچای
پہلی طی کرتی ہر اک شخص کو منزل ہی وہی

قدر انسانکو ہوس کھوتی ہی دم مین نادان
جو قناعت کا ہو پابند تو عاقل ہی وہی

عقدہ اوس زلف مسلسل کا کسی سی نہ کھلا
اس جہانمین کوی مشکل ہی تو مشکل ہی وہی

چاند سی تم رخ انور کو ملا کر دیکھو
نقص جسمین کہ نہ نکلی سو کامل ہی وہی

گل و گلشن کی رگ و پی مین جو کر جای اثر
نغمہ خوش ہی وہی شور عنادل ہی وہی

جانکو راہ خدا مین جو تصدق کر دی
وہ بڑا دل ہی بڑا دل ہی بڑا دل ہی وہی

باغ ہو گلبدن ہو ساقی گلفام ہی ہو
گر میسر ہو کبھی زیست کا حاصل ہی وہی

عدل کی بیٹھہ کی کرسی پہ کری قصہ انصاف
حق بجانب ہی وہی منصف عادل ہی وہی

ہر دل آرام کو جو رام کری شور بشر

ہی عمل اوسکا زبردست اور عامل ہے وہ ہی

کیسکو لطف دنیا زر کی ہی حاصل سے ملتا ہے
مزا جینے کا ہمکو تو کچہ اپنی دلسی ملتا ہی

ہی اسمین نور کا جلوہ اور اوسمین داغ کا یہ
تمہارا روی تابان کب مہ کامل سی ملتا ہی

نہ کیونکر فخر ہو اپنی سیہ بختی پہ اب مجکو
میرا داغ سویدا جو تمہاری تل سی ملتا ہی

کہا مین نی کہ دل لیکر بہی تم ملتی نہین مجہ سے
تو فرمایا کہ دلوالا کہین بیدلسی ملتا ہی

ہم اس ظاہر کی ملنیکی نہین قایل ہین دنیا مین
خدا مین اوسکی باطن پر جو کوئی دلسی ملتا ہے

نہ ہوگا خوش نصیب اتنا ہی کوئی تجہسا اے قاتل
مزا کیا تڑپنے کا تجہی بسمل سی ملتا ہی

ہمین کون و مکان کی سیر سے کیا کام ہی ہمدم
یہان لطف دو عالم یار کی محفل سی ملتا ہی

بنا مین اہل دنیا آسمان پر گہر تو کیا حاصل
مزا آرام کا زیر زمین توکل سی ملتا ہی

مسیحا بہی تیری یہ مشکلین ہم سے نہ حل ہونگی
تیرا دیدار ای مشکل کشا مشکل سی ملتا ہی

نہین ممکن کہ ہو جائین برابر ادنی و اعلی
زمانہ مین بہلا جاہل کہین عاقل سی ملتا ہی

ہمیشہ خوف جان ہی بحر ہستی مین شناور کو
مزا جو امن کا ہی شور وہ ساحل سی ملتا ہی

داغ [illegible]

ابتو اون سے دو بدو ہونی لگی
جاؤ بے جا گفتگو ہونی لگی

اونکی طرز گفتگو دیکھو ذرا
کل تو تم تہے آج تو ہونی لگی

ہے تیری تصویر کو بہی احتیاط
کیون میری وہ روبرو ہونی لگی

زندگی سے اسقدر جی بہر گیا
موت کی اب آرزو ہونی لگی

ہم بتون سے ملکی پچتای بہت
اب خدا کی جستجو ہونی لگی

خود بخود اعدا سے وہ بگڑی ہین آ
پہر ہماری آبرو ہونی لگی

ابر آیا ساقی میکش اوٹہو
رونق جام و سبو ہونی لگی

عشق نے رسوا کیا یہانتک مجہے
میری شہرت کو بکو ہونی لگی

بے ثباتی دیکہہ کر گلشن کی شور
گل سے رخصت آج بو ہونی لگی

گہر نکلے وہ جو اونکی دلمین ہوگی
ہمیں جا کی گذر مشکل مین ہوگی

خدا جانے وہان پہونچینگے کسطرح
مصیبت پہلی ہی منزلین ہوگی

گئی تہی بچانے لیکر بار عصیان
ہماری روح کس مشکل مین ہوگی

کہوں کیا کیا شکایت خود سمجھ لو
جو مونھ سی نکلی ہی وہ دل میں ہوگی

تمہاری رخ کی سی ہرگز تجلی
نہ محشر تک مہ کامل میں ہوگی

پڑیگا جب کہ اچھا دست قاتل
تو کیا حسرت دل بسمل میں ہوگی

اگر ہم جانتے تو دل نہ دیتے
کہ دیکہ جان اس مشکل میں ہوگی

رکہو سر ہاتہہ پر وہان جاوالو
قیامت کوچۂ قاتل میں ہوگی

نہ پائینگے کبہی جنت میں ہرگز
جو آرائش تیرے محفل میں ہوگی

اگر جنت میں یاد آئی تمہاری
گزر اپنی بڑی مشکل میں ہوگی

جواب وصل پا کر اون سے اے شور
غضب حسرت دل سائل میں ہوگی

تری صورت نظر میں پہرتی ہی
برق سے چشم تر میں پہرتی ہی

نہ ملا قبر میں بہی چین اوسی
روح پہر میری گہر میں پہرتی ہی

مٹ گئی نقش پا پہ ہم اوسکی
روح پہر رہگذر میں پہرتی ہی

گردش چشم اوسکی اے ہمدم
تیر بنکر جگر میں پہرتی ہی

ولہ [illegible]

عرش تک ہو نہ آئی آہ اوسی
پھر تلاش اثر مین پہرتی ہی

آج آمد ہی کیسکی گلشن مین
بلبل اوسکی خبر مین پہرتی ہی

پایا پاتیر الشان نہ عمر روان
خلق کیون بحر و بر مین پہرتی ہی

دیکھتے ہو نگاہ پھیر کے تم
تیغ اولٹی جگر مین پہرتی ہی

رقص مین شور اوسکے طرز ادا
نینکے چکر نظر مین پہرتی ہے

وہ ہی کیا دن ہی کہ تمسی تہی ملاقات نئی
اور طرفین مین ہوتی تہی مدارات نئی

داغ دل لخت جگر نذر کو لایا ہون مین
لیجیے دور سی منگوائی ہی سوغات نئی

کبھی شوخی سی رولاتی ہو ہنساتی ہو کبھی
ہی عجب طرز کی چھیڑ کی بات نئی

دیکھکر دور سی چپ چاپ لیا کرتی ہو دل
تیری تصویر مین ہی بات نئی گہات نئی

غیر کی ساری ہی پہلی میری ہی ہر بات بری
مجھہ پہ پیہم ہوئی لگین اتو عنایات نئی

بی خطا مجکو دیا حکم سزا کا اوس نی
یہہ ملی میری وفا کی ہی مکافات نئی

گردش چشم سی افلاک بہی چکر اہی دیے
ہمنے دیکھی نہین ایسی تو کرامات نئی

شور کیونکر تری گفتار نہ شیرین ہووی
کہ ہی ترکیب نئی طرز نئی بات نئی

ارمان نہین کسیکی ملاقات کا مجہی
آتا نہین مزا ہی کسی بات کا مجہی

دن تو تمہاری ہجر مین مشکل سی کٹ گیا
کہٹکا لگا ہوا ہی نخصب رات کا مجہی

میری بدی عدو سی ظرافت کی ساتہہ ہی
سب بہید کہل گیا ہی تیری کہاتکا مجہی

کہلو بہلا بُرا ہی مگر مونہہ سنبہال کر
تلوار سی ہی زخم فزون بات کا مجہی

کٹتے شب فراق شکایت مین خوب ہی
آتا ہی اوسمین لطف حکایات کا مجہی

ساغر ہو مے ہو ساقی ہو سبزہ ہو یار ہو
بہاتا سمان ہی خوب ہی برساتکا مجہی

کرنا عدو کو سرخرو ہر دم کہلا کے پان
دنیا نہ زہر اپنی کبہی ہات کا مجہی

اپنا گلا ہی گہونٹتا ہی پہر یہی نہ نکلا دم
ارمان ہی ابتو مرگ مفاجات کا مجہی

میری بدی سی باز عدو رہتا ہی نہین
اندوہ اوسکی رہتا ہی ہر بات کا مجہی

کیا کہنا شور ہی تری کہنے کا واہ واہ
ہی لطف ہر کلام خوش آیات کا مجہی

کہتا ہوں ہنس کے تو سنی میری مان جای
آتا ہی دل میں گر تو نہ پہر جان جائیے

مجکو منانے آئے ہیں کس التفات سے
دلکی کشش کی آج تو قربان جائیے

ہی رنگ زرد میرا تمہارے ہجر میں
بہولے اگر ہو شکل سے پہچان جائیے

آتی ہی دیر کیا ہوئی جانکی پڑ گئی
گر ٹہرتی نہیں ہو میری جان جائیے

کرتی نہیں ہیں یاد جو وہ بہولکر ہمیں
جی چاہتا ہی آپ ہی مہمان جائیے

اللہ ری شوق قتل کہ قاتل سے کہتا ہوں
جلدی اوڑا دی سر تیرے قربان جائیے

دیکہا ہی رات خواب میں کس گلعذار کو
دل چاہتا ہی سوے گلستان جائیے

حسرت نہ دلکی نکلی نہ کچہ آرزوی دل
افسوس اس جہان سے پرارمان جائیے

یاد خدا ہو دلمیں دم واپسین تلک
جب جائیے یہان سے بہ عرفان جائیے

دل پر ہے داغ درد والم دم کیسا تہ سے
ای شور اس جہان سے بے سامان جائیے



تری قہر کی جب نظر ہو گئی
تو دنیا ادہر کی اودہر ہو گئی

رسا چرخ تک آہ گر ہو گئی
زمین بہی یہ زیر و زبر ہو گئی

(حاشیہ:) ابتری عشاق سے قربان جائیے

(حاشیہ:) [illegible]

درازی جو زلفوں کی یاد آ گئی
تو قطع امید سحر ہو گئی

نہ پایا عدم مین بھی اوسکا نشان
کدھر جانی گم وہ کمر ہو گئی

دُر اشک میری ہین وہ آبدار
کہ خاک آبروی گہر ہو گئی

اوٹھی بیٹھکر ہم نہ کوچہ سی تیری
اوسی در پہ اپنی گذر ہو گئی

رہی زلف پیچان مین پیچیدہ ہم
تمام عمر اسمین بسر ہو گئی

طبیعت جو لگتی کسی جا نہین
کہین یہہ بھی شاید اودہر ہو گئی

رہی ساتھ اپنی تو جان بھی نہ ہائے
کہ آخر جدا وقت پر ہو گئی

رولاتی ہی اب خون یہ چشم تر
خدا جانی کسکی نظر ہو گئی

یہہ ممکن نہین ہو نہ تاثیر دیان
خبر میری نالوں کی گر ہو گئی

دیکھایا زمانہ نی کیا انقلاب
کہ معدوم قدر ہنر ہو گئی

رہین باغ عالم مین کیا شور ہم
ہوا اسکی اب پر خطر ہو گئی

تہی یہہ کسکے حلم سی یارب نکلوائی ہوئی
موت بھی آئی تو میری پاس گھبرائی ہوئی

ہائی نکلی کیون نہ کی مینہ کہ ہوتی سرخرو
اس بہانی سی روز محشر سخت رسوائی ہوئی

اپکی قول و قسم کا کسطرح ہو اعتبار
اور قسم بہی وہ کہ ہی جہوٹی فقط کہائی ہوئی

جب کہا خوف قیامت ہی کچہ تو وہ بولی
کیا کہیر نکلی ہی ہماری ٹہوکرین کہائی ہوئی

اج تو کچہ آرزو کی شرم تم رکہو ذرا
آئی ہی وہ چہپ کی دلہن اور شرمائی ہوئی

دلکو جب مانگا تو وہ ہنسکر یہہ فرمانی لگی
دی نہین جاتی جو ہوتی مفت آئی ہوئی

خاکمین ملکر اگرچہ درد و غم سی چہٹ گئی
گوشہ مرقد مین بہی ہی قید تنہائی ہوئی

سرو قد ہی گل سا چہرہ نرگسی انکہین غضب
تیری زیبائی ہی اوپر اپنی اترائی ہوئی

وادی وحشت مین نکلی شور جب کرتی فغان
پیچہی پیچہی سنگ طفلان آگئے شیدائی ہوئی

ہی رہ رو داہ کی صورت جو بل کہائی ہوئی
کیا بلا گردش کی کاکل پر یہی آئی ہوئی

تیری قامت پر قیامت ہی تو عاشق ہو گئی
یہہ تو رعنائی غضب کی گہر سی تہی پائی ہوئی

زندگی اور موت دونو دیکہہ مجکو ڈر گئین
یہہ بہی گہبرائی ہوئی اور وہ بہی شرمائی ہوئی

نامہ اعمال پڑہ پڑہکر فرشتی تہک گئی
حشر مین کیا میری رسوائی سی رسوائی ہوئی

کیا گل رخسار پر زردی سے میری چہا گئی
ناتوانی سی نہ اوٹھی در سی اوسکی بیٹھکر

دوستو انکی شکل ہی کچھ آج مرجہائی ہوئے
بیقراری کی جگہہ حاصل شکیبائی ہوئی

کیا بلا پیچہی پڑی تھی شور کی اندہیرے سے
زلف کافر ہیتی ہی اوس سے جو بل کہائی ہوئے

نکالین جس تیر مژگان کی ذرا ابکی جوان پہرہی
اگر دو روز کو آجای یہ عمر روان پہرہی

بہار تازہ گل پر پہولیو اتنا نہ ای بلبل
کہ آنی والی ہی اکدن وہ فصل خزان پہرہی

چلی مرقد کو ٹہوکر اگر تو میری روح یہ بولی
کہ ایسی مہربانی مجہہ پہ کرنا مہربان پہرہی

نکلکر تیر کا پیکان چلا دسی تو دل بولا
کرم کرنا تم اس گہر پہ میرا یہ جان جان پہرہی

نزاکت سی میری گردن پہ چلکر رہہ گیا تسمہ
تمہیں لازم ہی اس خنجر کا کرنا امتحان پہرہی

بتونکی تلخ کامی مین مزا ہی قند کا حاصل
ملین آ پر دعا انکی عوض مین گالیان پہرہی

ڈرایا داغ نا دست جنون چاک گریبان کا
تمنا ہی اوڑا کر دیکہون آدہجیان پہرہی

گردن کیا پار یا کا تا ہی تنی اسکو دا تو نسی
مگر کتی نہین چلتی یہ میری زبان پہرہی

وہ قاتل چلدیا اک این کر سر چلا دیا نہان
مزہ شوق شہادت کا یہی کہتا ہی یان پہرہی

چلی کوچہ سی اوسکی ہم تو یوں ناتوانی سے
گریگا اسطرف کو تو گذرا ہی ناتوان ہے

مری باد بہاری اور خزانکی عمر پہر لوٹی
ولی باقی ہی اب تک رنگ زردی بوستان ہی

بیان غمگین وصلت گذاری رات اب ہمنو
رہا باقی ہماری دلمین اک رازنہان ہی

سنا ہی نیند تو اور لی لگی ہی انکی رات تو نکو
وہ سنکر چلی مین الہی ولکی میرے داستان ہی

نمک ایسا حسن ایسا زبان ایسی آنکھہ ایسی
غنیمت اور اقلیمونسے ہی ہندوستان ہی

مزا جینی کا نیکی سی بشر کو ہوتا ہی حاصل
کہ بعد از مرگ اوسکی رہتا ہی نام و نشان ہی

اگرچہ داغ ہی مشہور ہی شیرین کلامی مین
مگر تم شور ہو کر شور ہو شیرین زبان ہے

دوزخ سی کچھہ غرض ہی نہ خواہش جنانکی ہے
پہونچونگا مین وہین کہ میری نیت جہانکی ہے

ترچہی نظر سے سیکہو کہا دو الگ الگ
یہہ گردش فلک یہہ گردش جان ستانکی ہی

جو بوستان سی خاک ہوے ہم تو اس لیے
خواہش نہی زمین کی نہی آسمانکی ہی

اب اوسی کوی ملنی کی صورت نہین ہی
دن شرم کا ہی رات میرے دشمنان کی ہی

گر اوسکی ہاتہہ سے ہو شہادت مجہی نصیب
وہ موت مجہکو زندگی جاودان کی ہے

ارض و سما سے ڈھونڈ کی لائینگے ہم تمہین
روتی ہی شمع جسکے سرہانی تمام رات
ہم سر کو رکھہ کی ہاتھہ پہ آئی ہین پا طلب

چھپنے کی جای انکی سوا اور کہان کی ہے
یہہ دل جلی کی قبر ہی پانو جان کی ہی
حسرت نکال لیجیے اگر امتحان کی ہی

اُردو مین شور تیرا ہی اک شور ہوگیا
تعریف ہند مین تیری شیرین زبان کی ہی

موت مانگون تو نہین چاہتی غیرت میری
شوق کہتا ہی کہ اک بوسہ طلب کر اوس سے
ناتوانی سے تو بگڑا ہی یہان تک نقشہ
بعد مرنیکی بہی نکلون گا نہ کوچہ سی تیری
مجھسے تم اور فلک مجھسے ہی ہین غافل
ناتوانی پہ میری رحم تو آیا اون کو
گردش بخت سی مٹی ہی ٹھکانی نہ لگی
کہتا ہی وہ کہ زبان کاٹ لو برگشتہ کی

چھوڑون تنہا مین اوسے یہہ نہین نیت میری
ہم کہتی ہی کہ ڈرتی ہی نہین جرات میری
میری تصویر سی ملتی ہی نہین صورت میری
جیب تا لب پہلی نہ نکلی گی یہہ حسرت میری
سچ جو پوچھو تو ہی سب سی بری قسمت میری
پیر یہہ غصہ سے کہا ہی نے نزاکت میری
چھانتے خاک رہی روز یہہ وحشت میری
حشر مین تا نہ کری کوی شکایت میری

گل کترتی ہی مضامین بہار افزو کے
کیا غضب زور کی ہی شور طبیعت میری

چلہ کہلا چلہ بند کسکا پر غضب دیدہ ہی
کیا قیامت جاگ اوٹہی یا فتنہ خوابیدہ ہی

ابتو دشمن کی بہی آنکہو میں کہٹکنی ہی لگا
خار وقت ہی ہمارا یہ تن کاہیدہ ہی

تیر جب آیا میری دلمیں تو پیکان رہ گیا
صاف ظاہر ہی کہ تیر انداز ہی سنجیدہ ہی

دیکہ اوسکی چشم فتان جو کہ زندہ بچ گیا
دیکہنے والونمیں اوسکی پر غضب دیدہ ہی

عاشقی کا ہی عجب نقشہ نظر آیا ہمین
جان تو جانیکو ہی دل ادہر گرویدہ ہی

جب کہا مین نی کہ مرتی ہین تمہارے ہجر مین
بولی مرتا کیون نہین جب اسقدر رنجیدہ ہی

خون اپنا اپنی ہاتہو نکری ہوتی ہین شہید
کس غضب کا تیرا یہ دست حنا مالیدہ ہی

آکی مرقد پہ میرے بولی کہ ہی کسکا مزار
کیا بہار افزا ہوا نکا سبزہ خود روئیدہ ہی

آج سر کو ہاتہ پر رکہہ ہم جو مقتل کو چلے
لوگ بولی کیسا اسکا سخت دل ادریدہ ہے

شور کا جسنی پڑہا دیوان وہ کہنی لگا
کیا ہی مضمون صفا ہی اور ہر غزل کیا چیدہ ہے

میری سوز دل آتش فشان سے | جلے ہی برق بجلی الامان سی
دغا دیکر مجھی جلدی صد افسوس | خدا سمجھی میری عمر روان سی
جو کہتا سچ تو پہر ہی ہین برا کہتا | بہلی کو کچھ نہ نکلی تہی زبان سی
جہان بیٹھو گی تم اک گام چلکر | اوٹھی گی شور فتنہ محشر وہان سی
قدم جمتا نہین ہی اب زمین پر | شکایت اپنی ہی اس آسمان سی
اوڑا ہی رنگ رخ وحشت ہی دلپر | بتاؤ تو کہ تم آئی کہان سی
نہین معلوم اب تک ہی ہوا یہ | کہ جائین گی کہان آگی کہان سی
وبال جان ہی یہ زلف کافر | بچو سب اس بلا ناگہان سی
تمہاری چشم کی گردش نے پلین | بپھر ہائی چرخ پر سو آسمان سی
رہی وحشت پہ اک حالت میں ہر دم | کبھی گہر مین کبھی نکلی مکان سی
شکایت ناتوانی کی ہی سکو | جدا چلتا ہو نہین یون کاروان سی
بہلی کو جو برا سمجھی ستم سے | خدا محفوظ رکہی بدگمان سی

وہ بولے دیکھکر مجکو خدایا

اوٹھانا کیا ہی دشمن کو جہان سے

بچانا شور کے شور و فغان سے

موت جی مین میسر صحبت ہو گئے
چارہ سازو تمہین فرصت ہو گی

حشر مین بہی جو حمایت ہو گی
کس سی پہر اونکی شکایت ہو گی

جب جنازہ کو اوٹھاینگے میری
آگی روتی ہوی حسرت ہو گی

آج آجای تو احسان ہووی
پہر اجل کو بڑی دقت ہو گی

حشر مین داد کا ملنا معلوم
کسکو فریاد کی طاقت ہو گی

جب خدا نی ہی بنایا تم کو
شاید اوسکی ہی یہ صورت ہو گی

جان دینی مین نہین عذر ہمین
گر اونہین لینے کی عادت ہو گی

ہجر مین مرنا تو آسان ہی بہت
اون سے پر سخت ندامت ہو گی

حضرت دل نہ کسی پر مرنا
جیتے جی تک تمہین ذلت ہو گی

میٹھی باتون پہ نہ جاؤ اونکے
شور کچھ اسمین ہی حکمت ہو گی

جو وہ زلف شکین سنور جائگی
طبیعت پہر اپنی بگڑ جائیگی

اوڑاتی ہی کوچہ سی اوسکی صبا
میری خاک دیکھوں کدہر جائیگی

گذارین گی ہجر حال مین عمر ہم
گذرتی گذرتی گذر جائیگی

نہ نکلی گا گر کام تمسے کوئی
قضا تو میرا کام کر جائیگی

کرونگا وہ نالہ مین اک حشر خیز
طبیعت تیری سنکی ڈر جائیگی

دل و جان ہین نذر تیغ نظر
ادہر آئی گی یا ادہر جائیگی

بچائی خدا دلکو نوک مژہ
کہ تو یار اوسکی اوتر جائیگی

جو رونا یہی رات دن کا رہا
تو یہ سر سے ندی گذر جائیگی

کہان تک ستائین گے وہ شور شنگ
طبیعت کسی روز بہر جائیگی

نذر کو تیری فقط دم ہی لگا رکھا ہی
اور کیا پاس میرے اس سے سوا رکھا ہی

مانگتی دلکو جو بیولی ہی دوبارہ ہو میری
طاق مین اپنی ہی دیکھو تو وہ کیا رکھا ہی

تیری پیکان کو آتی ہی خدا شاید ہی
دلمین اچھا اوسی پایمین تی چبھا رکھا ہی

منتظر حشر کا ہون پیش کرونگا اوسکو
محضر قتل میری پاس لکھا رکھا ہے

جان فرقت مین کہین جلد نکل جای مری
کیون تساہل تو نی آنی مین قضا رکھا ہی

بجی مین ہی دست حنای سی کریدین پہلا
خون عشاق کو کیون تو نی روا رکھا ہے

جانکو نذر محبت کی تری کر بیٹھی
دل تیرا جانکی پیچہ نی اوٹھا رکھا ہی

جان و دل لیکی ہی باز آئی تظلم سی نہ بت
اور کیا مین نی چھپا میری خدا رکھا ہی

کس نی دل چہین لیا شور تمہارا جیرا
شور تم نی جو یہ بلی طرح مچا رکھا ہے

رشک کہاتا ہی چمن آ میری کاشانی سی
یہ شرف اوسکو ملا یار کی آجانی سے

دل خود رفتہ کا احوال نہ پوچھو صاحب
فایدہ ہویگا کیا پوچھہ کی دیوانی سے

توبہ جب کی تو در میکدہ سی واسطہ کیا
ہی سبو سی نہ غرض خم سی نہ پیمانی سے

کون ہی واقف اسرار حقیقت ورنہ
ہی وہ ہی جلوہ نما مسجد و بت خانی سے

خاک جیسے کہ اوڑای ہی تیری مجنون نے
نہ اوڑی ہی آجتک ایسی کسی مستانی سے

دست افسوس ملا کرتا ہون اس حسرت مین
کہ نہ کچہ سمجہا وہ ظالم میری سمجہانی سے

قطعہ ہی آمد و شد اونکی اور اپنی اے شور

کام آنی سے نہ اونکو نہین جانی سے

جی اولجھتا ہی میرا زلف کی سلجھانی سے / دل ہلاون مین پہنسا تنگ ہوا شانی سے

بعد مردن بہی رہا سوچ مجھی محشر کا / پکچھہ بہی حاصل نہوا ہای ری مرجانی سے

جیتے جی تک رہی مرتی رہی اوس قاتل پر / تہی غرض ہمکو فقط عمر کی کٹجانی سے

مین وہ پروردۂ غم ہون کہ از بسکہ مجکو / نہ ملی تہوڑی سی فرصت کبہی غم کہانی سی

جام ہستی کا اب اپنا ہوا شاید لبریز / آج خالی جو پہری آتی ہین میخانی سے

یہہ نئی تہمت پرواز ہی صیاد کہ تو / مجھہ پہ کرتا ہی میری رنگ کی اوڑ جانی سے

ای خدا رنج ہی ہی جانکی راحت سی سوا
شور خالی نہین اکدم تیری شکرانی سی

دشت وحشت سی نہین ہم تو نکلنے والی / منزل عشق کی دشوار ہین چلنے والی

روکون گر آنکہہ سے انکو تو یہہ سر سے نکلین / شکل فوارہ ہین آب اشک اوچہلنے والی

اونکی پانو کو نہ کیون سر پہ چڑہا دن اپنی / شیشۂ دل کی یہہ ٹکڑی ہین کھٹکنی والی

ہو چکا اب تو مسیحا سی ہی بس اپنا علاج / ہم وہ بیمار نہین جو ہون سنبہلنے والی

اشک خون چشم سی جاری ہے صد شکر ہے
ہین جا کیطرح ارمان نکلنی والے

ہوگئی گریہ سی نہ فرصت دم رخصت مجکو
دیکھی ہین اشک کوئی دم مین ابلنی والے

شجر سوختہ وہ باغ جہان مین ہم ہین
آجتک پہولی نہ آگی کو مین پہلنی والی

چرخ نیلی ہی ہوا رنگ زمانہ سی خجل
کیا غضب کرتی ہین یہہ رنگ بدلنی والے

طفل اشک انکہہ سی پی ہم چلی آتی ہین
اوسکی کوچی مین ہین یہہ آج مچلنی والی

تیری تصویر سی کب سیر ہوئی حسرت دل
یہہ تو ہی دیکھی ہی نہین تیر بہلنی والے

جذبہ سوز نہان سی وہ میری گہرائی
یہہ خبر سنکی ہوئی خاک ہی جلنی والے

آسیا کیطرح افلاک پہرا آتی ہین مجہی
روز یہہ چہاتی پہ ہین مونگ کی دلنی والی

شور نالون سی تیری شور مچا عالم مین
دلکے ارمان تہی یہہ سب ہی نکلنی والے

دیکھی گا موج جب میری چشم پر آب کی
بہتی پہری گی آبرو ہر جا سحاب کی

وہ زہد بادہ کش ہون کہ کوثر کی ہی عوض
ہر دم فقر دنہی خلد مین خواہش شراب کی

شاید تپ فراق سی دل جل گیا کہین
آتی دماغ مین ہی میری بو کباب کی

کرنی لگی ہین زہد جو بدمستیان بہت
اچھی شراب پی کی اونہون کی خراب کی

ہی جلوہ ریز رخ تیرا جام شراب سے
یا چاند نی چہپی ہی صنم آفتاب کی

پی یار پیتی ہی جو جگر چاک چاک ہی
کیا یہہ بھی شراب تہی خنجر کی آب کی

کیون دیکہا زلف کو شب یلدا کا خوف ہے
بخت سیہ سی لیتا ہون تعبیر خواب کی

دیکہا جو بحر ہستے کو اوسنی ہی بی ثبات
آنکہین ہین بند خوف سی دیکہو حباب کی

محشر مین تیری دید جب محو ہو گئی
فرصت کہان پہ ہو گی حساب و کتاب کی

نیکی کا فکر ہو ی کہ ڈر ہو بدی کا ہا ی
رہتی ہی دل پہ بار ثواب و عذاب کی

اشرف بنا تہا آدم خاکی تو ہے شور
پر اسکی خود نمائی نی مٹی خراب کی

شور پر کسکی چشم تر نہو ی
پر تجہی بی خبر نہو ے

آخر ش رو ہی بیٹہی آنکہونکو
ایک دن خشک چشم تر نہو ی

ہمنے مر مر کی لو گذاری عمر
تم نہ آئی تو کیا گذر نہو ی

بیخودی سی میری خدا سمجہے
قافلہ چل دیا خبر نہو ی

قطعہ تاریخ مولوی ... رضوی ...

جان دینگے نہیں اجل کو ہی — اونکو لینی ہین ہان اگر نہوی

کہول بیٹھی وہ شام سی چوٹی — اسی اندہیرین سحر نہوی

بندہ گیا اسمین بال بال اپنا — بی سر زلف اب لے نہوی

ہی عدو پر تو عین چشم کرم — بد نظر سی ہی یہان نظر نہوی

یار گیسو اوٹہا نہ سکتی وہ — شک ہی آپکی کمر نہوی

پہونچی آہ رسا فلک پر آج — دلمین تاثیر اوسکی پر نہوی

مرض عشق کا کیا جو علاج — کچہہ دوا اسپہ کارگر نہوی

جان کردہ نہ ای نعشہ پر — میری مرنیکی کیا خبر نہوی

اسکو دلمین ہی رکہہ کی پکو لیا — با اثر آہ بی اثر نہوی

شور شیرین کلام ہے تیرا — اس سے میٹھی کہی شکر نہوی

دکہاتا آنکہہ ساقی اور لئی پیمانہ آتا ہی — الہی خیر ہو گردش مین اب میخانہ آتا ہی

ہوا حیران نسی ہون مفتو نمین اوسکی چشم سیگونکا — تو ہر شب خواب مین مجکو نظر پیمانہ آتا ہی

ادہری شور طفلان اور ادہر بوچہار پتہر کی
تماشا دیکھتا کیا دھوم سی دیوانہ آتا ہی

تصور ہی خدا کسکا مجکو رات دن ایسا
کہ ہر دم سامنی میری نظر بتخانہ آتا ہی

ہوی رشک میری چشم پر کیون ابر نیسان کو
کہ اسکو ہر گہڑی ہر پل گہر برسانا آتا ہی

پلادی می کہین جلدی ہو باقی ہو شیشی مین
نہ ترسا مجکو ای ساقی تجہی ترسانا آتا ہی

عجب ہی عشق کی سرکار ہی تابع ہو گی جسکی
تو کیا کیا عجب سی لکھا ہمین پروانہ آتا ہی

لگاوٹ اور چشمک فتنہ سازی اور رکھایان
تجہی کیا کیا ہنر ای نرگس مستانہ آتا ہی

کیا برباد حسد نی ہمین ای شور گردون نی
پسند اوسدن سی ہمکو کسقدر ویرانہ آتا ہی

کہان جاتی ہو ٹہرو تو یہ کیا آئی یہ کیا ٹہری
جو ٹہرو ایکدم اس جا تو دل میرا ذرا ٹہری

تیری چلنی مین اعجاز مسیحائی ہی جیسا گر
بہلا شوخی سی پہر کیونکر زمین پہ نقش پا ٹہری

میسر ہو اگر وہ خاک پا ہم خاکسارونکو
تو ہی رشک خاکساری ہی ہماری کیمیا ٹہری

وہ آغوش تمنا مین میری آئی تو کیا آئی
مثال برق شوخی سی نہ ایکدم بہی ذرا ٹہری

حباب آسا بہروسہ کچہ نہین ہی زندگانی کا
اگر کوئی جہان مین دم کی دم ٹہری تو کیا ٹہری

نزاکت سی گران ہو جس کف نازک پہ بوے گل
تعجب ہی کہ اوسپر دیر تک رنگ حنا ٹھہری

اگر آہ رسا پہونچی ہماری عرش و کرسی تک
فلک کا آبلہ پہر کیونکہ اوسکی زیر پا ٹھہری

بتون کی عاشقی مین جینا مرنا بات ہی گویا
معاذ اللہ یہہ بیت ٹھہری کہ ہیچ ہیچ کی خطا ٹھہری

ہوا سی زلف وہ ہلتی ہی اور سودا ہی یہہ مجکو
کہ جاؤن جانسی مین اپنی اور اوسکی ادا ٹھہری

مجہی رسوائے عالم کرکی اپنا کیجیی دل خوش
برائی مین بہی صاحب تمہارا اگر بہلا ٹھہری

مریض عشق کی صحت نہین ممکن طبیبو تم
غنیمت جانو اسکو بہی جو مرگ اوسکی دوا ٹھہری

دل و جان بہی حاضر دین اور ایمان پاس اپنے تھے
پسند آئی تو یہہ سودا ہمارا آپ کا ٹھہری

مچا ہی شور نالونکا تیری اے شور اب یان تک
فلک ٹھہرے نہ آگے اسکے نے اوسکی دعا ٹھہری

ہوا عیش انکا تمام ہی نہ نصیب وصل کی شام ہی
غم یار اب تو مدام ہی مجھے زندگی سبھی حرام ہے

وہ جو لوگ اپنی تہی آشنا وہ ہی کرتے ہم پہ ہین اب جفا
یہہ زمانہ کیسا بدل گیا نہ وہ لطف ہی نہ کلام ہے

کہا مین نی اوس سی نہ کر ستم لگا مجہسی کہنی وہ یہہ صنم
تیری جان کی جانی کا کیا ہی غم ہمین اپنی کام سی کام ہے

مجہی روز شب ہی نیا الم یہہ دکہایا چرخ نے کیا ستم
کہین جای تن سے نکل یہہ دم مجہی نیند تک بہی حرام ہی

کبہی قتل کرتی وہ برملا کبہی زندہ کرتی ہین لب ہلا
یہہ تو سارا تیرا ہی شعبدہ تجہے عشق میرا سلام ہے

لگے انکہہ میری نورا تو ہین خال و زلف مین جا پہنسا
مجہی ہای کس نی یگا دیا نہ وہ دانہ ہی نہ وہ دام ہے

تیری وصف دیکہا یہہ ذات مین پہ لب ہین صفات مین
یہہ مزا نہین ہے نبات مین تیرا ایسا شیرین کلام ہی

نہ تو کفر سے ہے غرض ہی اب نہ ہی دینداری کی کچہہ طلب
میری دل سی بہولین مسیح کب فقط اونکی نام سی کام ہی

تیری نام پر ہون مین مبتلا تیری حسن پر ہون بدل فدا

جیسے شور کہتی ہین بہر ملا دہ جہان مین میرا ہی نام ہی

کسیطرح جیسے مجھی اوس ذقن کی راہ ملی
وگرنہ ڈوبنی کو ہر قدم پہ چاہ ملی

نگاہ روبرو ہم ہین کبھی نگار سے ملے
جو روز مل نہ سکی تو بہی گاہ گاہ ملے

ہزار شکر کہ اس دلمین گھر کیا تمنے
خدا کری کہ نکلنی کی اب نہ راہ سے ملے

مزی اوڑاہین عدو سو طرحسی رات اور دن
پہ ہمکو ایک نہ بوسہ خدا کی راہ سے ملے

تلاش سکو تہی محشر مین اپنی یارو نکی
میری بہی تا کمین پہرتی میری گناہ ملی

وہ بن بلای میری گہر جو خود چلی آئے
اثر پذیر خدا ایسے سکو آہ سے ملے

عوض مین شکوہ کی اظہار شکر قاتل ہی
عجیب داور محشر کو دادخواہ سے ملے

دل و جگر بہی ہماری انہین کی جانب ہین
خوشا نصیب کہ ہمکو یہہ دو گواہ ملی

مین اپنی داغ سویدا کو سر پہ ہی رکہہ لون
جو اسکی رنگ سی وہ گیسوی سیاہ ملی

نہوگی شور کو جنت کی آرزو بخدا
جو بتکدہ مین کہین اسکو بہی پناہ ملی

کہلتی ہین شا سب اوس نظر کی
ہی داد نہ کچہہ میری جگر کی

آئی ہین وہ بی بولائی مجہ تک
تقدیر کہلی ہی اب اثر کی

سنتی ہین عدو ہی وہان سی بگڑی
بن جائی گی میری نامہ بر کی

مدت ہم سنا جو شاعرون سی
کرتی ہین وہ جستجو کمر کی

دل جلکی ہوا ہی خاک ظالم
بجلی جو گری تیری نظر کی

دیتی ہی جو کام کیمیا کا
ہی خاک یہہ کسکی بام و در کی

رونا ہی اسی ہنسی نہ سمجہو
اب خیر نہین ہی چشم تر کی

صیاد کی ہاتہہ سی شب و روز
ہی جان کو فکر بال و پر کی

جون نقش قدم مجہی مٹایا
تہی خاک یہہ اوسکی رہ گذر کی

تم جور و جفا نہ چہوڑدو ہرگز
ہی یہہ ہی غذا دل و جگر کی

تہی یاد جو زلف و رخ کی ہر روز
روتی ہی سی شام او سحر کی

کیا شور کہو گی روز محشر
پرسش جب ہوگی عمر بہر کی

معتقد ہم نہین قیامت کی
دل سی پیرو ہین اوسکی قامت کی

ردیف ت

شور ایسی نہین قیامت کی
جیسے نالی ہین میری آفت کے

چاہ سی ہی نباہ مشکل تر
کام دو لو ہی ہین مصیبت کی

بیکسی یاس و رنج اور حرمان
ہم چلی ساتھ اس جماعت کی

ہوئگی کوچہ سی اوسکی کب بہتر
ہمکو ارمان نہین ہین جنت کی

آئینہ سی ہی وہ تو صاف نہین
دل نہین دیکھی اس کدورت کے

روزن در ہی لو ہوی ہین بند
یہہ کہلی راز اپنی قسمت کی

لعل لب کا دیا نہ اک بوسہ
خون ہوتی ہین روز حسرت کے

آج پوچہا ہمارا حال افسوس
مر مٹے آپ پر ہین مدت کے

دین و دنیا سی آپ کو کہو یا
پائی ہین یہہ نتیجی الفت کے

بت کدہ چہوڑ آئی گرچہ ہین
ہین کرشمے خدا کی قدرت کے

آئینہ دیکہہ کر وہ کہنے لگے
اس ہین ہین کو ان کے مرصورت کے

شور لکہتا ہے تو نئی مضمون
ہم ہین قایل تیری طبیعت کے

بھی جہانمین تو معشوقون کے جفا کی لئے ۔ جو مر کی خاک ہوئی تو ہوئی صبا کی لئے

شب وصال تھی گل خوش تھی دلربا کی لئی ۔ اور آج ہجر مین ہین منتظر قضا کی لئے

ہمارا ہوتا تو رہتا ہماری سینہ مین ۔ یہہ دل بنایا تری چشم فتنہ زا کی لئے

تمہاری زلفونکو دل لینی کی ہوئی عادت ۔ کہان سی لاتی ہر روز اس بلا کی لئی

شب وصال ہی کمبخت رحم کر مجھپر ۔ نہ بول آج تو مرغ سحر خدا کی لئے

جفا سی دل کو بچائینگی کب تلک آخر ۔ جفا ہی دلکے لئی اور دل جفا کی لئے

کہین جو بکتی ہو تاثیر تو بتا ہمدم ۔ کہ لینگی مول ہم اس آہ نارسا کی لئے

کہا جو مین نی وفا کر تو ہنس کی فرمایا ۔ جفا کو چھوڑ دین ہم آپکی وفا کی لئی

کبھی تو بہولی سی آ ہم اسی تمنا مین ۔ ہوئی ہین خاک فقط تیری نقش پا کی لئی

ہزارون خون ہی کر ڈالی اسنی دست بدست ۔ یہہ تیری ہاتھہ سی رتبہ ہوا حنا کی لئے

ملا نہ آج تلک ہمکو کوئی بھی ای شور
پھری جہانمین بہت جا بجا وفا کی لئے

آج خدمتمین تمہاری جان زار آنی کو تھی ۔ لیگئی موت اسکو یہہ امیدوار آنیکو تھی

گلشن داغ جگر کو دیکھہ میری ہٹ گئی
ورنہ باغ دہر مین فصل بہار آنیکو تھی

شکر ہی جو چشم کی گردش سہی اوسکی بچ گئی
ورنہ آفت جان پر لیل و نہار آنیکو تھی

ایک دم بھی حسرت بلبل نہ نکلی باغ سے
گلشن ہستی مین دو دن ہی بہار آنیکو تھی

آفرین سینہ کو ہی تیرے کہ جو روکا اوسی
روز یہہ مژگان کی برچھی دل کی پار آنیکو تھی

وای قسمت وہ میرے مرقد پر آکر پھر گئے
روح یہان مجرہ کو بالای مزار آنیکو تھی

اونکو ہنستا دیکھکر غیرونسی مین رو گئے
جوش پر یہہ چشم تر بی اختیار آنیکو تھی

کیسی غنچے کیسی گل کیسی صبا ای عندلیب
وہ چمن ہی مٹ گیا جسپر بہار آنیکو تھی

آج آتی ہی پہر اونکی دم مین دم جو آگیا
ورنہ لب پر جان مضطر بار بار آنیکو تھی

شکر کی جا ہی کہ نالی شور تیری تھم گئی
جا بجا سی ورنہ اوسکی ایک تار آنیکو تھی

گردش گردونسی یون بگڑی ہی ہو اکثر بنی
عشق مین جو بیشتر بگڑی وہ کمتر بنی

ایکدم وہان بھی نپایا چین جگپر سی کبھی
گردش قسمت سی ہم جس بزم مین ساغر بنی

جب بتونکی سنگدل ہونیکا شکوہ ہی بجا
آدمی کو چاہی پہلی کہ خود پتھر بنی

دی اثر اتنا تو یاد گوہر گوش صنم   قطرہ آنسو کا ادہر نکلی ادہر گوہر بنی

کیا عجب سوز دروں سی جلکی ہو جاؤں میں خاک   پہلے تو دل پہ بنی تہی اب جگر جانپر بنی

بہید سے تیرے خداوندا نہیں واقف ہوی   بارہا عالم بنی بہتر بنی بدتر بنی

صلح نعش قدر پہ ہے کیا شرط تہی انصاف کی   دل میرا شیشہ بنی اور حسن کا دل پتہر بنی

اسمان پر پہونچتی ہی نام روشن ہو گیا   وہ شرار آہ کی تہی جن سی یہ اختر بنی

سخت جانی سی نہ نکلی حسرت امید قتل   ٹکری ٹکری ہوگئی جو منتخب خنجر بنی

خون سی بلبل کی سینچا تہا جو گلچین نے چمن   جب ہوا نشو و نما کیا کیا گل احمر بنی

کوی پوچہی بگڑی کیوں تنسے اگر بگڑی آبرو   محفل زنداں میں زاہد متقی بنکر بنی

بی گناہی کی ہمارے کچہہ نہیں شہرت تو ہی   ہم بہی خوش ہیں گر ہماری قتل کا محضر بنی

آج کیونکر سر فروشوں میں نہو شورش کا غل   دیکہا دیکہی ابروی قاتل کی یہ خنجر بنی

جبکہ چلکی پہولکی بدتی سی وہ نازک کمر   پہر کہو اونکی لئی کس چیز کا زیور بنی

راستہ ملک عدم کا میں نے گو دیکہا نہیں   پر یقیں ہی عیسی مریم میرا رہبر بنی

بات اور ہی بات جو بگڑی سحر سے شام تک

اوس سی پہر ای شور صاحب آپکی کیونکر بنی

جب بت ٹہری تو پہر اوس سی شکایت کیا ہی
لب خاموش سی اُمید حکایت کیا ہی

سنگ لسی جو ملا دلبن میری بال پڑا
شیشہ جب چور ہوا ٹوٹ کی قیمت کیا ہی

دو قدم بجلی جو قامت سے تیز چلتی ہی
اس سے ظاہر ہی قیامت کی حقیقت کیا ہی

طبل رسوائی تو پہلی ہی بجی حضرت عشق
غور سی دیکہی تو اب میری نوبت کیا ہی

ضعف سے ہی آہ لگ نہین آتی ہی کبہی
پوچہنی کیا ہو کہ اب آپ کی حالت کیا ہی

آہ و نالہ سی میری ارض و سما چکرائی
خیر ہو اس سی زیادہ کوئی آفت کیا ہی

خون دل پینی کو ہی لخت جگر کہانیکو
اور پہر اس سی سوا صبر قناعت کیا ہی

صبر اور ضبط ہی ہر کام مین لازم ہی ضرور
جو نہ قابو مین رہی پہر وہ طبیعت کیا ہی

درد ہجران کی شکایت جو ہی کی اونہی
بولی کیا ڈر ہی سہو ایسی مصیبت کیا ہی

جان و دلکو تو لیا ایک نظر مین فورًا
آگی اب دیکہتا ہون آپکی نیت کیا ہی

ای شور عارضی ہی حُسن تمہارا بی شک
کل کہین آج کہین ہو تو وہ دولت کیا ہی

ای شور سی تم پہرتی رہی شہر ہی مدام

اب تو باز آؤ ذرا ایسی شرارت کیا ہے

شہرت ہی جب سے گیسوی عنبر نثار کی	نافہ مین جان خشک ہی مشک تتار کی
مٹی خراب ہوتی تہی مجہہ خاکسار کی	صرصر نی شکل خاک اوڑادی غبار کی
جز ضعف اور کام نہ آیا کوئی میری	چہڑوا سکا عدو نہ گلی مجہسے یار کی
مین جان بلب ہون اور تو کٹتی نہین ہی ہائے	ای عمر تو بہی رات ہی انتظار کی
تمکو عدو سی ربط ہی ہو اس سے کیا غرض	مجہسے بہی پہر کیا کرو اک بات پیار کی
عقل و حواس و ہوش تو کہو ہی چکا تہا مین	باقی رہی تہی جان سو وہ بہی نثار کی
ماری جو ڈالتی ہی تجہی ای امید وصل	تو بہی ادا ہی کیا اوسی غفلت شعار کی
پہر صدمہ ہای عشق اوٹہانیکی واسطی	ہمت بلند ہی میری دل ہمت گسار کی

آنی لگی ہین خون کی بوندین ہی اب تو شور
صورت بہری ہی دیدۂ خوننابہ بار کی

پہونکی کی آگ مجکو شعلہ بار کی	لگ جائی گی چنار کو آتش چنار کی
آتی ہی جی مین وحشت نوردیکی لہر پہر	مجکو اداس پاتی ہین یہہ فصلین بہار کی

گر جا ہی بیٹھا سایہ مین اوسکی ناتوان
اوٹھی گی پہر نہ بیٹھہ کی دیوار یار کی

تہامی ہوی پہر دگی کہی دل کہی جگر
پہر جاگی جو آنکھہ کسی بی قرار کی

گم ہون مین اسقدر کہ بس از فن ہی کہین
ملتی نہین ہی خاک بہی میری مزار کی

الفت نی نشتر سر مژگان یار سی
کہولی ہی فصد دیدہ خونابہ بار کی

اقرار وصل اوس بت کافر نی کرلیا
رکہہ لی خدا نی شرم دل بی قرار کی

ای شور دلکو لی کی چلا پہر کسیکی پاس
جاتی رہی ہی عقل تیری اعتبار کی

تجکو ہی کسکی تو دل مضطر لگی ہوی
ہی اگ سی جو تیری برابر لگی ہوی

دیدار تیرا روز قیامت ہوا تو کیا
اک بہیڑ ہوگئی داور محشر لگی ہوی

پروانہ آپ تجہہ پہ جلا شمع سچ تو ہے
تہمت ہی کیون ازل سے ترے سر لگی ہوی

جلتی ہی ایک پاس سی گہڑی شمع رات بہر
اوسکو کسیکی لو ہی مقرر لگی ہوی

اللہ ری سوز آتش الفت کہ دیکہنا
اک اگ سی ہی سینہ کی اندر لگی ہوی

ساقی خدا کیواسطے ایک جام لا ادہر
میری نظر بہی ہی سوی ساغر لگی ہوی

ناصح یہہ آرزو ہی کہ الفت بتونکی جای
پر چھٹتی کب ہی ہای یہہ کافر لگی ہوی

اگ گام ہی سنبہل کی اوسی چلنا ہی محال
ہی جسکو راہ عشق مین ٹہوکر لگی ہوی

تا روز حشر بہی کبہی اچہی نہ ہوگی شور
ایسی ہی چوٹ عشق کی دلپر لگی ہوی

دراز کاکل خمدار ہوتی آتی ہے
یہہ دلکی پیچہی ہی مار ہوتی آتی ہی

یہہ کیسی ناز سی رفتار ہوتی آتی ہی
کہ اپنی چال سی گفتار ہوتی آتی ہے

وہ اپنی حسن پہ نازان ہین اور عشق پہ ہم
ہماری اونکی یہہ تکرار ہوتی آتی ہے

یہہ کون آتا ہی گلگشت کو سوی گلشن
فدا بہار پہ ہر بار ہوتی آتی ہے

اوٹہا ہی سوتی سی یہہ کون فتنہ خفتہ
کہ جسسی سوتی ہی ہشیار ہوتی آتی ہی

کٹری جو دلکی تہی اونکا ہی ہوگیا دم بند
یہہ پای زیب کی جہنکار ہوتی آتی ہی

وہ آی نزع کی گر وقت تو عجب کیا ہی
سدا عیادت بیمار ہوتی آتی ہے

وہ دن گئی جو میری آہ مین اثر کچہہ تہا
یہہ اب تو عرصہ سی بیکار ہوتی آتی ہے

خدا بچای تجہے نوک مژہ سی اے شور

کہ دل کی برچھی سی اک پار ہوتی آتی ہی

کرون توصیف کیا اوس مہ لقا کی
نظر آتی ہی اک قدرت خدا کی

پریشانی مین عمر اپنی کٹا کی
قسم ہی مجکو اوس زلف دوتا کی

بغیر از وصل کب ممکن شفا تھی
مریض عشق کی ناحق دوا کی

مٹایا جان و دل جسنی کہ دیکھا
یہہ خوبی ہی تمہاری نقش پا کی

لگائی اوسنی مہدی پیس گیا دل
یہہ شوخی دیکھنا رنگ حنا کی

رسائی جب نہ کی زلف دوتا تک
بسر دنیا مین کی ہمنی تو کیا کی

اوڑا کر لیگئی وہان خاک میری
یہہ منت مجھپہ ہی باد صبا کی

کوئی مرتا کوئی جیتا ہی دن رات
عجب تاثیر ہی ناز و ادا کی

اوٹھایا ہجر مین جب لطف ہمنی
وصال یار کی کیون التجا کی

چھپا کر لیگیا دلکو سر دست
یہہ چالاکی ہی اوس دزد حنا کی

پھنسا جو زلف کافر مین بتو نکلے
نہ کیونکر مار ہو اوس بیحیا کی

پیا جام سر انڈی جبکہ ہمنے
حقیقت کہل گئی اب بقا کی

پہنسا کر شور دام خط مین دل کو
خطا کی تمنے ای صاحب خطا کی

اگی دنیا مین یہہ انسان رہا ہی نہ رہی
تین دنکی سوا مہمان رہا ہی نہ رہی

دل دیا جسنے بتونکو وہ کہین کا نہ رہا
قایم اپنا ہی ایمان رہا ہی نہ رہی

چار دن اور ہوا باغکی کہا لی گلچین
ایک حالت پہ گلستان رہا ہی نہ رہی

پہر تری ہو ہوکی تیری نذر جنون ہویگا
اپنا دامان و گریبان رہا ہی نہ رہی

حسرتین پوری ہوئین تیر کے شہیدونکی تمام
بس کسیکا کوئی ارمان رہا ہی نہ رہی

آگیا سر پہ پیری عالم پیری جب سے
وہ جوانی کا سا اوسان رہا ہی نہ رہی

ہوکی واقف جو میری دردسی پہر پوچہتی ہو
جانکر کوئی ہی انجان رہا ہی نہ رہے

دولت و جاہ و حشم چار ہی دنکی ہین فقط
یہہ ہمیشہ کہین سامان رہا ہی نہ رہی

زلف کی دام سی اب چہوٹنا دشوار رہا
مجہسا ہی کوئی پریشان رہا ہی نہ رہی

اوسکی کوچہ مین نہ دل جائیو ہرگز ہرگز
جیتا وہان کوئی میرجان رہا ہی نہ رہی

عمر بہر مصحف رو کی ہی تلاوت مین رہا

شور سا حافظ قرآن رہا ہی نہ رہے

عجب ہی دنیا کا کارخانہ گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی
بدلتا رہتا ہی بس زمانہ گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

کسی کو وہان سے ادہر آنا ادہر سے کوئی اودہر روانہ
عجب ہی حیرت کا آنا جانا گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

کوئی دوا ہی کسی مرض سے کوئی فنا ہی کسی سبب سے
غرض قضا کا ہی ہر بہانہ گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

کہین ہی شاہی کہین گدائی کہین امیری کہین فقیری
یہہ ایک قصہ ہی اور فسانہ گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

رہی پھر نہ پیر یہان پہ رہی نہ شاہ و فقیر یہان پر
ہوا قضا کا ہر اک نشانہ گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

ابہی جو بیٹھی تہی شاد و خرم ابہی کرتی تہی عیش باہم
ہوئی وہ دم مین اودہر روانہ گھڑی مین کچھ ہی گھڑی مین کچھ ہی

کھلا نہ قدرت کا اوسکی عقدہ کہ کیا وہ کرتا ہی ایکدم مین
ہی اسمین حیران ہر ایک سیانہ گہڑی مین کچہہ ہی گہڑی مین کچہہ ہی

عجب یہہ دنیا کا رنگ بدلا ہوا ہوا ہی سفید سب کا
بنا ہی بیگانہ ہر یگانہ گہڑی مین کچہہ ہی گہری مین کچہہ ہے

کہین ہی شادی کہین غمی ہی کہین ہی رونا کہین ہی ہنسنا
یہہ رہتا یکسان نہین زمانہ گہڑی مین کچہہ ہی گہڑی مین کچہہ ہی

نہین بہروسہ کسو کو دم کا کبہی یہہ آیا کبہی نہ آیا
ہی زیست آدم کا کیا ٹہکانہ گہڑی مین کچہہ ہی گہڑی مین کچہہ ہی

بہت نہ جینے پہ تو ہو نازان بجی گا گہنٹہ اجل کا دم مین
کہ ہوگا تیرا یہاں سی جانا گہڑی مین کچہہ ہی گہڑی مین کچہہ ہی

ہمیشہ شادی نہ شور غم ہی فقط یہہ چرچی ہین دو ہی دن کی
عبث ہی دونوں مین غل مچانا گہڑی مین کچہہ ہی گہڑی مین کچہہ ہی

نالی ہیں فلک سی جب اگی نکل گئے سنتی ہی ہیں ملک کی دل و جان دہل گئی

کچھ کچھ میری زبان سے جو شکوے نکل گئے	برہم ہوئے بگڑ گئے تیور بدل گئے
چھوڑینگے اس زمین کو اور آسمان کو ہم	گردش سے انکی اب کی ذرا گر سنبھل گئے
گذری تمام عمر اسی پیچ و تاب میں	زلفوں کی تیری ہم سے نہ اکڑ و بل گئے
باغ جہاں میں آکے شگفتہ ہوا نہ دل	آخر کو بوئے گل کی طرح ہم نکل گئے
ہمراہ عمر آئی سمجھ کر وہ رک گئے	آئی سحری تھی دن کے پہر پر شکستہ ٹل گئی
بیٹھے ہیں اب تو جانے کو پا در رکاب ہم	مہمان ہیں دم کی آج گئے یا کہ کل گئے
اللہ ری سوز دل کہ بچی خاک ہی نہیں	ہم مثل شمع ہائے سراپا پگھل گئے
وہ شوق دید اور نہ وہ درد انتظار	وہ ہم نہیں نہیں جب سے تم آنکھیں بدل گئی
تھا حسرتوں کا خون وہ صد شکر آملی	مچلی تھی آج حضرت دل پیر جل گئے
رو کا ہزار ضبط سے اک پل نہ رک سکی	ای طفل اشک آج تم ایسے مچل گئے

اب تو کسی سے سو

اب تو کسی سے شور لگاتی نہیں ہیں دل
کیا کیا زمانے سامنے اونکی بدل گئے

تہنیت ہائے سالگرہ وغیرہ وغیرہ

تہنیت سال گرہ سوم برخوردار جوزف خاں مسٹر اڈورڈ جولس صاحب انسپکٹر

پولیس رئیس میرٹھ

دلکو ہماری آج خوشی انتہا کی ہی
عالم فروز سال گرہ مہ لقا کی ہے

جوزف مبارک تجھی صد سال یہہ خوشی
آئی گرہ جو تیری برکت خدا کی ہے

اقبال کی کلید جو ہی تیری ہاتہہ مین
تاثیر دوستون کی یہہ دست دعا کی ہی

آتی ہی سال وار جو یہہ ساعت سعید
عقدہ کہلا ہی یہہ کہ عنایت خدا کی ہی

نیک اختری کی تیری دعا رات دن مدام
بدر الدجا کی اور یہہ شمس الضحا کی ہی

ہو بول بالا تیرا اسی بزم عیش مین
ونرات آرزو یہہ ہی ارض وسما کی ہی

دم بہر نہ بزم خالی ہو دور شراب سے
یہہ شور ایسے وقت مین سب نے روا کی ہی

تہنیت تولید دختر نیک اختر بخانہ مسٹر طامس گریس خویش جناب طامس

بدرلی صاحب ڈپٹی رئیس شہر میرٹھ بہ پیشن دار راج الور دام مجدہٗ

مبارک تمہین ڈپٹی صاحب ہو اسی
کہ پیدا ہوی لچھمی یہہ مقرر

نہ رکہی گی دولت کی اب کچہ کمی ہہ | نصیبی کی ایسی ہوئی ہو سکندر
ہی طامس گریسن کی وہ نور چشمی | خدا عمر دی خضر سی اسکو بڑہ کر

ہوا شور دیپی جو تاریخ سے کہنے
خوشی ہو کی لکہا او سے خوب دختر ۱۸۵۹

ایضاً

مبارک ڈپٹی صاحب کو نواسی | کہ آئی دختر تابندہ اختر
ہی یہہ طامس گریسن کی جگر بند | خدا دی نوح سی عمر اسکو بڑہ کر
کیر بگی جان فدا اسپہ دولت | ہی گویا پہلی یہہ نور پیکر

لکہو روشن دلی سی شور تاریخ
ہی دختر گوہر تابان مقرر ۱۸۵۹

مبارکباد تولید بر خوردار نور الابصار بجانب شور صاحب کہ جو تاریخ ہشتم ماہ ستمبر ۱۸۵۹ء

خداوند کریم نی بمقام میرٹھہ اپنی بخشش سے بخشا اور نام اوسکا لیوالکنڈر پیش رکہا گیا

شور کو روز کا دیدار مبارک ہووی | آرزو کا کہلا گلزار مبارک ہووی

اختر طالع خدا نی ہیہ تیرا چمکایا
اس سے روشن ہوا گھر بار مبارک ہووے

اسقدر مہر خداوند کی تجہپر ہیہ ہوی
رشک مہ تجہکو شاہی دلدار مبارک ہووے

اوسکی بخشش کا کر اب شکر دل و جانسی تو
مہربان تجہپہ ہی غفار مبارک ہوی

چرخ نی نذر دی اقبال نی آداب بجا
یون کہا ہوگا یہہ سردار مبارک ہوی

اسکو دولت کی ہما کی ہو نہ زنہار کبہی
ہین ہیہ پیشانی پہ آثار مبارک ہوی

اسقدر شور خوشی کا ہی تمہاری گہر مین
کہتی ہین سب در و دیوار مبارک ہووے

شور خوش ہوکی پیو آج تم اک جام سرور
تمکو ہیہ نخل ثمر دار مبارک ہوی

تہنیت یوم چہٹی برخوردار نونہال مذکور الصدر جسکا جلسہ بمقام میرٹھ جلوہ گستر ہوا

نور نظر کی آنی سی روشن مکان ہوا
روز چہٹی ہی آج یہہ دل شادمان ہوا

یہہ وہ چہٹی ہی اسکی مقابل مین ہیر سر
خوش ہیسون بسوہ ولسی تمامی جہان ہوا

بخشا خدا نی وارث اقبال مسند کو
اس گہر پہ مہر کبر کی بہت مہربان ہوا

رکہتا نہین خوشی سی زمین پر ہی اب قدم
دیکہا جو نونہال نہال آسمان ہوا

خوشبو اڑی خوشی کی جو باغ جہان مین
ہر برگ یہ پہول پہول کی گل نی گمان ہوا

مرغ چمن بہی کرتی ہین نغمہ سرائیان
باغ مراد مین یہہ گل ارغوان ہوا

شکر خدا ہی شور یہہ آئی ندای غیب
پیدا تمہاری گہر مین تو فخر الزمان ہوا

تہنیت رسوم روز منت برخوردار مسطور کہ جو بتاریخ ۲۵ مئی ۱۸۸۰ء بمقام شیراز ادا ہوے

لیو کا آج مبارک جو روز منت ہی
سرور دل کو ہی اور جانکو خوب فرحت ہی

خدا ہزار کری عمر اسکی جم جم سے
یہہ اپنی اوس سے دعا اور یہی منت ہی

یہہ آرزو ہی وہ زندہ رہی بہ فضل خدا
نہ دولت اس سی سوا اور نہ کوئی حشمت سے

ہوا ہی جب سے کہ حکم خدا سی وہ پیدا
ہر ایک طرح کی اس گہر مین روز برکت سے

خدا نی بخشا مجہی خوب وارث خانہ
عصا ہی پیری کا ہی وہ اور دل کی قوت ہی

بڑہا ہی نور جو آنکہو نکا دیدہ سی اوسکی
خدا کی حال پہ میری یہہ عین رحمت ہی

دیکھا ہی اوسکا نہ کچہ کہہ سوا سکہ کی خدا
یہہ اوس سے شور کی اب منت و سماجت ہے

تہنیت سالگرہ اول برخوردار نور الابصار شور صاحب کہ جو بتاریخ ۸ ستمبر ۱۹۰۹ء جلوہ گر ہوا

مبارک ہوی تجھی روز پہلی بار گرہ
کہ دیکھیں ایک سی پہر شور تا ہزار گرہ

تجھی یہہ سالگرہ ہوی سال وار نصیب
خدا کی حکم سی ہون اسکی بی شمار گرہ

رہیگا اختر طالع تیرا سدا روشن
لگی ہی سلک گوہر مین یہہ ستار نگار گرہ

ہمیشہ سخت گرہ سی رہیگا تو محفوظ
ہوی ہی اچھی گہڑی تجھسی دیدہ چار گرہ

رہین گی پیچ مین دشمن سے تیرے شبانہ روز
کہ اسکا غور سی کرتی ہی یون بچار گرہ

یہہ حق مین دوست کی ہونگی ستارے سب اچھی
فلک سی کرکی یہہ آئی ہی اب قرار گرہ

خدا نی نور بصر اور دیا ہی لخت جگر
تو اسکی نام پہ ہوتی ہی جان نثار گرہ

ہوا ہی اسکی خوشی کا ہوگا نو مین جلسہ
کہ سال بہر سی یہہ کرتی تہی انتظار گرہ

خوشی کا جام پیو شور روز کو تم دیکھہ
دیکھائی تمکو خدا اسکے سال وار گرہ

چمن مین ایک نئی رنگ سی بہار آئی
ہر ایک غنچہ و گل بی دکھائی رعنائی

زمین کو ناز ہی انداز سبز بختی پر
پھری ہی ناچتا فرحت مین چرخ مینائی

دہن گلونکی ہین خندہ مین اسیر تبسمی
ہی بلبلونکی زبان نغمہ آرائی

سعید وقت ہی اختر ہی سعد طالع نیک
ہلال عید تمنا دیا ہی دکھلائی

ہیری جگر ہیری دل ہیری جانکی سالگرہ
ہی آج اسکی خوشی کی یہہ بزم آرائی

خوشی کا جام ہی کمر نوش سب کی شاد ضرور
مبارک اپنے تجھی آج بادہ پیمائی

مراد خاطر و امید دل ہوئی حاصل
پیو کی سالگرہ نو خدانی دکھلائی

ملا ہی رشتہ کو اب مرتبہ رگ جان کا
ہوئی نصیب گرہ کو ہی دل کی رعنائی

ہی رشتہ کاہکشان اور گرہ ثریا ہی
کہ ان کی شان و ادا چرخ کو پسند آئی

خدا کا شکر کرا ی شور اوسکی رحمت سے
تیری مراد دل و جان خوب بر آئی

تہنیت سالگرہ نور چشمی اگنس عرف شوری دختر نیک اختر شور صاحب واقع ۶ نومبر ۹۸ع

خدائی نیک گھڑی آج پھر ہی دکھلائی
کہ بعد سال کی یہہ سالگرہ جو آئی

ہوئی ہی سات برس کی جو آج یہہ شوری
مراد دل کی بہ فضل کریم بھر پائی

خدا دراز کرے عمر و علم ہے بخشے
ستارہ اسکی نصیبے کا ہے رہے روشن

عصا ہے پیر ہے اور دل کی ہے توانا ہے
فزوں ہو چشم مین ماباپ کی ہو بینا ہے

خدا کا شکر کرے شور تو خوشی ہو کر
کہ اوس نے تیرے لیے لکھے یہ ہے بجا ہے

تہنیت روز چھٹی برخوردار نونہال مسٹر سیل الکذانڈر صاحب رئیس گوالیار

روز چھٹی ہے آج یہ دل کیا نہال ہے
گھر کا چراغ کہتے ہین اسکو بہت بجا
تاریخ بست ہفت دسمبر کو یہ ہوا
عمر دراز نوح کی مانند دے اسے

بخشا خدا نے سیم کو جو نونہال ہے
یہ روشنی جہان مین عجب بے مثال ہے
چوتھی کو جنوری کی چھٹی نیک فال ہے
یہ آرزو ہماری خدا سے کمال ہے

سیل کی ساتھ شور پیو آج جام جم
دل کو بہت سرور طبیعت بحال ہے

تہنیت یوم نسبت مسٹر چارلی پاول صاحب رئیس آگرہ

نسبت چارلی ہے عزت افزا
پائی سب کی دل نے خوب فرحت

خدا شادی کا دن ہی اب دکھا دی
کہ حاصل جس سی ہو دونی مسرت

مثال شیر و شکر دونو باہم
رہین دایم بہ عزت اور رغبت

درازی عمر مین دونو کی ہووی
خدا کی فضل سے اور خوب برکت

سدا دنیا مین یہہ پہولین پہلین خوب
ملی دولت مسیحا کی بدولت

ہمیشہ دوست انکی شاد رہوین
مخالف کو رہی ہر طرح حسرت

دعا ہی شور کی ایہہ خدا سے
کہ گذری دونو کی باعیش و عشرت

قطعہ مبارکی انعام از پیشگاہ لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر بنام مستر ادورڈ
جونس صاحب انسپکٹر میرٹہہ بہ جلدوی حسن کارگذاری

مبارک تمہین ہووی اڈورڈ جونس
یہہ شمشیر پائی جو حکام سے

اور اوس پر دوبالا یہہ طرہ ہوا
ملا اک تمنچہ بہی اکرام سے

صلہ ہی گویا حسن خدمت کا یہہ
گورنر کی قدر اور انعام سے

وہ شمشیر کی اب ہی بی بہا
عدو مانگی پانی نہ اس نام سے

ہاین جیہ ضرب پستول کی ہی غضب | زیادہ ہاین صد درجہ صمصام سے
نہ کیون خوش ہون اوسی بیہ جو کام وقت | کہ کرتی ہین کام حسن انجام سے
ترقی ہوا اُگی کو اس سے سوا | اسیطرح ہو نام اس کام سے
نہ خالی رہے بزم عشرت کبھی | شراب وکباب اور بس جام سے

بڑا عہدہ پاینگے ای شور وہ
یہہ آواز غیب آی ہی بام سے

قطعات تاریخ تولید برخوردار بخانہ شور صاحب از نتایج طبع صاحب
موصوف ونیز احباب شان رئیسان میرٹھہ وغیرہ

قطعہ تاریخ ارد داز فکر رسا شور صاحب زمیدار وساکن ضلع میرٹھہ

شور کو بخشا خدای پاک نی نور نگاہ | ہر طرف سی شہرت فرحت ہے جو بسیار ہی
فکر تاریخ اوسکی جو کی غیب سی آی ندا | مادہ کیا خوب اسکی واسطی تیار ہی

وہ سمین سے ایک عدد کم کرکی لکھو شور تم
یہہ خدا نی تم کو بخشا نیک برخوردار ہی
۱۸ ۸۹

قطعہ تاریخ فارسی از نتایج طبع شور صاحب موصوف الصدر

ابر عطا و کرم گرد گار
جان و دل شور ز نور نگاہ

درچمن شور گہر بار شد
با سر و پا مطلع الانوار شد

بلبل شیدا بہ ترنم سرود
زیب چمن نخل ثمر دار شد
۱۸۸۹ء

ایضاً

للہ الحمد در کہن سالی
شجر آرزو ثمر آورد

طرب افزاست شور باغ مراد
خانہ انبساط شد آباد

چمن آرای گلشن کونین
شاہد رشک حور رخ داد
۱۸۸۹

قطعہ تاریخ از طبع موزون حکیم فخر الدین خلف حکیم فصیح الدین صاحب مرحوم شاعر نامی رئیس میرٹھ

تیری کرم کا خدایا ادا ہو کیونکر شکر
کہ ہمارے دل و امید دل زمانہ ہوا

نصیب تاج تمنا و آرزو و مراد | تیری کرم سی عجب گوہر یگانہ ہوا
ہی دلمین فخر طرب لب پہ ہی مبارکباد | وفور ولولہ شوق کو بہانہ ہوا

بہار عیش ہی ایوان شور صاحب ہین
ہزار شکر کہ پیدا چراغ خانہ ہوا

قطعہ تاریخ از طبع ذکا و فکر رسا حافظ امداد حسین صاحب تخلص ظہور مدرس
مدرسہ سرکاری میرٹھ

یمن قدوم عشرت نور نگاہ سے | ایوان شور جب ہوا رشک الٰہی طور

یون زمزمہ فروش مسرت ہوا سروش
یوسف جمال اختر پر نور لکہہ ظہور

قطعہ تاریخ از تصنیف ممتاز حسین صاحب تخلص افسر خلف الرشید امداد حسین صاحب ظہور

افسر وہم این نوید عشرت | ہر صبح و مسا بہ شور صاحب
تا شوکت جلوہ مہ و مہر | با عمر و لقا بہ شور صاحب
میمون و مبارک و ہمایون | این ماہ لقا بہ شور صاحب

شیرین حرکات راحت طبع
داد دست خدا بہ شور صاحب

قطعہ تاریخ از شاعر بیبدل عبدالحکیم صاحب متخلص بہ محشر متوطن شہر میرٹھ شاگرد مرتضیٰ حسین بیان

ولادت سنکی فرزند کوی شور صاحب کی
جمی عیش و طرب محفل مین اور رنج و تعب ہو کی

نہ کیون رنج غم سرکیطرح کردی گہر و وہ روشن
کہ نور آفتاب صبح پیشانی پہ ہی جسکے

خدا عمر مسیح و خضر دی فرزند و دختر کو
وہ ہو حصہ مین بابا کی تو حصہ مین ہو ماسکی

خیال آیا میری دلمین بھی اک تاریخ رنگین کا
کف پای قلم مین آگیا رنگ حنا جسکے

صدا محشر یہہ آی دفعتہ چرخ چہارم سے
خداوند ہو سر پر سایہ دست مسیح اسکے

قطعہ تاریخ طبع زاد محمد افضل خانصاحب تخلص افضل رئیس شہر میرٹھ

مبارک تمکو ہو فرزند صاحب
کیا آباد جس نی آپکا گہر

درازی عمر مین اللہ بخشی
رہی یہہ حکمران مثل سکندر

چہٹی نہلائی اسکو ابر رحمت
کری گل پیش کش ہو نکا زیور

کہلای گو دین باد بہاری
کری سلک گہر شبنم نچہاور
کہا دل نی بروی مہر افضل
کوی تاریخ تو ہی بہیج لکہہ کر
لگا کر فکر کی دریا مین غوطہ
نکالی مین نی مضمونکی گوہر

کیا پہر مصرعۂ تاریخ روشن
منور ہو گئی آغوش مادر

قطعہ تاریخ ازطبع متین وفکر رنگین منشی قلندر بخش صاحب انسپکٹر پولیس ٹہیر رئیس بلدہ کانپور

آئے بہار جان فزا پہولونمین ہی خوشبو سوا
چمپا چمیلی ہو گرا گلشن مین پہر کہلنی لگا
عیش و طرب کا جوش ہی ہر سمت نا و نوش ہی
ای ہوش اہل ہوش ہی کیا کچہہ ہوا گہیر انشا
قمری نوازن سرو پر کہولی کبوتر اپنی پر
بلبل کی ہی گل پر نظر صل علی صل علی
شاخ و شجر مین عیش ہی دیوار و در مین عیش ہی
شام و سحر مین عیش ہی کیا عیش ہی نکہت فزا
سامان عشرت کیا لکھون اور دہوم دہام کی کیا لکہون
اوضاع مین حیران ہون فکر مضامین بہنیا
دلمین کہان وہ ولولی لب پر کہان وہ چہچہا
وہ راتدن کا قہقہا فرحت فزا فرحت فزا
تاہم ہماری مہربان وہ صاحب اقبال و شان
ہین پیش صاحب خوش بیان ما شعار اپنی کچہہ سنا

پیدایش فرزند ہی دلمین خوشی وہ چند ہی — دیکہا جستی نور سند ہی کیا شور کا بخت رسا

پیری مین پایا ہی گہر لعل بدخشان ہی پسر — یا تمنا کا شجر کس رنگ سی پہولا پہلا

امید رقصان چارسو ہنکر پری یا رنگ ہو — اک ہاتہہ مین لیکر سبو ساغر کا بہرنا دادہ داد

آرزو گی دل کی مٹی افسردگی چہپٹ ہوئی — آخر تمنا کی کلی دیکہو کہلی با صد ادا

احباب ہین شادی کنان اور دوست باہم دف زنان — یعنی بہ ہنگام خزان آئی بہار جان فزا

ای شور صاحب خوش رہی تمکو مبارک ہو پسر — صدقی کرو اب سیم و زر گہڑی کی خاطر برملا

لعل بدخشان مل گیا سب دلکا غم جاتا رہا — جاتا رہا اچہا ہوا بر لائی حق سب مدعا

یارب زمین پر جب تلک قایم رہی پیر فلک — زیبا پسر مثل ملک رہوی یہہ جیتا جاگتا

تاریخ پیدایش ذرا لکہہ وہو قطعہ ٹہرا — سن لین جو یار و آشنا دل سی کہین سب مرحبا

کیا خوب مصرعہ مل گیا جو فکر تہا جاتا رہا
نور البصر پیدا ہوا لخت جگر پیدا ہوا

قطعہ تاریخ از نتایج افکار گہربار محمد افضل علی تخلص ضو مالک اخبار گلدستہ بدایون

شہر میرٹھ کی رکن عالی ہین — شور صاحب کی ہی بڑی سرکار

صاحبِ مرتبت امیر کبیر — ہے سخاوت کی اونکی سب مین پکار
اون کو خالق نے بعد مدت کی — نیک اطوار بخشا برخوردار

مصرعہ سال عیسوی لکھہ شو
قرة العین شور و مہر نگار

اشعار دعائیہ از نتائج طبع مرزا محمد وحید الدین حیدر صاحب متخلص بہ ملک رئیس فتحپور ضلع ایٹہ

شور صاحب ہو مبارک یہ تمہین لخت جگر — بخشی آنکھون کو ضیا دیدۂ نور بصر
شاد و خرم رہے تا دور زمانہ یہ پسر — چشم بد کی نہ لگے اسکو کسی وقت نظر
طفل سے ہووے جوان اور جوان سے ہو پیر — نوح کی عمر اسے بخشے خدای برتر
فضل خالق سے فزون مرتبہ ہووے اسکا — کشور حشمت و اقبال کا ہو یہ افسر
صورت و سیرت و ثروت مین ہو سب سے بالا — دمبدم ہووے ترقی پہ یہ روشن اختر
جو کہ دشمن ہون وہ ہووین خدایا پامال — دور عالم مین یہ ہر ایک پہ پاوے ظفر

ہے یہ درگاہ الہی مین ملک کی یہ دعا
رکھے آباد شب و روز کنارِ مادر

تاریخ تولید دختر بخانۂ شور صاحب از فکر رسا کرامت حسن خان صاحب فوٹوگرافر رئیس علیگڈہ تخلص احسن

دختری داد خداوند بشور | بر سپہر طرب اختر دانم

سال تولید بہ طرز احسن
مریم عصر مکرر خوانم

قطعہ تاریخ تولید فرزند شور صاحب از نتایج افکار دُر بار کرامت حسن خان صاحب فوٹوگرافر رئیس علیگڈہ تخلص احسن

داد حق فرزند چارچ پیش را | غنچۂ خاطر برنگ گل شگفت
احسن شیرین بیان تاریخ او | مایۂ عشرت گل بی خار گفت

ایضاً

نخل چمن آرزوی سترجارج | آورد ثمر خاطر عالم شدہ لیس شاد
ہاتف پی تاریخ ندا داد بہ احسن | بشگفت گل گلشن امید خداداد

تاریخ وفات معدلت حسن خان برادر خورد کرامت حسن خان فوٹوگرافر رئیس علیگڈہ

آہ تربت پُر محن | عزیز معدلت حسن

قطعہ مصنفہ شور صاحب بر مصرعہ تاریخ وفات شہامت خان صاحب مرحوم رئیس کاسگنج

ضلع ایٹہ چکیدۂ قلم معجز رقم جناب حاتم علی صاحب متخلص بہ مہر شاعر نامی اکبرابادی

کیا کوئی دل لگائی دنیا سے — سر پہ آئی ہی موت کی آفت
آمد شد سے ہی نفس کی عیان — ہی فقط دم کی دم کی یان فرصت
جب میری دل مین فکر سال آیا — بولا ہاتف کہ لکھیے با عجلت
سوئی باغ جنان شہامت خان — دار فانی سے ہو گئی رخصت
۹۰ ۱۲ ہجری

ایضاً

ہی یہہ دنیا مقام عبرت و غور — ہی ہر ایک بات مین نئی حیرت
کل جو تہی مسند حکومت پر — آج ہی اوسکی بن گئی تربت
نہ وہ سامان و دولت و تمکین — نہ وہ جاہ اور نہ شوکت و ثروت
ہی دل پر ملال رہن و بال — دیدۂ زار صرفۂ رقت
نالہ لب پر ہی آہ سینہ مین — سر مین شورش ہی جوش پر وحشت
الغرض شور کب تلک افسوس — لکھو سال وفات با عجلت
سوئی باغ جنان شہامت خان — دار فانی سے ہو گئے رخصت
۹۰ ۱۲ ہجری

قطعہ تاریخ وفات مظہر حسین صاحب تاجر صیدار یاپور از فکر غمگین شور صاحب زمیندار ضلع میرٹھ

گئی جب کہ دنیا سی مظہر حسین
ہوا چشم عالم مین عالم سیاہ

صد افسوس ایسا جوان متین
خدا جسپہ تھی شوکت و عز و جاہ

گیا اس جہان سی بعین شباب
ہوا خانۂ صبر و تسکین تباہ

مٹی گا نہ یہہ داغ دل سی کبھی
خداوند ہر دو جہان ہی گواہ

بجز صبر اسکا نہین کچہہ علاج
کہ در پیش آنی ہی یہہ سبکو راہ

الم سی اوٹھا سر لکھا شور نی
ہی جانکاہ یکسا غم مرگ آہ

قطعہ تاریخ دیوان ہذا از شور صاحب مولف

شکر ہی خالق جہان تازہ کلام پرور
غیرت سحر سامری جمع ہوا بصد صفا

داغ ہین اسکی طرز سی طرز سخن کی شوخیان
باغ ہی اسکی رنگ سی رنگ بیان خوش ادا

طرز بیان طرب اثر حسن و ادا مین بی بدل
شوخی لفظ غمزہ وش عیش سرا فرح فزا

جب ہوئی شاد جان و دل دیکھکی اسکی رنگ کو
سال کا فکر تھا مجھی ہاتف غیب نی کہا

ہی لب آسمان سی شور شور کی دہوم ہوگئی
دیوان غیرت بہار تمام خدا عجب لکہ

۱۲۹۰

قطعہ تاریخ طبع دیوان شور صاحب ریختہ خامہ منشی ممتاز حسین صاحب افسر ساکن میرٹھ

عدد	مصرع اول	مصرع ثانی
۳۰۰	شور صاحب کا ہی دیوان بی نظیر	لفظ ہین غیرت دہ بدر منیر
۲۰۰	رنگ مضمون بیعدیل و بی مثال	ہر ادا مین جلوہ شان جمال
۶۰	سحر کاری مضامین ناز جوش	جلوہ الفاظ ہی اختر فروش
۴۰۰	شاہد ہر مصرعہ با صد ادا	ہی دلاویز جہان و دلربا
۳۰۰	شمع طور عاشقی ہی ہر غزل	بی نظیر و بیعدیل و بی بدل
۶۰۰	سامری کاری ہر ایک انداز مین	سحر کی انداز شور و ساز مین
۶۰۰	خوبی و دلچسپی اشعار خوب	ہر روش سی طرفہ مرغوب القلوب
۷۰	عین خوبی ہر ادا سی ہی عیان	کیف بخش روح و آرام روان
۱	اول ہر مصرعہ سی طرفہ وار	طبع کا ہی سال افسر جلوہ یار

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر محمد میر خان تخلص آبر نایب مدرس گورنمنٹ تحصیلی اسکول بجنور تلمیذ جناب حافظ محمد امداد حسین صاحب ظہور رئیس میرٹھ

دیوان شور نام خدا طرز خاص سے — عمدہ ہی لاجواب ہی بیشک عجیب ہی

خوبی طرز کیف مضامین بوالعجب — جو کچھ لکھو ہر ایک ادا سے نصیب ہے

ہاتف کی لب سے آہ صدا فکر سال [illegible] — دیوان شور آبر عجیب و غریب ہے

۱۳[illegible]